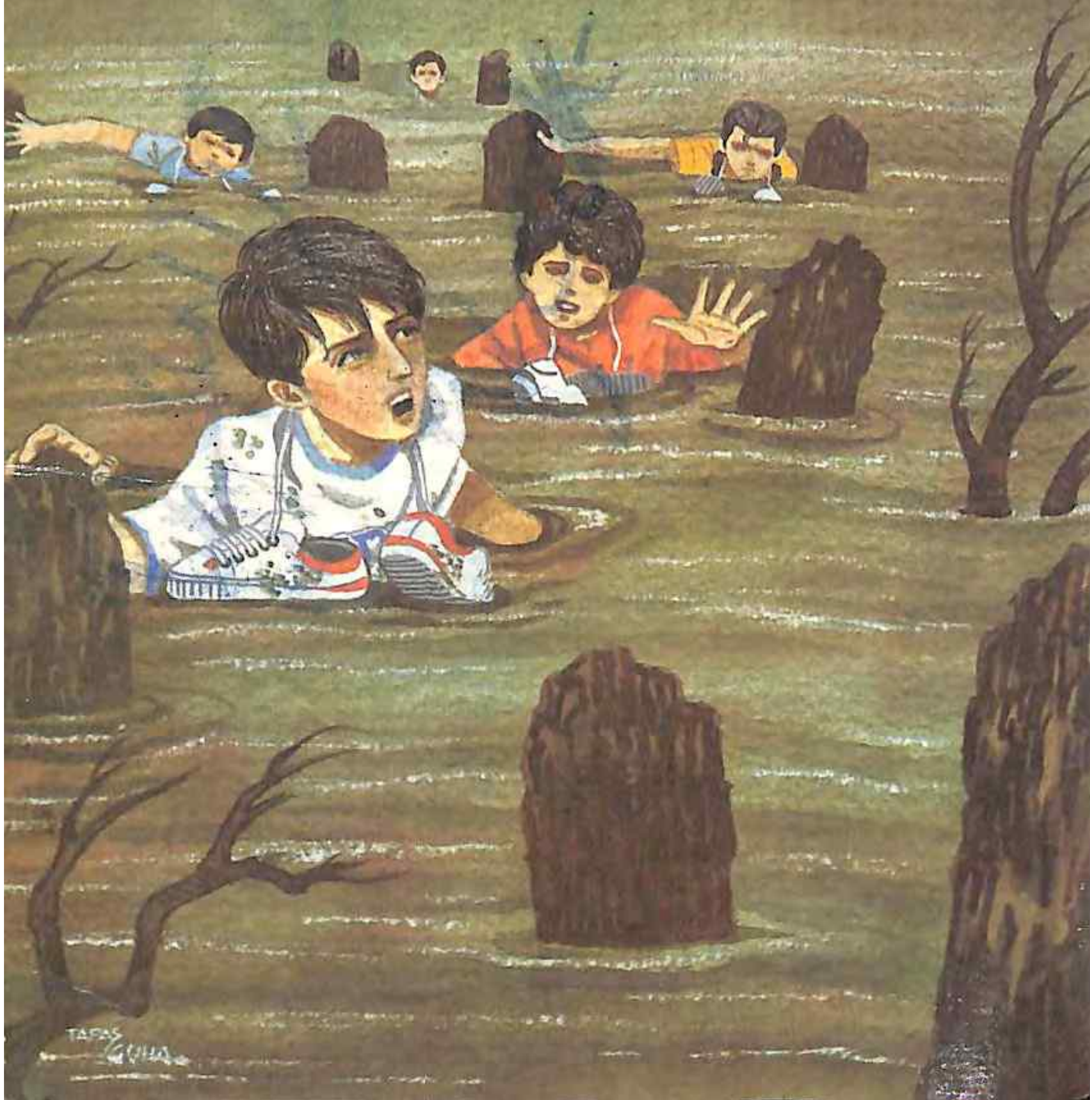




بیرت پور کی سرگرمیاں

مصنف : مترا پھوکن



بیرت پور کی سرگرمیاں

مصنف: مترا پھوکن
مترجم : سید ظفر الاسلام

چلڈرن بک ٹرسٹ ☆ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ☆ بچوں کا ادبی ٹرسٹ

بیرت پور میں پہنچنا

چمکدار پیلے رنگ کی جیپ، جس پر بھورے رنگ کا پردہ لگا ہوا تھا، کچی اور ناہموار سڑک کی طرف ہچکولے لیتے ہوئی مڑی تو چاروں اندر بیٹھے ہوئے بچّوں کی تیز سی سسکاریاں نکل گئیں۔

"خوبصورت" مادھوبے انتہا خوشی سے چلایا۔ وہ اپنی سیٹ پر اس طرح جھکا کہ باہر اور اچھی طرح دیکھ سکے۔ ڈیڈی اور ممّی کے کندھوں کا سہارا لیتے ہوئے جو کہ سامنے کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے، گرد آلود کھڑکی سے غور سے دیکھنے لگا۔ وہ بالکل ایک کچھوے کی طرح سے لگ رہا تھا جس نے کہ خول سے اپنا چہرہ نکالا ہوا ہو اور ایک انجان سے علاقے کے گرد و پیش، ماحول کا جائزہ لے رہا ہو۔ "بہت خوبصورت" وہ بولا۔

دل کی گہرائیوں سے نکلے یہ تعریفی لفظ وہ منظر دیکھ کر نکلے تھے، جس کو اس نے ابھی ابھی دیکھا تھا۔ جیپ ایک چھوٹے سے ٹیلے پر رینگ رہی تھی اور اوپر سے جنگل کا ہرا بھرا علاقہ دکھائی دے رہا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ اونچے، ہرے بھرے پیڑوں کی ایک قالین سی بچھی ہوئی ہو۔ جس نے زمین کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہو۔

تھوڑی اور دور چلنے پر پہاڑیوں کا ایک سلسلہ شروع تھا جس کی چوٹیوں کو ملائم اور اُجلے بادل چوم سے رہے تھے۔

پہاڑ کی اونچائیوں سے ایک پتھریلی، اوبڑ کھابڑ، پتلی سی سڑک چھوٹے سے گاؤں، جو کہ پہاڑیوں کے نیچے بسا ہوا تھا، جا رہی تھی۔ گھاس پھوس کے چھپر والے یہ گھر ڈوبتے سورج کی روشنی میں سُنہرے سُنہرے سے چمک رہے تھے۔ اب گاؤں والوں کو دیکھا جا سکتا تھا اور یہ محنتی چیونٹیوں کی طرح لگ رہے تھے جو جھنڈ در جھنڈ آگے ہی بڑھتی رہتی ہیں۔

"کیا یہ بیرت پور ہے؟" سیما نے پوچھا۔

"ہاں"، ڈیڈی نے جواب دیا۔ انھوں نے جیپ ایک کنارے روکی۔ سبھی لوگ جیپ سے اُتر پڑے۔ جیپ کے سفر سے ان کے ہاتھ پاؤں شل ہو چکے تھے اور انھوں نے انگڑائی لیتے ہوئے بڑی راحت محسوس کی۔ ان میں ایک نیا ولولہ اور جوش بھر گیا، شام کا منظر دیکھ کر۔

مغرب کا آسمان شام کے گلابی رنگ میں نہایا ہوا تھا۔ بیرت پور گاؤں ایک کھلونے کی طرح لگ رہا تھا جو کہ پہاڑیوں کے نیچے بسا ہوا تھا۔ گاؤں لمبے لمبے پیڑوں کے جنگل سے گھرا ہوا تھا۔ زیادہ تر گھروں کی دیواریں نرسل (Reed) اور اسی طرح کی چیزوں سے بنی ہوئی تھیں اور چھتیں گھاس پھوس کی۔ ایک دو گھر جو کہ دوسروں سے بڑے تھے ان کی دیواریں پکی تھیں اور چھتیں ٹین کی۔ ٹھیک گاؤں کے پیچھے جنگل کی پٹیوں سے الگ ایک لمبی سی جھیل تھی جو کہ جنگل کی ہی طرح اداس، اداس سی لگ رہی تھی۔

"بیرت پور!" سادھو زور سے ہنسا۔ "اس کا مطلب کوئی بڑا شہر، کیا نہیں؟ ایسی چھوٹی سی جگہ اور ایسا اثردار نام! مجھے تعجب ہے کہ کس نے پہلے اس گاؤں کے نام کے بارے میں سوچا ہوگا"۔

"کسی ایسے شخص نے جو خوش طبع، دلچسپ ذہن رکھتا تھا، میں ایسا سوچ رہا ہوں"۔



راگھو نے کہا۔ "یا پھر وہ بہت بڑے ارادے اور حوصلے والا ہو گا۔ اس نے سوچا کہ اس کا گاؤں بہت عظیم، بہت بڑا ہو گا اور کچھ نہیں تو نام کے بارے میں ہی سہی"۔

رینا بولی، "چھوٹا یا بڑا، ہیرت پور وہ جگہ ہے جہاں ہم پورے دو ہفتے رہیں گے۔ ایسا ہے نا! یہ ہے نا! حیرت انگیز۔ سنو سنو چڑیوں کی چہچہاہٹ سنو!"

بچے اور بڑے، سبھی نے اپنی جوتوں کی چرچراہٹ اور بک بک کو روکا۔ انھوں نے کچھ سننا شروع کیا یہ ایک خاص چڑیا کی چوں چوں کی آواز تھی اور دوسری چڑیوں کی بھی چہچہاہٹ سنی، جس کی آواز کو یہ پہچان نہیں پائے۔ اس کے علاوہ کوئل کے 'کوک' کی طرح کی آواز بھی یہ قریب سے سُن پا رہے تھے۔

"یہ کیا ہے؟" سیما نے تعجب سے پوچھا، اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ یہ شہر کے رہنے والے بچے تھے اسی لیے یہ جنگل میں پائے جانے والی چڑیوں کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتے تھے۔ وہ صرف کوؤں کی شور کرنے والی کائیں کائیں کی آواز کو پہچانتے تھے جو کہ ان کے بیڈ روم کی کھڑکی کے باہر سے سُنائی دیتی تھی۔ یہ آواز ان کو گھر پر ہر صبح اُٹھا دیا کرتی تھی۔

"جب ہم گاؤں پہونچ جائیں گے تو کسی گاؤں والے سے پوچھ لینا" ممّی نے کہا۔ "تم بہت سی چڑیوں کی آوازیں یہاں ٹھہرنے کے درمیان سنو گے"۔

"مجھے تعجب نہیں ہو گا اگر تم کچھ جنگلی جانوروں کی آوازیں بھی سنو جیسے سیار، چیتا اور ہاتھی، ڈیڈی نے کہا۔

یہ ہیرت پور کا جنگل، پوری طرح جنگلی جانوروں کی دنیا ہے، کیا اب ہم اپنا سفر جاری رکھیں؟"

چاروں بچے جیپ کی پچھلی سیٹ پر اکٹھا ہو گئے، ممّی سامنے کی سیٹ پر بیٹھ گئیں اور ڈیڈی نے ایک بار پھر جیپ کی اسٹیرنگ سنبھال لی۔ جیسے ہی جیپ ٹیلے سے ہیرت پور کی طرف بڑھی۔ جیپ کے پیچھے بیٹھی ہوئی سواریوں نے تالیاں بجانا اور گانا گانا شروع کر دیا۔ ان کی چھٹیاں جو اس طرح شروع ہو رہی تھیں اس کے لیے وہ بہت اتاؤلے ہو اُٹھے۔

یہ چاروں بچے گوہاٹی میں رہتے تھے۔ لڑکیاں وہاں لڑکیوں کے اس کول میں، لڑکے، لڑکوں کے اس کول میں پڑھتے تھے۔ انھوں نے ابھی اپنے ششماہی امتحان ختم کیے تھے اور ان کے اس کول گرمیوں کی چھٹیوں کے لیے بند ہو چکے تھے۔

16 سال کا راگھو بچوں میں سب سے بڑا تھا۔ وہ لمبا اور چوڑے کندھوں والا، ذہین شکل کا، گہرے بھورے رنگ کی متوازن آنکھوں والا، دنیا کو گہری نظر سے دیکھنے والا، بڑے بڑے کان اور مضبوط جسم والا خوبصورت، اسمارٹ سا لڑکا۔ اس کا کسرتی بدن یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ کھیل کو بہت پسند کرتا ہے۔ حقیقت میں وہ اس کول کی کرکٹ ٹیم کا کیپٹن ہی نہیں تھا بلکہ مقامی کلب کے ضلعی سطح پر بھی وہ اکثر کرکٹ کھیلتا تھا۔

راگھو کا بھائی مادھو 14 سال کا تھوڑے سے ٹھگنے قد کا، بے شک اسے کسی حد تک گول مٹول کہا جا سکتا تھا۔ اس کے موٹے گہرے براؤن رنگ کے بال، جو کہ بے ڈھنگے، بے سلیقے سے الجھے رہتے تھے، پورے چہرے پر آجاتے تھے۔ جب مادھو فکر مند یا غصے میں ہوتا تو اس کے بال کھڑے ہو جاتے لیکن ایسا موقع کبھی کبھی آتا۔ ویسے وہ ہنس مکھ، خوش رہنے والا اور چٹکلوں سے بھرپور لڑکا تھا۔ وہ اپنی کلاس میں بہت مقبول، ہر دلعزیز تھا کیوں کہ اس کے پاس چٹکلوں اور مزاحیہ کہانیوں کا ذخیرہ تھا۔ مادھو کی چمکدار براؤن آنکھیں ہمیشہ پلکیں جھپکاتی رہتیں جس سے اس کے اندر کبھی بھی بدبداہٹ سی ہوتی تھی جس سے وہ اپنی پسلیوں میں گدگدی محسوس کر کے خود ہی ہنس پڑتا۔

سیما، مادھو کی جڑواں بہن لیکن وہ اس جیسی زیادہ نہیں دکھتی تھی۔ کسی حد تک وہ اپنے بڑے بھائی راگھو سے ملتی جلتی تھی۔ وہ مادھو سے کچھ انچ لمبی ہی تھی۔ اپنے جڑواں بھائی کے برخلاف۔ بے شک ممّی ہمیشہ اس کو تسلی دیتی تھیں اور پیشگوئی کرتی تھیں کہ وہ بھی ایک دو سال میں لمبا ہو جائے گا، لیکن ابھی تو مادھو کا دکھ جگ ظاہر تھا کہ وہ اپنے گھر میں سب سے ٹھگنا ممبر ہے۔

سیما بھی اپنے بڑے بھائی کی ہی طرح کھیل کو پسند کرتی تھی۔ وہ بہت سلیقے والی

لڑکی تھی جو باسکٹ بال اور ٹینس کو پسند کرتی تھی۔ اس کے چھوٹے اور کالے بال جو سلیقے سے گندھے ہوتے تھے۔ اس کے کالی کالی آنکھیں سیدھے ٹکٹکی باندھے دیکھتی تھیں۔ اس کا چوڑا ہنس مکھ چہرہ ایک پسند کیا جانے والا چہرہ تھا۔ 12 سالہ رینا ان کے رشتے کی بہن تھی۔ وہ ان دونوں جڑواں کی دوست تھی۔ وہ دونوں بھی اس کو بہت پسند کرتے تھے۔ جو بھی ہو، رینا بالکل الگ طرح کی تھی۔ راگھو، مادھو یہاں تک سیما کی طرح بھی نہیں۔ وہ چھوٹے جسم کی سانولی، خاموش، نرم و نازک سی لڑکی تھی۔ اس کی بڑی بڑی اور کالی آنکھیں خوابیدہ سی لگتی تھیں۔ اس کے لمبے اور بڑے کالے بال جن کی وہ دو چوٹیاں کرتی تھی، کمر تک تھے۔ کبھی کبھی مادھو پیچھے سے اس کی دونوں چوٹیوں کو کھینچ لینے سے اپنے آپ کو نہیں روک پاتا تھا۔ رینا ایسا کرنے پر کبھی بُرا نہیں مانتی تھی۔ وہ صرف مسکرا دیتی اور ہلکے سے آگے کو کر لیتی۔

اُسے لکھنے کی صلاحیت حاصل تھی، اس نے بہت سی نظمیں اور کہانیاں لکھی تھی جو کہ کچھ گوہاٹی کے اخباروں میں اور میگزین میں بچّوں کے صفحات میں شائع ہوئی تھیں۔

رینا کے ماں باپ گوہاٹی کے ایک بینک میں کام کرتے تھے۔ یہ ان کے لیے مشکل تھا کہ وہ اپنے کام سے چھٹی حاصل کر سکیں۔ رینا اسی لیے یہ چھٹیاں اپنی کزن، انکل اور آنٹی کے ساتھ گذارنے آئی تھی۔

دراصل چاروں ایک دوسرے کے گھروں میں آتے جاتے، اور چھٹیاں اور باہر گھومنا پھرنا ایک ساتھ ہوتا تھا۔ کسی کے لیے یہ کہنا مشکل تھا کہ وہ ان تینوں کی سگی بہن نہیں ہے۔

دونوں بڑے جینتا اور کیتکی بروا، راگھو، مادھو اور سیما کے والدین تھے۔ کیتکی بروا، سیما اور رینا کے اس کول میں ٹیچر تھیں۔ ان کی بھی بچّوں کی طرح لمبی چھٹیاں ہوتی تھیں۔ جینتا بروا، صوبے کے محکمہ جنگلات میں تعینات تھے۔ وہ اکثر دور دراز، الگ تھلگ علاقوں کا دورہ کیا کرتے تھے۔ جہاں پر گھنے جنگل ہوا کرتے تھے۔ بچّوں کو ان کا

اس طرح کے دوروں کے لیے ساتھ چلنا بہت پسند تھا۔ جب بھی گرمیوں یا سردیوں کی چھٹیاں ہوا کرتی تھیں وہ مسٹر بروا کے ساتھ دور دراز، گنجان علاقوں میں تفریحی سفر کر لیا کرتے تھے۔ وہ ٹھنڈے، ہرے بھرے جنگلوں کو پسند کرتے تھے۔ اور گاؤں والوں کے ساتھ بھی بڑے ہمدردانہ و والہانہ جذبہ رکھتے تھے۔ بلاشبہ جنگلی حیوانوں کو قریب سے دیکھنے میں ہیجان خیزی، کا مزہ محسوس کرتے ۔

اصلاً پچھلی چھٹیوں کے درمیان، اچانک اور غیر متوقع طور پر ایک چیتا جو کہ کچی سڑک کے بیچوں بیچ بڑے شاہانہ انداز میں آرام فرمارہا تھا، دیکھا تھا۔ یہی نہیں، انھوں نے اسی دورے میں کچھ گینڈوں اور بڑی تعداد میں چوکڑی مارتے ہرنوں کو دور دور تک دیکھا تھا۔ اس کے علاوہ ایک چھوٹا تیندوا، بہت سارے بندر اور بہت سارے خوبصورت اور سجاوٹی پروالے پرندے بھی دیکھے اس میں کوئی تعجب نہیں کہ یہ بچے اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتے تھے کہ وہ ایسے دور دراز، الگ تھلگ علاقوں میں جہاں پر ان کے اور ساتھی نا جاپانے کی وجہ سے اپنے آپ کو بدنصیب سمجھتے تھے۔

اگلے دو ہفتوں کا پروگرام اس وقت بنا جب کہ مسٹر بروا نے اپنے کام کے سلسلے میں ان پھیلے اور گھنے جنگلوں میں جانے کا ارادہ کیا۔ بچے مسز بروا کے ساتھ بیرت پور میں ہی رُکیں گے۔ وہ اسی انجان علاقے کی سیاحت کی اُمّید کر رہے تھے اور انھوں نے بیرت پور اور اس کے چاروں طرف ٹیلوں کی چوٹیوں سے جو دیکھا وہ بہت شاندار تھا۔ مسز بروا مختلف کتابیں بھی اپنے ساتھ لائی تھیں انھوں نے بتایا کہ وہ اسی دو ہفتے کے درمیان ان کتابوں کو دلچسپی سے پڑھیں گی کیوں کہ وہ جب شہر میں ہوتی تھیں تو ان کو اس کو پڑھنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔

تقریباً رات ہو چکی تھی جب یہ گروپ "فارسٹ انسپکشن بنگلہ" (Forest Inspection Bungalow) میں پہنچا۔ بچے دھندلکے میں اندازہ لگا رہے تھے کہ عمارت ایک بڑے سے کمپاؤنڈ میں ہے جو کہ خاصے موٹے لکڑی کی باڑ سے گھری تھی اور اس میں کانٹے دار تار لگے ہوئے تھے۔

"یہ جنگلی جانوروں سے دور رکھنے کے لیے ہے" راگھو نے کہا۔ "اسی کمپاونڈ میں اور بھی عمارتیں تھیں۔ مسٹر بروا نے بچّوں سے کہا یہ عمارتیں دفتر اور رہائشیں ہیں۔ بیرت پور کے محکمہ جنگلات میں جو کچھ لوگ کام کرتے ہیں ان کے لیے۔

انسپکشن بنگلہ، بہت لمبا تھا اور لکڑی کی تعمیرات تھی۔ یہ ایک پلیٹ فارم پر بنا ہوا تھا جو کہ بہت سارے مضبوط کھمبوں پر ٹکا ہوا تھا۔ ایک چوڑا برآمدہ جو کہ گھر کے چاروں طرف تھا۔ بنگلے پر ٹین کی چھت پڑی ہوئی تھی۔ رینگنے اور اوپر چڑھنے والے پودے زمین سے چھت تک پہنچے ہوئے تھے۔ اس طرح یہ بڑے پیمانے پر نباتات سے ڈھک گئے تھے، لکڑی کا زینہ جو کہ تقریباً ڈھلواں سیڑھی کی طرح تھا۔ پہلی منزل تک گیا ہوا تھا۔

چوکیدار ان سبھی کا انتظار کر رہا تھا، ایک خاص طرح کی لالٹین لیے ہوئے (یہ لالٹین ہواؤں اور طوفان کے لیے بھی مناسب ہوتی ہے۔)

"لالٹین اس لیے کہ ان جنگلوں میں بجلی نہیں ہے" رینا نے تبصرہ کیا۔

اس لالٹین کی روشنی میں چاروں طرف عجیب سے سائے نظر آرہے تھے۔ چوکیدار کی اپنی پرچھائیں جو پیچھے سے دیوار پر جھلملا رہی تھی اور ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے ابھی کوئی بدشگونی سی ہو جائے گی اور جیسے کہ وہ کوئی ڈراؤنا، بداعمال بڈھا ہو۔ رینا نے چوکیدار کو بہت قریب جاکر غور سے دیکھنا شروع کیا۔ اور یہ محسوس کیا کہ وہ اصل میں بے چارہ بے ضرر ہی نہیں بلکہ دوستی کے بھی لائق ہے۔

چوکیدار نے مسٹر اور مسز بروا کو سلام کیا اور پُر تجسس مسکرا کر بچّوں کا خیر مقدم کیا اور بنگلے کی طرف ان کی رہنمائی کی۔

عمارت کا فرش ایسا تھا کہ جب کوئی اس پر ٹہلتا تھا۔ تو ایک گونج سی پیدا ہوتی تھی۔ بچّے یہاں تک کہ راگھو بھی جس میں بچّوں والی شوخی و شرارت نہیں تھی، اُچھلتے کودتے ہوئے ایسے چل رہے تھے کہ فرش سے جو زوردار گونج پیدا ہو رہی تھی۔ اس سے زیادہ سے زیادہ لطف اُٹھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ انھوں نے سامان اُٹھانے کے لیے، جیپ کے کئی چکر لگائے۔ انھوں نے اتنا غل غباڑہ مچایا کہ مسز بروا نے بُرا مانتے ہوئے

اپنا کان بند کر لیا، "بند کرو یہ سب ورنہ مجھے یقین ہے کہ میں بہری ہو جاؤنگی، اگر اسی طرح تم لوگ دو ہفتے تک شور و غل کرتے رہے تو"۔ مسز بروا نے ڈانٹا۔

کمرے، آرام دہ لگ رہے تھے اور مٹی کے تیل والی لالٹین کی روشنی میں سب کو خوش آمدید، کہہ رہے تھے۔ یہ گھر دو بڑے بیڈروم، کونے پر ایک چھوٹا کمرہ، ایک (ڈرائنگ روم) کھانے کا ملا جلا کمرہ جو کہ گھر کے مرکزی حصے میں تھا۔ کچن گھر کے پیچھے الگ عمارت میں تھا۔ سیما بر آمدے میں لگی ہوئی ریلنگ پر جھکی کچھ دیکھ رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ نیچے اتر کر ایک لمبے بر آمدے کو پار کر کے باورچی خانے میں جایا جاسکتا ہے۔

"ممّی اور میں نے بڑا والا بیڈروم لے لیا" ڈیڈی نے کہا۔

"اوہ، قدرتی طور پر "مادھو نے اچھے طنزیہ انداز میں کہا، اور سبھی ہنسنے لگے۔

انھوں نے بات جاری رکھی اور کہا "باقی تم اپنے کمرے چُن لو" مادھو کی پھبتی کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ پر سکون رہے۔ "مادھو، ممّی کے بیگ کو ادھر لاؤ، کیا اٹھالو گے ؟ بھاری ہے کیوں کہ اس میں ساری کتابیں رکھی ہوئی ہیں" ڈیڈی نے کہا۔

"میرا بڑا منھ کھولنے کی سزا ہے" وہ کراہا۔ مادھو مذاق اڑانے کا خیال کر کے بول اٹھا۔ اس نے بڑے ڈرامائی انداز میں آنکھیں بند کر لیں۔

لڑکیوں نے دوسرا بڑا بیڈروم چُن لیا۔ دو صاف ستھرے بستر لگے ہوئے تھے۔ مچھر دانی رکھی ہوئی تھی۔ چادر اور تکیہ جیسے ان کو آرام کرنے کے لیے دعوت دے رہے ہوں۔ سیما اور رینا دونوں بیرت پور کے اسی لمبے اور طویل سفر کی وجہ سے بہت تھکی ہوئی تھیں۔

کمرے کی بڑی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں تاکہ تازہ ہوا آسکے جو کہ کمرے کو ٹھنڈا رکھ رہی تھیں۔ بیرت پور میں بجلی نا ہونے کی وجہ سے پنکھے نہیں تھے لیکن گھر کے چوڑے بر آمدے اور بڑی کھڑکیوں کی وجہ سے خاصی ٹھنڈک تھی۔

سیما نے ایک کھڑکی بند کر دی۔ کمپاؤنڈ والی دیوار کے پیچھے سے اس نے دیکھا کہ رات کا دُھندلکا کافی پھیل چکا تھا اور گاؤں کے گھروں میں روشنیاں جھلملا رہی تھیں۔

اسی درمیان لڑکے اپنے چھوٹے سے کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھے۔ ان کی کھڑکیوں میں بالکل اندھیرا تھا کیوں کہ اس کے پیچھے گھنا جنگل تھا۔ جنگل، رات کے اندھیرے میں بالکل نہیں دکھائی دے رہا تھا۔ البتہ پورا ماحول جھینگروں کی آواز میں ڈوبا ہوا تھا۔ کبھی کبھی سیاروں (Jackals) کی، ہواں، ہواں، کی آواز آرہی تھی۔

"باہر کی ہر چیز بڑی پُراسرار لگ رہی ہے" "ہے نا" اراگھو نے کہا۔

"ہاں" مادھو نے اتفاق کیا "اور ...... منحوس اور بُری سی بھی"۔

"منحوس" اس کا بھائی مسکرایا۔ "یہ بہت لمبی بات ہو جائے گی۔ بہر حال اس پُراسراریت کے احساس کی وجہ غالباً ان لالٹینوں کی وجہ سے ہے۔"

ممّی نے ڈائننگ روم سے آواز لگائی "ہاتھ دھولو اور کھانے کے لیے آجاؤ" یہاں پر جلدی سویا جاتا ہے۔

جلد ہی بچّے ہاتھ منھ دھو کر ڈائننگ روم کی طرف چل پڑے۔

چوکیدار نے وہاں ایک بڑی سی میز لگا رکھی تھی اور کھانا ان کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ بیٹھ گئے اور ممّی نے ان کی پلیٹوں میں چکن مصالحہ، چاول، دال اور سلاد بھر کر دے دیے۔

"ممّی یہ سالن تو بہت لذیذ ہے" سادھو نے اپنی پلیٹ اور لینے کے لیے آگے بڑھادی۔

"یہ اس لیے ہے کہ یہ تازہ ہے۔ یہ فریج میں رکھا ہوا نہیں تھا۔ چکن شاید چوکیدار نے ہمارے کھانے کے لیے کسی گاؤں والے سے، ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی خرید لیا تھا۔" ڈیڈی نے وضاحت کی۔

"اوہ" رینا نے کہا۔ اس نے معمول کے خلاف ڈھیرے سے چکن کی بوٹیاں پلیٹ کے ایک کنارے رکھ دیں۔ "میں سوچتی ہوں کہ میں کچھ اور دال و سلاد کے سہارے اس چکن مصالحے کو ختم کردوں گی۔"

"رینا، تم ایسا نا کرو...... سیما نے جملہ پورا نہیں کیا۔" مجھے وہ بوٹیاں دے دو میں اس کو ختم کرلوں گی۔

کمرے میں صرف مٹی کے تیل والی دو لالٹین جل رہی تھیں سائے دیواروں پر ناچ رہے تھے۔ بارہ سنگھے کے دو سر، دیوار پر لگے ہوئے تھے جو کہ اس لالٹین کی روشنی میں ڈراؤنے لگ رہے تھے۔ یہاں تک کہ میز کے گرد بیٹھے ہوئے لوگوں کے چہرے کسی حد تک اس دھند لکے میں غیر مانوس سے لگ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں کے نیچے کھوکھلا پن سا لگ رہا تھا اور ان کے چہرے کالے سے۔

"یہ سب بلاشبہ روشنی کا کمال ہے" راگھو نے اپنے آپ کو یقین دلایا، جیسا کہ وہ میز کے اِرد گرد دیکھ رہا تھا۔ ساری چیزیں اجنبی اور غیر مانوس لگ رہی تھیں۔ وہ اپنی پریشانیوں اور گھبراہٹ کے احساسات کو قابو میں رکھنے میں کامیاب رہا۔

جلد ہی میز پر رکھے ہوئے برتن خالی ہو گئے۔ اور ہر ایک کی پلیٹ میں صرف مرغ کی ہڈیاں ہی ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔

"چلو، سبھی سو جاؤ !" ممّی نے کہا۔ کمرے میں کوئی گپ شپ نہیں اور گھنٹوں جاگنا نہیں۔ کل اپنی پیکنگ وغیرہ کھول کر سامان اپنی اپنی جگہ قاعدے سے لگا دینا۔ بستر حالاں کہ ان کے گھر جیسے نرم و ملائم نہیں تھے لیکن پھر بھی بہت آرام دہ تھے۔ ہر ایک نے ایک دوسرے کو شب بخیر کہا اور مچھر دانیوں کے اندر گھس گئے وہ سبھی تھکے ہوئے تھے اور جلد ہی گہری نیند میں سو گئے۔

صرف رینا ابھی تک جاگ رہی تھی اگر چہ وہ اپنے کزن کا ساتھ بہت پسند کرتی تھی اور اپنی آنٹی اور انکل کا۔ لیکن یہاں پر اپنے والدین کو بہت یاد کر رہی تھی خاص طور سے رات کو سوتے وقت تو بہت ہی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ وہ بھی شاید ہمیں یاد کر رہے ہیں۔ اور وہ تو انھیں کے بارے میں مستقل سوچ رہی تھی۔

عجیب اور ہلکے شور نے اسے اپنے خیالوں سے چونکا دیا۔ اسے ایسا لگا کہ کوئی جنگلی جانور باہر گھوم رہا ہے، گھر میں لکڑی سے بنے فرش کے نیچے۔ یہ کیا ہو سکتا ہے ؟ کیا یہ آواز چیتے کی غرّاہٹ ہے یا ہاتھی کی سرسراہٹ یا پھر جنگلی سور کی آواز ؟ وہ صبح چوکیدار سے ضرور پوچھے گی۔ اور رینا بھی نیند کے بہاؤ میں کھو گئی۔

اب ان کی چھٹیوں کی شروعات ہو چکی تھی!

بیرت پور

بچے، کھلی کھڑکی کے راستے آرہی سورج کی کرنوں سے جو کہ ان پر پڑرہی تھیں، جاگ اٹھے۔ رینا کچھ لمحے، اپنے بستر پر پڑی رہی یہ تعجب کرتے ہوئے کہ میں کہاں ہوں۔ تب اسے یاد آیا کہ یقینی طور پر یہ بیرت پور ہے جو کہ جنگلوں کے درمیان بسا ہوا ہے۔ وہ بستر سے کود پڑی اور ایک کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی جہاں پر سیما پہلے ہی موجود تھی۔ دوسرے کمرے سے لڑکوں کی نقل و حرکت آرام سے سُن رہی تھی۔

بہت جلد لڑکیاں نہادھو کر تیار ہو گئیں۔ جینس پر ٹی شرٹ پہن لیا، سیما نے مشورہ دیا "چلو باہر چلیں اور جائزہ لیں"۔

"چلنے میں ذرا خیال رکھنا چاہیے" رینا بدبدائی۔ "دبے پاؤں چلنا چاہیے ورنہ اس لکڑی کے فرش سے انکل اور آنٹی ڈسٹرب ہو جائیں گے کیوں کہ وہ اب بھی سو رہے ہیں؟ ایسا میرا خیال ہے"۔

چاروں بچے، سامنے کے برآمدے میں بہت دھیرے دھیرے چاروں طرف تجسس سے دیکھنے لگے۔ انھوں نے پچھلی رات بہت مشکل سے اپنے گردوپیش کا جائزہ لیا تھا۔

اب یہ جگہ سورج کی کرنوں میں بالکل مختلف لگ رہی تھی۔ رات کا اندھیرا جاچکا تھا اور ساری چیزیں چمک دمک سی رہی تھیں۔ ہوا میں گرد و غبار بالکل نہیں تھا۔ یہاں تک کہ انسپکشن بنگلے کے پیچھے جو جنگل تھا وہ دوستانہ اور خیر مقدم کرنے والا لگ رہا تھا۔

یہاں اس کمپاؤنڈ میں چار چھوٹے گھر بنے ہوئے تھے۔ کچھ جوان آدمی ارد گرد نظر تو آرہے تھے لیکن ابھی تک کوئی بچہ دکھائی نہیں دیا تھا۔ کمپاؤنڈ کے سامنے کے دروازے کے پیچھے بیرت پور گاؤں بسا ہوا تھا۔ ایک تنگ، بَل کھاتی ہوئی سڑک کمپاؤنڈ سے گاؤں کی طرف گئی ہوئی تھی۔

بیرت پور گاؤں جاگ اُٹھا تھا۔ مرد اور عورتیں، بہت تیزی میں تھے۔ مرد کھیت کی طرف روانہ ہو رہے تھے جب کہ عورتیں اپنے گھریلو کاموں میں مصروف نظر آرہی تھیں۔ بچوں نے دیکھا کہ ان میں سے کچھ گھر کے باہر جھاڑو لگا رہی تھیں۔ چھوٹے بچے بنیان اور نیکر پہنے ہوئے تھے اور اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔ چار چھوٹی بچیاں چھوٹے

سے راستے کے کنارے بیٹھ کر، کھلی جگہ پر سات گوٹیوں، کا، کھیل، کھیل رہی تھیں۔ وہ چھوٹی چھوٹی گوٹوں سے جوجھ رہی تھیں۔ گائیں سڑک پر دھیرے دھیرے چل رہی تھیں اور اپنی دُموں سے سُر سُر کی آواز نکال رہی تھیں۔ کچھ گائیں دروازے پر کھڑے بچّوں کا دلچسپی سے معائنہ کر رہی تھیں۔ سور کا ایک پورا خاندان شور کر رہا تھا۔ سور کے بچّے ایک دوسرے پر چڑھ رہے اٹھکھیلیاں کر رہے تھے کبھی آگے جاتے، کبھی پیچھے کی طرف بھاگتے۔ ان کے چھوٹے چھوٹے پاؤں، ان کے ڈرم جیسے جسم کو بڑی مشکل سے توازن میں رکھ رہے تھے۔ مرغیاں چاروں طرف کُو، کڑ اور قیں، قیں کرتی ہوئی شور مچا رہی تھیں۔ کبھی کبھی اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتیں۔ ایک بکری اور اس کے دو بچّے ایک دوسرے کو ٹکریں مارنے کا کھیل کھیل رہے تھے۔ کچھ کتّے آپس میں بھونک رہے تھے۔

بچّے تقریباً ایک گھنٹے تک ان کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیتے ہوئے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ پہاڑیوں سے ہلکی ہلکی، دھیمی دھیمی ہوا کے جھونکے آ رہے تھے جس سے وہ اپنے آپ کو تازہ دم اور چست محسوس کر رہے تھے۔

راگھو نے گہری سانس لی، اور انگڑائی لیتے ہوئے بولا، "اوہ! اس ہوا میں سانس لینا! کوئی آلودگی نہیں، کوئی خراب مہک نہیں، کسی فیکٹری کا دھواں نہیں، بس صاف ستھری خالص ہوا"۔

"اس طرح کی خالص ہواؤں سے مجھے بھوک لگ جاتی ہے"۔ مادھوا اپنے چلبلے انداز میں بولا۔ "اب ہمیں اُمّید ہے کہ چوکیدار جاگ گیا ہوگا"۔

کچن سے لذیذ خوشبو آ رہی تھی۔ چاروں بچّوں کے منھ میں زوردار پانی آ گیا۔

بچّوں کا یہ جھنڈ پچھلی سیڑھیوں سے، لمبے گلیارے کو پار کرتا ہوا، کچن جو کہ گھر کے پچھواڑے پرانے ڈیزائن کا تھا، پہنچا۔

چوکیدار اندر ہی تھا، پلیٹیں، پیالیاں اور پتیلیاں دھو رہا تھا اور اسے ایک لمبی ٹرے میں لگانے جا رہا تھا۔ دوسرا شخص جسے بچّے باورچی سمجھ رہے تھے۔ وہ بھی وہاں تھا۔ انھوں نے اس کو بڑی دلچسپی سے دیکھا۔ وہ ایک لمبی سی لکڑی کی بنی ہوئی ڈوئی سے کچھ چلا رہا تھا۔ وہ جتنا گول مٹول تھا، اتنا ہی کالا۔ دو دیگچیاں کچن کے ایک کونے میں لکڑی کے چولہے پر کچھ طوفان سا مچا رہی تھیں۔ ایسا لگا کہ باورچی کو ان کے وہاں پہنچنے کا کچھ

احساس نہیں ہوا، لیکن اچانک پریشر کوکر کی سیٹی سے ملتی جلتی آواز میں اس نے کہا، "تو تم وہ بچے ہو جو یہاں دو ہفتے تک ٹھہرو گے!" اس کی دو آنکھیں، گول مٹول سی ایسی لگ رہی تھیں جیسے مٹر کے دو دانے پانی میں اُبال کھا رہے ہوں۔

"ہاں" مادھو نے شوخی سے کہا، "آپ کو کوئی اعتراض ہے؟"

"ارے نہیں نہیں، بالکل نہیں، میں کیوں اعتراض کروں گا؟" باورچی نے جواب دیا۔ وہ مڑا اور سامنے دیگچی میں کچھ ہلانے ڈُلانے لگا۔ "میں لوگوں کے لیے بہتر سے بہتر کھانا پکانا پسند کرتا ہوں، سوال یہ ہے کہ آپ لوگ کیا اور کتنا کھانا پسند کریں گے"۔ نند یشور...... یہ میرا نام ہے۔ "ان بچّوں کو میں پسند نہیں کرتا جو چڑیوں کی طرح ٹھونگتے ہیں"۔ نند یشور گھوما اور ان کی طرف مخاطب ہوا۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں کالے اور چمکدار جسم پر انوکھی اور چونکانے والی لگ رہی تھیں۔

اس نے کھردری اور خراب سی دھوتی پہن رکھی تھی اور ایک انگوچھا اپنے فربہ اور ننگے کندھوں پر ڈال رکھا تھا۔ اگرچہ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں تھی لیکن بچّوں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں مارے خوشی کے چمک رہی تھیں۔

"ہمیں آزمالو" مادھو ہنسا۔

"تم اتنی صبح کیا بنا رہے ہو؟" سیما نے پوچھا۔ اس کے پیٹ میں بھوک کے مارے چوہے کود رہے تھے۔

نند یشور کو تعجب ہوا۔ "اتنی صبح؟ یہ آپ جیسے شہری عوام کے لیے اتنی جلدی ہو سکتا ہے۔ لیکن حیرت پور کے لوگوں کے لیے، دن بہت جلدی شروع ہو جاتا ہے۔ ہم بستر پر جلدی جاتے ہیں اور بھور ہوتے ہی جلد اٹھ جاتے ہیں۔ ہم یہاں سورج کی روشنی استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے ہمیں لائٹ جلانے کے لیے سوئچ کی ضرورت نہیں پڑتی۔

وہ ایک بڑے سے تسلے میں گندھا ہوا آٹا لے آیا اور چھوٹی چھوٹی روٹیاں بڑی مہارت سے بنانا شروع کیں "میں آملیٹ، آلو کی سبزی اور پراٹھا آپ لوگوں کے ناشتے کے لیے بنانے جا رہا ہوں۔ کیا یہ آپ لوگوں کے لیے ٹھیک رہے گا؟"

کچن کی خوشبو سے، یقیناً، اتنی رغبت ہوئی کہ منھ میں پانی بھر آیا۔ بچّوں نے برتن لے جانے اور میز پر لگانے میں خاکی وردی پہنے چوکیدار کی مدد کی۔

پندرہ منٹ کے بعد مسٹر بروا اور ان کی بیگم و بچے میز کے گرد مکمل خاموشی سے بیٹھ گئے۔ صرف چپ چپ، کی آواز بچّوں کے منھ سے کبھی کبھی نکلتی تھی۔ پراٹھے کے بعد پراٹھا، ان کے سامنے سے غائب ہوتا رہا۔

''اوہ'' مادھو نے آخر میں اپنی پلیٹ سے آملیٹ اور پراٹھے کا آخری ٹکڑا صاف کیا۔ ''نندیشور جیسے باورچی کے ساتھ تو یہ چھٹیاں یقینی طور پر کامیاب ہوں گی!'' اس نے دودھ کا گھونٹ لیا۔ ''بہت مزیدار ہے، ممّی!'' ''یہ میرے پڑوس کی گائے کا ہے'' بیجون نے بتایا جو کہ اس کی ممّی کو چائے دے رہا تھا۔ ''یہ بالکل تازہ دودھ ہے''۔

ناشتے کے بعد، ممّی نے کہا، ''جاؤ اور اپنے بکسوں سے سامان وغیرہ نکالو اور رکھو۔ کہیں ادھر، اُدھر جانے یا کہیں یہاں وہاں جائزہ لینے سے پہلے تم لوگ نہالینا۔ دوپہر کا کھانا ایک بجے ہوگا''۔

''لنچ'' رینا نے کہا۔ ''کیا ہم اس ناشتے کے بعد اس قابل رہیں گے کہ کھانا کھا سکیں۔ میں تو یہاں میز سے بھی اُٹھنے کے قابل نہیں ہوں''۔

بیجون، جو کہ وہاں سے پلیٹیں اُٹھا رہا تھا، اس کی طرف دیکھا اور کہا، ''رینا بھونتی (چھوٹی بہن) تمہیں یہ جان کر حیرت ہوگی کہ بیرت پور کی آب و ہوا ایسی ہے کہ بھوک کی خواہش خود بخود ہو جائے گی۔ مجھے اور نندیشور کو بڑی مایوسی ہوگی اگر تم نے لنچ میں کچھ نا کھایا!''

ہنستے، کھلکھلاتے بچے اپنے اپنے کمروں میں پہنچے تاکہ اٹیچی کھول کر سامان نکالیں۔ لڑکوں نے چھوٹی اور لڑکیوں نے بڑی اٹیچیاں شروع کیں۔ انھوں نے بیڈ کے نیچے سے یہ اٹیچیاں نکالیں جو انھوں نے پچھلی رات جلد بازی میں رکھ دی تھیں۔ انھوں نے اپنے کپڑے نکالے اور ان کو تہہ کر کے اپنے اپنے کمروں کی الماریوں میں لگائے۔ راگھو نے دوربین دیوار پر کیل میں ٹانگ دی۔

مادھو نے ایک لمبا اور موٹا البم سوٹ کیس کے تہہ سے نکالا اور اس کے اوراق بڑے پیار سے پلٹنے لگا۔ ڈاک ٹکٹوں سے بھرا ہوا یہ البم اس کا بہت قیمتی اثاثہ تھا۔ ''میں

اس کو کہاں رکھوں گا؟" پھر اس نے سوچا کہ ممکن ہے سوٹ کیس ہی اس کے لیے بہت مناسب جگہ ہو کیوں کہ یہاں کوئی گرد، دھول وغیرہ نہیں جمے گی!" راگھو جو کہ سوٹ کیس سے آڈیو کیسٹ نکال رہا تھا، حیرت سے گھوما "ڈاک ٹکٹوں کا البم یہاں کیوں لے آئے ہو؟" اس نے پوچھا۔

اچھا، "مجھے تو کچھ چیزیں لانی ہی تھیں، وقت بے وقت کی مصروفیت کے لیے۔ کیا ایسا نہیں ہے؟" مادھو نے مدلل جواب دیا۔ "اس کے علاوہ تم تو 'ٹو۔ اِن۔ ون' اور کیسٹیں بھی تو لائے ہو"۔

"ساری کیسٹیں نہیں بلکہ کچھ ہی" راگھو نے کہا۔ اُس نے اپنے چھوٹے سے لیکن طاقتور بیٹری سے چلنے والے ریڈیو کیسٹ پلیئر کو پسندیدہ نظروں سے دیکھا اور پھر بیڈ کے پاس کی میز پر رکھ دیا۔ شاندار اور دلکش میوزک اس کے 'ٹو۔ اِن۔ ون' سے سُنائی دے رہی تھی۔

"یہ بڑی عجیب بات ہے؟" راگھو نے کہا، "بیرت پور میں ہم لوگ جو ریڈیو اسٹیشن عام طور سے سنتے ہیں وہ یہاں ٹھیک سے سُنائی نہیں دیتا۔ میں یہاں پر آل انڈیا ریڈیو کا گوہاٹی سنٹر ٹھیک سے نہیں لگا پا رہا ہوں لیکن یہاں پر دوسرے اسٹیشن لگ جاتے ہیں، جو لگتا ہے کہ باہر کے ہیں کیوں کہ میں ان کی زبان نہیں سمجھ پاتا جب کہ وہ بہت صاف آتے ہیں"۔

راگھو موسیقی کا عاشق تھا۔ اس کے پاس بڑے پیمانے پر کیسٹوں کا ذخیرہ تھا جو کہ اس نے اپنے جیب خرچ سے بچا کر اور ان پیسوں سے جو کہ اس کے جنم دن پر ملے تھے، 'ٹو۔ اِن۔ ون' خریدا تھا۔ اور ظاہر ہے فطرتاً اسے اس پر فخر تھا۔ وہ جب بھی فارغ ہوتا۔ نئی اور تازہ کیسٹیں سُنتا۔ وہ دنیا کے سبھی اسٹیشنوں کی دُھنیں اور مختلف زبانوں کے گانے سُنا کرتا تھا۔ وہ 'ٹو۔ اِن۔ ون' پر لگے گول بٹن کو گھماتے ہوئے کچھ اسٹیشن تلاش کرتا رہا۔

ایسے اسٹیشنوں کے بعد جن کی زبان و باتیں نہیں سمجھ میں آ رہی تھیں، وہ آخر کار ایسا اسٹیشن لگانے میں کامیاب ہو گیا جہاں سے میوزک آ رہی تھی۔ اس کا کمرہ ایک بار پھر موسیقی کی آواز سے بھر گیا۔ اس وقت دل کو چھو لینے والی، سازوں کی موسیقی، زور زور

سے جو کہ فوجی دُھنوں میں تھیں، بج رہی تھی اس دلکش موسیقی میں بچے اپنی اٹیچیوں میں سے سامان نکالنے اور اس کو اپنی جگہ قاعدے سے رکھنے میں مگن تھے۔

''مجھے تعجب ہے کہ یہ کون سا ریڈیو اسٹیشن ہے'' راگھو نے پوچھا۔ میں نے اس ویو پر کبھی پہلے کچھ نہیں سُنا۔ بہت صاف آواز ہے، ہے نا!''

مادھو نے اتفاق کیا اور کہا، ''موسیقی تو واقعی بہت اچھی ہے''

ایک یادو منٹ میں یہ میوزک ختم ہو گئی۔ اناؤنسر کی آواز اُبھری، ''اس صبح کے لیے بس اتنا ہی'' آواز بہت گہری اور شیریں سی تھی۔ ''ہم بہت جلد حاضر ہوں گے، اس اسٹیشن پر، یہ 'ریڈیو انقلاب' ہے، عوام زندہ باد!''

''مادھو قمیص تہہ کرتے ہوئے بولا، ریڈیو انقلاب، یہ کیا ہے؟ میں نے تو پہلے اس کے بارے میں کبھی نہیں سُنا''۔

راگھو کے چہرے پر فکر مندی اور تیوریوں پر بل پڑگئے، ''نا ہی میں نے کبھی سُنا'' 'ریڈیو انقلاب' مجھے تو کچھ دال میں کالا نظر آرہا ہے یہ غیر قانونی لگتا ہے۔

لیکن مادھو بات کاٹتے ہوئے بولا، ''لیکن موسیقی تو بالکل بے ضرر اور حقیقتاً بہت اچھی ہے''۔

''یہ سچ ہے'' راگھو نے ہاں میں جواب دیا۔ ''نام کچھ عجیب سا لگتا ہے، یہ کم پاور کا Transmitting مرکز ہے جو سرحد کے اس پار واقع ہے اور اس طرح لگتا ہے یہ 'ریڈیو انقلاب' انھیں میں سے کسی سرحدی ملک کا ہے''۔

''ہاں، ہم بالکل ہی الگ تھلگ، دور دراز کے علاقے میں ہیں'' مادھو نے کہا۔ 'ریڈیو انقلاب' کے اناؤنسر نے جب اجازت لی تھی تو اس کے بعد چڑچڑاہٹ کی آواز تیز ہوتی گئی تھی۔ راگھو ریڈیو کا بٹن گھماتا رہا جب تک کہ وہ اسٹیشن نہیں لگ گیا جو کہ موسیقی نشر کر رہا تھا۔ یہ خوش کن 'بیہو' (Bihu) نمبر تھا۔

رینا اور سیما کمرے میں زور دار طریقے سے داخل ہوئیں۔ ان کے چہرے جوش اور ہیجان خیزی سے چمک رہے تھے۔ وہ کچھ ہی دیر پہلے اٹیچی میں رکھے ہوئے سامان کو نکالنے اور ان کو مناسب جگہ رکھنے سے فارغ ہوئی تھیں، اور نچلی منزل جا کر گھوم پھر آئی تھیں۔

"سوچو، سوچو ہم نے کیا حاصل کیا"، سیما نے کہا جو کہ مارے جوش سے زور زور سے اوپر نیچے اُچھل رہی تھی۔

"ہمیں بتاؤ" مادھو بولا اور فوراً ہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ "ہماری جڑواں کو کوئی بیماری تو نہیں لگ گئی ہے جو اتنا اُچھل رہی ہے"۔

ہم نے رات کو ہاتھی دیکھا! ہاں جنگلی ہاتھی، سوچو، تصور کرو!

راگھو نے اصرار کیا، "تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"قدموں کے نشانات، چپٹی ناک والے کنوں جیسے نشانات جنگل کا گارڈ کہہ رہا تھا یہ نشانات بنگلے کے اطراف میں ہے۔ بیجون کہتا ہے ہاتھی گنا بہت کھاتا ہے جو کہ کمپاؤنڈ کے باہر بہت اُگا ہوا ہے"۔

"میں نے پچھلی رات کو کچھ عجب طرح کی آوازیں سُنی تھیں" ریناکو یاد آیا۔ مجھے حیرت تھی کہ یہ کیا تھا! واہ! کیا دلچسپ اور کپکپانے والا احساس تھا؟ میرا مطلب یہ ہے کہ اس کے بارے میں غور کرو کہ یہ جنگلی ہاتھی جب ہم گہری نیند میں تھے تو یہ ہمارے بستروں کے نیچے گشت لگا رہے تھے"۔ بچے فوراً کھٹ پٹ کرتے ہوئے، سیڑھیوں سے نیچے اُترے۔ پلیٹ فارم کے نیچے، بانس کے پائے جو کہ اچھے خاصے موٹے سے کھمبے لگ رہے تھے اور عمارت کے سپورٹ تھے۔ وہاں ہاتھیوں کے قدموں کے نشانات دکھائی دے رہے تھے۔ بیٹ افسر، ڈیڈی اور محکمہ جنگلات کے دوسرے ملازموں کے ساتھ اس گرد میں گول نشان دکھا رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ یہ نشان کسی جنگلی ہاتھی کا ہو سکتا ہے۔

"یہ نشان، خاصے بڑے تقریباً ڈنر کی پلیٹیں اتنے بڑے تھے، ہے نا!" مادھو نے اپنا تاثر ظاہر کیا۔

"کیسے وہ اندر گھسے؟" رینا کو تعجب ہوا۔ "جب کہ لکڑی کا باڑ چاروں طرف لگا ہوا ہے"۔

"تم لوگ کمپاؤنڈ کے پیچھے جاؤ اور دیکھو" ڈیڈی نے کہا۔ "تمہیں وہاں پتا چلے گا کہ لکڑی کی باڑ، کچھ جگہوں پر بالکل ہموار سی ہے۔ اس لیے جنگلی ہاتھیوں کے جھنڈ کے لیے وہاں سے گنجایش ہو سکتی ہے"۔

"بے شک عام طور پر وہ اس طرح نہیں آتے"، ڈیوٹی افسر نے اس میں یہ بات جوڑی۔ "وہ بلا شبہ کتوں کی خوشبوؤں سے کھنچے چلے آئے۔ ہاتھی گنے کو بہت پسند کرتے ہیں جیسا کہ تم جانتے ہی ہو"۔

"اوہ، وہ لوگ اکثر یہاں آتے ہیں" ایک جانی پہچانی آواز آئی۔ یہ تند یشور تھا۔ وہ چپٹی ناکوں والے کتوں کے بھی قدموں کے نشانات دیکھ کر آیا تھا۔ "مجھے وہ وقت اچھی طرح یاد ہے، جب ایک چیتا...... پورا جوان میرے کچن کے دروازے کے سامنے بیٹھ گیا۔ وہ گھنٹوں وہاں سے نہیں ہلا۔ میں کچن کے اندر ہی پھنس گیا تھا۔ اور اس سے زیادہ تکلیف دہ بات کیا ہو سکتی ہے کہ 'انسپکشن بنگلے' کے مہمان اس صبح بغیر ناشتے کے چلے گئے تھے!"

رینا کچھ گھبرائی سی لگ رہی تھی۔ "کیا یہ جانور گھر کے اندر بھی آسکتے ہیں......؟"

"بھونتی، فکر نا کرو" ڈیوٹی افسر نے اسے یقین دلایا۔ "یہ گھر بانس کے پایوں سے بنے ہوئے ہیں جو کہ جانوروں سے حفاظت کرتے ہیں اور یہ کہ وہ سیڑھیوں پر نہیں چڑھ سکتے"۔

بچے، کمپاؤنڈ میں بنے ہوئے دوسرے گھروں کی طرف گھوم پھر رہے تھے۔ گو کہ یہاں نوجوان مرد اور دو ایک عورتیں ہی نظر آرہی تھیں لیکن کمپاؤنڈ میں بچے کہیں نظر نہیں آرہے تھے۔

"عجیب بات ہے یہ" رینا نے تبصرہ کیا۔ "چار گھر یہاں پر ہیں اور ہماری عمروں کے کوئی بچے نہیں"۔

فارسٹ گارڈ جو کہ آفس کی طرف جا رہے تھے، انھوں نے یہ باتیں سُن لیں اور رُک گئے۔ انھوں نے بتایا، "نہیں ایسی بات نہیں ہے، اس وقت ابھی بچے نہیں ہیں۔ وہ دور مختلف اسکولوں میں جو کہ قصبے میں ہیں، وہاں گئے ہوئے ہیں۔ یہاں ایک، گاؤں کا چھوٹا سا اسکول ہے لیکن کلاسیں پابندی سے نہیں لگتیں۔ اس لیے ہمیں بچوں کو ان کی پڑھائی کے لیے دور بھیجنا پڑتا ہے"

"اوہ، مجھے تو اس بات پر بہت ترس آتی ہے!" مادھو نے کہا۔ "یہ کتنا دلچسپ ہوگا اگر ہم ان کچھ بچوں کو دوست بنائیں جو یہاں کے آس پاس کی جگہیں دکھا سکیں"۔

"ٹھیک ہے، آپ لوگوں کو گاؤں میں ایسے کچھ بچے ضرور مل جائیں گے" فارسٹ گارڈ نے کہا۔ "وہاں پر بہت سے بچے آپ لوگوں کے ہم عمر ہیں"۔

اس سے پہلے وہ کچھ اور جانتے، لنچ کا وقت ہو گیا۔ بچوں کو احساس ہوا کہ بیجون نے یہاں کی آب وہوا کے بارے میں جو بتایا تھا کہ یہاں کی آب وہوا میں بھوک جلد لگتی ہے۔ وہ کتنا صحیح تھا۔ ان سب کی ایک بار پھر بھوک جاگ گئی تھی۔

یہاں لنچ میں اُبلا ہوا چاول اور (Fish Tenga) ٹنگا مچھلی، (ایک مقبول آسامی ڈش) میز پر موجود تھی۔ مچھلی سچ مچ بہت لذیذ تھی۔

"یہ مچھلی گاؤں کے پیچھے جھیل کی ہے۔ کیا تمہیں پسند ہے"؟ بیجون نے پوچھا جو کہ کھانے کی میز پر موجود کھانا کھلانے میں مدد کر رہا تھا۔

"بالکل بالکل" وہ ہم آواز ہو کر بولے۔

"اسے کس نے پکڑی؟" ممّی نے پوچھا۔

"یہ نندیشور کے بھانجے نے پکڑی ہیں۔ وہ اپنے جال میں ڈھیر ساری مچھلیاں پکڑ لیتا ہے"۔ بیجون نے کہا۔

لنچ کے بعد ان لوگوں نے طے کیا کہ وہ گاؤں کا جائزہ لیں گے۔

"زیادہ دور نہیں جانا" ممّی نے کہا۔

"آپ فکر نا کریں، ہم جلد ہی واپس آجائیں گے" راگھو نے کہا۔

انھوں نے کمپاؤنڈ کے سامنے کا راستہ چُنا۔ یہ تنگ اور موٹی موٹی گھاسوں والا راستہ تھا۔ وہ بانس کے بنے ہوئے کچھ مکانوں سے گذرے۔ سبھی گھر گھاس پھوس کے چھپّروں والے تھے۔ بالکل صاف ستھرے برآمدے بھی تھے۔

چھوٹے بچے ان برآمدوں میں کھیل رہے تھے، جب کہ ان کی مائیں کام پر گئی ہوئی تھیں۔ کچھ گاؤں والوں کا گروپ راستے سے گذرا اور سبھی کا دوستانہ مسکراہٹوں کے ساتھ استقبال کیا۔ اس میں ایک دو لوگوں نے بات بھی کی۔ انھوں نے بچوں سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آئے ہیں؟ اور بیرت پور میں کتنے دن ٹھہریں گے؟۔

تھوڑی دوری جانے کے بعد راستے چوڑا ہو گیا۔ بچے اب اپنے آپ کو گول صاف وشفاف سڑک پر پا رہے تھے۔ اس علاقے کے بیچ میں ایک بڑا سا، موٹا سا برگد

کا پیڑ تھا۔ اس کی شاخیں چاروں سمت پھیلی ہوئی تھیں۔ اور ایسی لگ رہی تھیں جیسے کہ پتوں سے بنی ایک بڑی سی چھتری ہو۔ پیڑ کا تنا بہت لمبا تھا۔ یہ کچھ ٹیڑھا میڑھا سا دکھائی دیتا تھا۔ پتھروں کا ایک چبوترہ پیڑ کے چاروں طرف بنایا ہوا تھا۔ چبوترے پر بیچنے والے کچھ لوگ اور گاہک بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ خرید و فروخت کے مقابلے میں، بات کرنے میں زیادہ مصروف تھے۔

بچوں نے چلتے چلتے یہاں کا تھوڑی دیر کے لیے جائزہ لیا۔ ایک کمزور، دُبلا پتلا سا آدمی، چمکدار رنگ کی کوئی مٹھاس ٹرے میں سجائے ہوئے ان کے سامنے لایا۔ مکھیوں کا ایک جھنڈ بھن بھن کرتا ہوا ان گلابی ہری مٹھائیوں پر براجمان تھا۔ صرف وہ اپنے انگوچھے سے زور سے ان کو ہنکاتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ بچے اس کو غور سے دیکھ رہے ہیں۔

"آؤ، آؤ لذیذ اور خوبصورت مٹھائیوں کو خریدو۔ یہ بیرت پور کی سب سے اچھی مٹھائیاں ہیں" اس بیچنے والے نے اپنے سُر میں آواز لگائی۔ ایک ٹکڑا کافی نہیں، بہت سی مٹھائیاں ہی تسلی دے سکتی ہیں۔

بچے مسکراتے ہوئے، سر ہلاتے ہوئے، دیکھتے ہوئے نکل گئے۔ ایک گول مٹول سا آدمی جو کہ اس حلوائی کے پاس بیٹھا، ایک آدمی کا کان صاف کر رہا تھا۔ اسے اپنی کلائیوں کی ہنر مندی دکھانے کا بہت شوق تھا۔ اس نے اس کے کان کی مشکلات سے اسے چھٹکارا دلایا۔ گاہک مطمئن سا لگ رہا تھا کیوں کہ وہ اس کان صاف کرنے والے کو اس کی فیس ادا کر رہا تھا۔

کچھ لمحے بعد بچے سڑک پر ہو لیے۔ دھیرے دھیرے سڑک پر گھر کم ہوتے گئے۔ پھر انھوں نے گاؤں کو پیچھے چھوڑ دیا۔

راستے بڑے بڑے پیڑوں سے ڈھکا ہوا تھا اور آسمان و سورج بالکل ہی نہیں دکھائی پڑ رہے تھے۔ پیڑوں کے نیچے گھنی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ انھیں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جنگل کے درمیان گذر رہے ہوں اگرچہ اصل میں وہ اب بھی گاؤں کے قریب ہی تھے۔

ہر چیز پر سکون اور ٹھہری ہوئی تھی۔ بیرت پور گاؤں کی آوازیں نہیں سُنی جا رہی

تھیں۔ جنگل کا شور ہر جگہ تھا۔ صرف کبھی کبھی چڑیوں کی آپس میں چہچہاہٹ سُنائی دے رہی تھی۔ نرم ونازک ہوا پیڑ کی پتیوں میں سر سراہٹ سی پیدا کر رہے تھے۔ یہ سر سراہٹ کی آواز خاموشی اور سنّاٹے کو نمایاں کر رہی تھیں۔

سنّاٹا، وبائی مرض کی طرح بُرا لگ رہا تھا بچّے، یہاں تک کہ مادھو بھی غیر شعوری طور پر اپنی آوازیں بڑی معصومیت سے پھُسپھسانے والی بنائے ہوئے تھے۔ "مجھے حیرت ہے کہ یہ راستے کدھر جا رہا ہے؟ رینا نے پوچھا بہت دھیمی آواز میں۔

"ہمیں جلد ہی پتا چل جائے گا"۔ راگھو نے کہا۔

تقریباً ایک کلومیٹر جانے کے بعد اچانک ہی جنگل ختم ہو گیا انھیں زمین کی ایک چوڑی سی پٹی ملی، جس کے کنارے ایک لمبا سا پانی کا نالا بہہ رہا تھا۔ وہ پانی کے کنارے کنارے چلنے لگے۔ وہ جس کنارے کھڑے ہوئے تھے، ہلکی لہریں انھیں بھی پانی میں لپیٹ لیتی تھیں۔ کھلا نیلا آسمان ایک بار پھر ان کے اوپر دکھائی دے رہا تھا۔ سورج کی کرنیں گرم جوشی سے ان پر پڑ رہی تھیں۔

"یہ جھیل ہو گی جیسا کہ بیجون نے اس کے بارے میں بتایا تھا" راگھو نے کہا۔ وہ اپنا پیر پانی میں ہلا رہا تھا۔ اس نے کہا "یہ بہت وسیع ہے!"

"ہاں، ہے نا! مادھو بولا۔ اس نے اپنے پاؤں پانی میں ڈالے اور جھیل کے اندر سے ہو کر گذرنے لگا۔ رینا اور سیما بھی کنارے کھڑی ہوئی چھپ چھپ کر رہی تھیں۔

یہ بہت بڑی جھیل تھی اور لمبی دوری تک پھیلی ہوئی تھیں، وہ اپنے سامنے کی سمت بالکل نہیں دیکھ پا رہے تھے۔ عجیب چیز یہ کہ جھیل کا پانی نیلے آسمان کو منعکس نہیں کر رہا تھا۔ جھیل کا پانی کتھئی اور بھورے رنگ کا لگ رہا تھا۔ جیسا کہ رینا نے کہا، "یہ جھیل دل کو فرحت دینے والی بالکل نہیں لگ رہی ہے"۔

جنگلی بطخوں کا جھنڈ زیادہ دوری پر نہیں تیر رہا تھا۔ ان کے پر بادلوں کی طرح پھڑکتے اور یہ دور اُڑ جاتے۔ داہنی سمت پہاڑیوں کا سلسلہ تھا۔ یہ شام کے آسمان کی دھیمی نیلگوں روشنی میں ٹمٹمائے سے لگ رہے تھے۔

"کتنا پیارا منظر ہے۔ سیما چیخ اُٹھی۔

رینا البتہ ہلکی ہلکی کپکپاہٹ محسوس کر رہی تھی، "ہاں" منظر تو پیارا ہے" اس نے

کہا۔ "لیکن تمہیں یہ نہیں معلوم ہو پارہا ہے کہ سناٹا کتنا عجیب سا لگ رہا ہے؟ یہاں تک کہ ایسا لگتا ہے کہ چڑیوں نے بھی اپنا گیت سُنانا بند کر دیا ہے"۔

یہ سچ ہے کہ ساری چیزیں بالکل پر سکون ہیں۔ یہاں تک کہ جب بچّوں نے خاموشی اختیار کی تو پراسرار اور ہیبت ناک سناٹا محسوس ہونے لگا۔

اور اس پر دوسرے سبھی رینا پر ہنسنے لگے۔

"یہ تمہارا خیالی تصوّر ہے، بے وقوف"۔ مادھو نے کہا۔ "چڑیاں غالبًا دوپہر کے بعد کا قیلولہ کر رہی ہوں، جھپکی لے رہی ہیں۔"

راگھو کنارے ہی کھڑا ہوا تھا۔ اس نے موزے جوتے پہننے سے پہلے پتّوں کے ڈھیر سے اپنے پیر پونچھے۔

"آجاؤ، اب ہمیں واپس چلنا ہے یا پھر ممّی ایک کھوجی دستہ بھیج دیں گی ہمارے لیے۔ ہم کو بیرت پور میں ایسے لوگوں کی تلاش کرنی ہوگی جو کہ اس جھیل میں بوٹنگ کرادیں"۔

وہ اسی راستے سے واپس ہو لیے۔ جس سے وہ آئے تھے۔

جھیل کی کہانی

بہت جلد وہ گاؤں اور انسپکشن بنگلے کے لیے واپس ہوئے۔ جب وہ پہنچے تو سیدھے کچن میں گھسے، یہ اُمّید کرتے ہوئے کہ بیجون یا نندیشور وہاں ضرور ملے گا کام کرتا ہوا۔

باورچی کچن میں موجود تھا، رات کا کھانا بنانے میں مصروف۔ تم لوگ پچھلے کئی گھنٹے سے کہاں تھے"؟ نندیشور نے پوچھا جب اس نے ان کو دروازے پر اکٹھے ہی دیکھا۔ وہ گندھے ہوئے آٹے سے روٹی بنانے میں لگا ہوا تھا۔

بچّوں نے دوپہر کے بعد کی اپنی روداد سُنائی۔ نندیشور سُنتا رہا اور مسکراتا رہا۔ گندھے ہوئے آٹے کو مُکّے مارتا ہوا جیسے کہ وہ اس کا مہلک دشمن ہو بجائے اس کے وہ رات کے کھانے کا ایک حصّہ ہو۔

راگھو نے باورچی سے پوچھا، "نندیشور، کیا تم بتا سکتے ہو کہ کوئی ایسا آدمی ہے جو ہمیں جھیل میں 'بوٹنگ' کرا سکے، وہاں بالکل سکون سا لگتا ہے"۔

"ہم وہاں اور آگے جانا چاہتے ہیں۔ شاید وہاں کچھ جنگلی چڑیاں دکھائی دے جائیں!" سیما نے جوڑا۔

مادھو نے کہا، "دور کی پہاڑیاں بھی ہمیں بلا رہی ہیں، ہمیں تو صرف ایک گائیڈ مل جائے جو ہمیں وہاں پہاڑیوں اور جھیل پر لے چلے"۔

نندیشور آٹا گوندھ چکا تھا۔ "ہاں...... تو تم لوگ کشتی کی سیر کے لیے کہہ رہے تھے"؟ اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

وہ ان بچّوں کو گھورتے ہوئے اپنے اوپری ہونٹ چبا رہا تھا اور ایک طرح سے سوچ میں لگ رہا تھا۔ "یہاں گاؤں میں کچھ ہی لوگ ایسے ہیں جو جھیل میں بوٹنگ کرا سکتے ہیں۔" اس نے آخر کار جواب دیا۔ "یقیناً نا تو بیجون اور نا ہی میں یہ کام کر سکتا ہوں۔ ہم لوگ تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ خوش دیکھنا چاہتے ہیں اس لیے ہم تم لوگوں کو وہاں 'کولا بیل' (Kola Beel) میں بوٹنگ کرنے کا مشورہ نہیں دیں گے۔ کیوں کہ گاؤں کے بہت سے بزرگوں کا کہنا ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے"۔

نندیشور کی آواز ڈوب سی گئی، بالکل پھُسپھُسانے کی آواز نکل رہی تھی۔ کچن کی دُھندلی روشنی میں اس کی آنکھوں کی سفید پتلیاں فکرمندی سے چمک رہی تھیں۔

بچّے ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

"کیوں کوئی ہمیں جھیل کے پار نہیں لے جائے گا؟" راگھو ایک منٹ کے توقف کے بعد بولا۔ اور تم نے بھلا وہ کیا نام بتایا تھا؟

نندیشور نے راگھو کے دوسرے سوال کا جواب پہلے دیا۔ "ہم اسے 'کولا بیل' کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے " کالی جھیل"۔

" کالی جھیل" رینا نے ملامت سے کہا۔ وہ اس کی بات بڑے غور سے سُن رہی تھی۔ "ہاں یہ بالکل مناسب نام ہے۔ جھیل کا پانی کالا دکھائی دیتا ہے۔ اس کے اوپر سورج کی کرنیں بالکل منعکس نہیں ہوتیں"۔

"ہاں، 'کولا بیل' ایک دُکھوں سے بُری جھیل ہے"، نندیشور نے کہا۔ وہ آٹے کو گوندھنا بند کر چکا تھا۔ یہ جگہ کسی بھی شخص کے لیے مناسب نہیں ہے خاص طور سے تمہارے جیسے بچّوں کے لیے۔ بہت سی کہانیاں اس سلسلے میں ہیں............"

"کہانیاں" اس کے چاروں سمٹنے والے چیخ پڑے۔ وہ نند یشور کے پاس جھرمٹ بنا کر بے تابی سے جمع ہو گئے۔

"اوہ، ہمیں بتاؤ نا!" سیما چیخی۔

"جیسا کہ تم جانتے ہو، اس نے دھیرے دھیرے شروع کیا، "ہم جس جگہ رہتے ہیں وہاں زلزلے بہت جلد جلد آتے ہیں"۔

اُس کے سامعین نے سر ہلایا، "ہاں" راگھو نے کہا، "ہم نے سُنا ہے کہ یہ سرگرم زلزلیاتی علاقے میں ہیں۔ ہندوستان کے اتردکھن ہمالیہ کی دامن پہاڑیاں ہیں جو کہ دنیا کے پہاڑی علاقوں میں نئی نئی ہیں"۔

"یہ بالکل صحیح ہے" مادھو نے کہا۔ "ہندوستان کا یہ جزیرہ نما علاقہ باقی ایشیا کو اسی مقام پر جوڑتا ہے۔ زمین کی سطح پر اس تصادم سے دباؤ پڑتا ہے اور اسی لیے یہاں بہت سارے زلزلے آتے رہے ہیں"۔

"میں ان سب کے بارے میں بالکل نہیں جانتا" نند یشور نے کچھ مشکوک ہوتے ہوئے کہا"۔ "ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ زمین ہلتی اور کانپتی ہے جب ماں زمین کسی وجہ سے ناراض ہو جاتی ہے۔ جیسا بھی ہو، یہاں واقعی بہت زیادہ چھوٹے، درمیانے زلزلے ہر سال آتے رہتے ہیں۔"

"کچھ ہفتہ پہلے وہاں زلزلہ آیا تھا؟" سیما نے کہا، "ہم نے اس کول میں اس کے جھٹکے محسوس کیے تھے"۔

"ہاں"، نند یشور نے کہا۔ "لیکن اس صدی میں تقریباً دو بار بہت بڑے زلزلے آتے ہیں یعنی کہ ہر چالیس، پچاس سال میں ایک بار۔ ایک بہت بڑا زلزلہ"۔

"ہمیں پچھلے بہت بڑے زلزلے کے بارے میں معلوم ہے" مادھو نے کہا "دادی ماں نے ہمیں اس کے بارے میں بتایا تھا۔ یہ 1950ء میں ہوا تھا۔ ایسا ہوا تھا نا!"

"1950ء؟" نند یشور نے پوچھا۔ وہ سال کے بارے میں مشکوک تھا۔ "شاید، یہاں بیرت پور میں ہم ہر چیز اس عظیم زلزلے کی تاریخ سے لیتے ہیں جس کے بارے میں، میں بتا رہا تھا۔ ہم اس طرح کہتے ہیں کہ اس عظیم زلزلے کے 3 سال بعد یا 20 سال کے بعد یہ واقعہ ہوا تھا۔

"میں نے اس 1950ء والے سانحے کے بارے میں پڑھا تھا، جو مجھے یاد

ہے۔زلزلہ یہیں کہیں کسی جگہ آیا تھا"۔راگھو نے کہایہ بے انتہا خطرناک ہوتا ہے،اس علاقے میں۔
"ایسا ہی تھا" نندیشور غمناک ہوا تھا۔اس کی آنکھیں دور خلاؤں میں تھیں جیسے وہ کچھ یاد کر رہا ہو۔
"دادی ماں کہتی ہیں کہ زلزلے کا اثر لمبے وقت تک رہتا ہے "سیما نے کہا" مہینوں یا اس کے بعد بھی تالاب اور ندیوں کی مچھلیاں مرتی رہتی ہیں ان زہریلی گیسوں کی وجہ سے جو زمین کے بڑے شگاف سے رِستی رہتی ہیں۔ ندیاں اپنی رفتار بدل دیتی ہیں۔ زمین دو ٹکرے ہو جاتی ہے اور پورے پورے گاؤں کو نگل جاتی ہے اور انسانوں کی نسل ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتیں۔
"نہیں ملتیں، ہاں یہ صحیح ہے" نندیشور نے نرمی سے کہا،اسے گہرا دُکھ تھا۔ "زلزلہ جس کے بارے میں تمہاری دادی ماں نے بتایا تھا وہ بہت خطرناک تھا،اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن میں جس زلزلے کے بارے میں تمہیں بتانا چاہ رہا ہوں وہ اس سے بھی کہیں زیادہ خطرناک تھا۔یہ تین سو سال پہلے آیا تھا۔"
"وہ جگہ جو 'کولا بیل' کہلاتی ہے،وہاں بہت ہی گھنی آبادیوں والا اور بہت بڑا شہر واقع تھا۔ جسے بیرت پور کہتے ہیں وہی اصل بیرت پور تھا۔اس بھیانک زلزلے کے بعد پورا شہر زخمی ہوا تھا۔ گھر اور پیڑ گر گئے، سیکڑوں لوگ کچلے گئے بلکہ ہزاروں کی موت ہوئی۔ گلیوں اور سڑکوں نے بدحال ہو کر عجب سے زاویے پر مڑ گئیں۔اور ان گہرے زخموں کے بیچ دھرتی ماں کے سینے سے گرم گرم پانی اُبل پڑا"۔
"شہر کئی فٹ نیچے،کچھ ہی منٹوں میں دھنس گیا۔ قریبی ندیاں کم سطح پر بہنے لگیں۔لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے کہ کوئی محسوس کرے کہ کیا ہو گیا ہے۔زمین نے سبھی کچھ نگل لیا اور اس جگہ بیرت پور آباد تھا ایک لمبی چوڑی جھیل اُبھر کر سامنے آگئی"۔ "اور لوگ"؟ سیما نے پوچھا۔
"وہ سبھی دب گئے،فنا ہو گئے" نندیشور نے کہا،" آدمی، عورتیں، چرند، پرند سبھی ختم ہو گئے، کوئی باقی نہیں بچا"۔
کچن میں اب بھی اندھیرا سا تھا۔آگ سے نکلنے والی روشنی جھلمل جھلمل کرنے لگی تھی جس سے ان کے چہروں پر عجب طرح سائے پڑ رہے تھے۔ نندیشور نے بچّوں کو

غور سے دیکھا۔ "یہ کہتے ہیں کہ 'کولا بیل' کا چکّر لگایا جائے وہ بڑبڑایا"۔ 'کولا بیل' کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اماوس کی رات جب چاندنی رات نہیں ہوتی کوئی بھی شخص 'بیرت پور' کی ان روحوں کی آوازیں سُن سکتا ہے جو کہ پوری رات مدد! مدد کے لیے بلاتی رہتی ہیں۔ جیسا کہ انھوں نے اس دن پکارا ہوگا۔ اس خاموشی میں الّو کی آواز، کچن کی کھڑکی کے باہر سے سُنائی دے رہی تھی۔ بچّے سہم گئے اور ایک دوسرے کے قریب اور کھسک آئے۔

راگھو نے سکوت توڑا اور دوبارہ کشتی کی سیر کے بارے میں معلومات کرنی چاہی۔
"کشتی کی سیر کے بارے میں کیا ہوا؟ اس نے نندیشور کو یاد دلایا۔

"تمھیں معلوم ہی ہے" نندیشور نے کہا۔ "ہم گاؤں والے جھیل پر جانا بالکل پسند نہیں کرتے۔ ہاں کبھی کبھی جھیل کے کنارے مچھلی پکڑنے چلے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی ایک دو جنگلی بطخوں کو بھی پکڑ لیتے ہیں، لیکن کشتی کی سیر......اس نے سر ہلایا۔

بیجون ہاتھ میں لالٹین لیے حاضر ہوا۔ کچن کا دھندلکا اس کی روشنی میں ختم ہو گیا۔
"کشتی کی سیر؟" اس نے پوچھا۔ اس نے نندیشور کا آخری جملہ سُن لیا تھا۔ "کون کشتی کی سیر کے لیے جانا چاہتا تھا"۔ "ہم جانا چاہتے ہیں" راگھو نے کہا۔

"کیا یہ بہتر ہے کہ ہم وہاں جائیں؟" رینا نے غیر یقینی آواز میں کہا۔

"کچھ ہی لوگ ہیں جو کہ 'کولا بیل' میں تیراکی کر سکتے ہیں" بیجون نے کہا۔

"ایک تو منو ہے وہ بلاشبہ کر سکتا ہے......؟

"ہاں، منو" نندیشور نے کہا۔ "وہ اکیلے ہی جھیل میں مٹرگشتی کرتا ہے، اسے بالکل خوف نہیں آتا"۔

"منو" مادھو نے پوچھا۔ "یہ کون ہے؟"

"میرا بھانجا"، نندیشور نے کہا۔ وہ ایک مچھوارا ہے۔ اس کے علاوہ بھی وہ بہت کچھ ہے۔ گاؤں میں ہر ایک کی مدد کرنے والا ایک عام مددگار شخص"۔

"کیا وہ وہی شخص ہے جو مچھلیاں پکڑتا ہے اور جس کی پکڑی ہوئی مچھلیوں کا ہم نے لنچ کیا تھا؟" سیما نے پوچھا۔

"ہاں"، بیجون نے کہا، "اس کے پاس اپنی ایک کشتی ہے۔ وہ گاؤں کے کچھ ان لوگوں میں سے ہے جو کہ جھیل میں اکیلے ہی اپنی ناؤ چلاتے ہیں"۔

"ہم اس وسیع جھیل میں تیراکی کرنا چاہتے ہیں" راگھو نے مضبوطی سے کہا۔

وہ نند یشور کو یہ دکھانا چاہتا تھا کہ کم سے کم اس کی کہانی کا ان لوگوں پر کوئی اثر نہیں پڑا تھا۔

"ہاں، ہم تیراکی کے لیے جاسکتے ہیں" اس کے بھائی نے فوراً کہا۔ وہ یہ بالکل نہیں ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ راگھو سے کم بہادر ہے۔ "ہم کب جائیں گے، کیا کل؟"

"ہم بھی جانا پسند کریں گے"، سیما نے فوراً کہا۔ صرف رینا نے کچھ نہیں کہا۔

"ہم اس سلسلے میں تمہارے ممّی ڈیڈی سے بات کریں گے،" بیجون نے کہا۔

"اگر وہ راضی ہوتے ہیں اور اجازت دیتے ہیں پھر ہم تم لوگوں کو 'کولا بیل' جانے کے لیے منو کا انتظام کرتے ہیں۔ نند یشور نے کہا۔

جلد ہی بچّے مسٹر اور مسز بروا سے ان کی اجازت لینے کے لیے چل دیے۔ نند یشور اور بیجون کھانوں کے برتن ٹرے میں لے ان کے ساتھ ہی چل پڑے۔ بچّوں نے اپنے والدین کو مطلع کیا کہ وہ 'کولا بیل' میں ناؤ کی سواری کرنا چاہتے ہیں، نند یشور کا بھانجہ ملّاح اور گائیڈ دونوں کا کام کرے گا۔ مسٹر اور مسز بروا نے نند یشور اور بیجون دونوں سے ہی اکٹھا ہی سوال کیا اور پوچھنے پر یہ معلوم ہوا کہ اٹھارہ سال کا منو ماہر ملّاح اور مچھوارا، مضبوط تیراک اور معقول شخص ہے۔

"تب تو ٹھیک ہے"، ڈیڈی نے آخر کہا۔ منو کو کل صبح ہی بلاؤ، وہ بچّوں کو جھیل میں کشتی کی سیر کے لیے لے جائے گا۔

"تھوڑی دیر کی بوٹنگ کے لیے" ممّی نے ترمیم پیش کی "میں یہ نہیں چاہتی تم سارے گھنٹے جھیل میں یا جنگل میں اس سلسلے میں اپنی بہادری دکھاؤ"۔

"تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو، ممّی" مادھو نے دل سے جواب دیا۔

"کون جانتا ہے کہ کتنے چیتے عجیب طرح سے منھ بنائے اپنا ڈنر کھانے کے لیے گھوم رہے ہیں؟" مادھو نے پھر کہا۔

"اگرچہ تم مذاق کر رہے ہو لیکن ہے سنجیدہ بات" ڈیڈی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "یہ جنگل بہت گھنے ہیں۔ بہت سے جنگلی جانور تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے جب تک تم انھیں خوف زدہ نا کرو۔ ہر ایک کو ہمیشہ محتاط رہنا چاہیے کیوں کہ کوئی نہیں جانتا کہ ایک جنگلی جانور کب حواس باختہ ہو جائے اور زخمی کر دے"۔

اس خاندان کے پاس رات کے کھانے میں ایک مہمان بھی تھے جن کا نام پربھات

سائیکیا(Prabhat Saikia) تھا۔ وہ مسٹر بروا کے ایک پرانے اس کولی دوست تھے جو کہ ان کے پڑوس میں تھے، وہ ایک پولس افسر تھے۔ وہ بیرت پور کے کسی قریب کے گاؤں سے کسی سرکاری کام کے سلسلے میں آئے تھے یہ سُن کر کہ ان کے دوست مسٹر بروا، بیرت پور کے انسپکشن بنگلہ، میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ مسٹر سائیکیا ایک مختصر دورے پر آئے تھے۔

بچّے مسٹر سائیکیا کو چاہتے تھے، کیوں کہ ان کے پاس مجرموں، چوروں اور ڈکیتوں کی کہانیوں کا ایک ذخیرہ تھا۔ وہ کہانی کو اتنی اچھی طرح سُناتے تھے۔ خوفناک کہانیوں کو اپنی چرب کاری کے ذریعے اپنے تصور و خیال کو اس میں ملاتے ہوئے ایسا بیان کرتے کے بعض دفعہ بچّے حیرت کرتے کہ یہ صرف کہانی ہے یا بالکل سچ۔ جو بھی ہو ان کی کہانیوں کو بچّے بہت پسند کرتے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ ان کے ہنس مکھ چہرے اور چمکدار آنکھیں، لمبے قد اور مناسب جسم اور ساتھ ہی ان کی خوبصورت خاکی وردی کو بھی بہت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے۔ خاص طور سے مادھو کو ان کی کلغی دار ٹوپی اور چمکدار بیج جو کہ ان کے سینے پر لگا رہتا تھا، اس کو موہ لیتا تھا۔ وہ مسٹر سائیکیا کے لمبے جسم کو بھی حسرت بھری نگاہ سے دیکھتا رہتا اور اپنے بارے میں سوچتا کہ کاش وہ بھی ان کی لمبائی کو پہنچ جائے کیا ایسا ہو سکے گا؟۔

وہ بھی کھانے کی میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مسٹر سائیکیا نے بچّوں سے پوچھا، تم لوگ کیا یہاں پر دو ہفتے کے لیے ہو؟ میں نے سُنا ہے، تم اپنی چھٹیاں کیسے گذارو گے؟ یہاں نا T.V. ہے نا ہی V.C.R. اور نا ہی ریڈیو، کیسٹ لائبریری وغیرہ، بجلی کے بغیر یہاں بیرت پور میں یہ سب کام نہیں کرے گا"۔

"اوہ، لیکن یہاں ہمیں ان کی کمی محسوس نہیں ہوگی" سیما نے اپنے سر کو پرُجوش طریقے سے ہلاتے ہوئے کہا۔ ہمیں اپنے والد صاحب کے ساتھ دورہ پر آنا بہت اچھا لگتا ہے۔

"جو بھی ہو، ہم یہاں بہت مصروف ہیں" راگھو نے وضاحت کی۔ "آج گاؤں میں گھومیں گے اس کے بعد 'کولا بیل' جائیں گے۔ یہاں بہت کچھ کرنے اور دیکھنے کو ہے۔ ہم 'کشتی کی سیر' کے لیے کل 'کولی بیل' بھی جا رہے ہیں"

مسٹر سائیکیا نے تعجب سے دیکھا، "کشتی کی سیر؟" انھوں نے پوچھا۔ "کیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ بیرت پور کا کوئی شخص واقعی تمھیں کشتی پر جھیل کی سیر کرائے گا؟

یہ تو حیرت انگیز بات ہے۔ اس علاقے میں خاص طور سے گاؤں والے بہت اوہام پرست ہیں اور خاص طور سے اس جھیل کے متعلق"۔

راگھو نے ان کو منو اور اس کی مچھلی پکڑنے والی ناؤ کے بارے میں بتایا۔

تب تو وہ ان اکادکا لوگوں میں سے ہوگا جو اس جھیل میں جان جوکھوں کا کام کرتے ہیں"۔ سائیکیا نے کہا، "پھر تو وہ بالکل الگ قسم کا نوجوان ہے"۔

"یہ سچ ہے" رینا نے کہا، "یہ ایک بہت بڑا شہر تھا۔ جس کو بیرت پور ہی کہتے تھے، جو کہ موجودہ جھیل جہاں پر ہے، وہیں بسا ہوا تھا"۔

"ٹھیک" مسٹر سائیکیا نے سوچتے ہوئے کہا، مقامی لوگ یقیناً وہی کہانی سناتے ہوں گے۔ بے شک ایسا لگتا ہے کہ وہ اس گمشدہ شہر کے پر شکوہ ہونے کی کہانی، بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔

"ہاں" ڈیڈی نے کہا، میں جب بھی یہاں آیا میں نے یہی سُنا کہ یہ کتنا شاندار شہر تھا! یہ شاید اس لیے بیان کرتے ہیں اس طرح کہ سیاحوں کا دل بہلے"۔

"جو بھی ہو" مسٹر سائیکیا نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا، "یہ حقیقت ہے کہ بہت سارے گاؤں، اس علاقے میں تین سو سال پہلے آئے بھیانک زلزلے میں ڈوب گئے تھے اور اب اس جگہ پر یہ جھیل ہے"۔

"شاید گاؤں والوں نے اصلیت کو اپنے فرضی عقیدے سے جوڑ دیا"۔ ممّی نے کہا، آخر تین سو سال ایک لمبا عرصہ ہوتا ہے اور عوام کا تخیّل بہت تیزی سے کام کرتا رہتا ہے"، انھوں نے بات میں اضافہ کیا اور رینا کو ایک ہمدردانہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا۔

"وہ اس جھیل پر ان گاؤں کی وجہ سے نہیں جانا چاہتے جو یہاں بالکل ہی دفن ہوگئے تھے" مسٹر سائیکیا نے کہا۔ "لیکن جیسا کہ آپ نے کہا کہ یہ واقعہ بہت عرصے پہلے ہوا تھا اس لیے ......" انھوں نے اپنی خالی پلیٹ سرکائی اور کہا، میں اب اجازت چاہتا ہوں، ڈیوٹی پر جانا ہے"۔

"کیا آپ پھر آئیں گے اور ملاقات کریں گے"، ممّی نے پوچھا۔ "بچّے آپ کی مونچھوں والے ڈکیت کی کہانی بہت پسند کرتے ہیں"۔

"کیا تم اس علاقے میں تھوڑی دیر کے لیے ہو" ڈیڈی نے پوچھا۔ "ہاں میں ایسا

ہی سمجھتا ہوں" مسٹر سائیکیا نے جواب دیا۔ "جو کام میرے پاس ہے وہ کچھ وقت لے بھی سکتا ہے اور نہیں بھی"۔

"میں اس علاقے میں نشر ہونے والے ایک خفیہ، ریڈیو ٹرانس میٹر، کو ڈھونڈنا اور اسے بے کار کر دینا چاہتا ہوں؟" مسٹر سائیکیا نے تفصیل بتائی۔ بچّے فوراً چونکے ہو گئے کیوں کہ انھیں ایسا لگا کہ وہ غالباً وہی 'ٹرانس میٹر' ہوگا جو انھیں کچھ پر اسرار لگا تھا۔

"ریڈیو ٹرانس میٹر؟" راگھو نے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں تجسّس تھا۔ "یہاں؟ اس دور دراز علاقے میں؟"

سیما نے پوچھا "خفیہ ٹرانس میٹر، کا کیا مطلب ہے"۔

"آپ اسے کیوں بے کار کریں گے؟ مادھو نے نوالہ منھ میں بھرے ہوئے پوچھا، "اس کے ساتھ غلط کیا ہے؟"

"ایک وقت میں ایک سوال"؟ مسٹر سائیکیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ "مجھے ایسا لگتا ہے گویا مجھ سے تفتیش کی جارہی ہے"۔

"ہم سب نے کھانا ختم کر لیا ہے اور اب برآمدے میں چلیں اور وہیں بات کریں" ممّی نے کہا۔

سبھی برآمدے کی طرف بڑھے اور آرام دہ کرسیوں میں دھنس گئے۔ وہ شدّت سے مسٹر سائیکیا کا انتظار کر رہے تھے جب کہ وہ سگریٹ پی رہے تھے۔

مسٹر سائیکیا نے بڑی احتیاط سے ماچس کی تیلی ایش ٹرے میں ڈالی اور تب کہا، "خفیہ" اس کا مطلب چھپا ہوا راز۔ تم جانتے ہو کہ ہماری حکومت کسی بھی .A.M ریڈیو ٹرانسمیٹر کی اجازت نہیں دیتی سوائے آل انڈیا ریڈیو کے؟ بے شک .F.M ریڈیو اب سُنے جاتے ہیں لیکن یہ بالکل الگ معاملہ ہے۔"

"ہاں" راگھو نے کہا جو کہ ان چیزوں کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا۔ .A.M عام طور سے لمبی دوری کے نشریات کے لیے ہوتا ہے جب کہ .F.M کم دوری کے نشریات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

.F.M کبھی کبھی مقامی اسٹیشن استعمال کرتے ہیں اور پولیس اور سٹی زن بینڈ...... سی بی ریڈیو وغیرہ مادھو نے جان کاری دی۔

"تم یقیناً بہت ساری ریڈیائی لہروں کے بارے میں جانتے ہو گے" سائیکیا نے متاثر

ہوتے ہوئے کہا۔ کیا تم جانتے ہو کہ کیوں .A.M لہریں اتنالمبا سفر طے کر لیتی ہیں؟
"ہاں" راگھو نے فوراً جواب دیا۔ جب کہ مادھو پس و پیش میں پڑا رہا۔ "یہ لہریں لمبی دوری کا سفر طے کرتی ہیں اپنی شروعاتی جگہ سے کیوں کہ یہ منعکس ہوتی ہیں ان برقی لہروں سے جو فضائی پرتوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ پرتیں آینو اسفیر (Ionosphere) کے نام سے جانی جاتی ہیں اور تقریباً 130 سے 160 کلو میٹرز مین کی سطح سے اوپر ہوتی ہیں۔ یہ لہریں زمین کی سطح سے بھی منعکس ہوتی ہیں۔ زمین اور آسمان سے گونا گوں منعکس ہونے کے نتیجے کے طور پر لہریں اتنی لمبی دوری کا سفر طے کر لیتی ہیں"۔
"واؤ" سیما نے کہا۔ "مجھے ان سب کے بارے میں معلومات تو ہے لیکن اتنا واضح طور پر نہیں مانتی تھی لیکن تم نے بڑی خوبصورتی سے ساری باتیں واضح کر دیں۔
"نقطہ یہ ہے"، مسٹر سائیکیا نے کہا، "بہت سے ریڈیو اسٹیشن والے، ہمارے یہاں .A.M ریڈیو کا استعمال کرتے ہیں۔ اگر کوئی زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچنا چاہتا تو اس کو .A.M ویو بینڈ کا استعمال کرنا ہوگا۔"
"جیسا کہ میں نے تمھیں بتایا کہ میں یہاں اس لیے ہوں" مسٹر سائیکیا نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "کیوں کہ کچھ لوگ یہاں سے ایک خفیہ ٹرانسمیشن مرکز چلا رہے ہیں"۔
"وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟" ریتا نے پوچھا۔
"وہ اس علاقے میں بے سکونی اور مشکلات پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ تشدد اور دوسری غیر قانونی حرکتوں میں ملوث رہیں۔ اس ٹرانس میٹر کی نشریات ملک دشمن نوعیت کی ہیں۔ میرا کام اس ٹرانسمیشن مرکز کا پتا لگانا ہے، چاہے وہ ہمارے ملک کی سرحدوں کے اندر ہو یا باہر، مجھے اسے بے کار کرنا ہے اور نشریات کرنے والوں کو گرفتار کرنا ہے"۔
لالٹین کی مدھم اور کمزور روشنی، بچوں کو ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے پر جوش چہرے کا انکشاف کر رہی تھی۔ انھوں نے سوچا کہ یہ حقیقتاً ایک تشدد آمیز تاریخی ناول جیسی چیز لگ رہی تھی۔
"انھوں نے نشریات کے لیے اس علاقے کو ہی کیوں چنا؟" راگھو نے پوچھا۔
"بہت ساری وجوہات ہیں" مسٹر سائیکیا نے وضاحت کی، ایک تو یہ کہ یہ علاقہ بالکل الگ تھلگ اور پہنچ سے باہر ہے"۔

"یہ تو ہے" سیما نے کہا، "یہاں گوہاٹی سے پہنچنے میں واقعی کافی وقت لگتا ہے"۔
مسٹر سائیکیا نے اپنی بات سنجیدگی سے جاری رکھتے ہوئے کہا، "سیرت پور کسی شہر، کسی قصبے یہاں تک کہ کسی بڑے گاؤں سے بھی کافی دور واقع ہے۔ کچھ چھوٹے گاؤں آس پاس البتہ بکھرے ہوئے ہیں جو کہ واقعی بہت چھوٹے سے ہیں۔ یہاں بہت وسیع علاقہ گھنے جنگلوں کا ہے اور گھنے جنگلوں سے گھری پہاڑیاں ان کچھ گاؤں کے درمیان ہے۔ فطری طور پر اس دور دراز کے علاقے میں، یہ واقعی ممکن نہیں ہے کہ بہت مضبوط پولیس فورس کی موجودگی ہو۔ بارڈر سیکورٹی فورس اس علاقے میں بہت ہلکا پھیلا ہوا ہے۔
"بارڈر سیکورٹی فورس!" رینا نے پوچھا۔
"ہاں" یہ ایک خاص فورس ہے جو ہمارے ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے۔ یہاں سے دوسرے ممالک بہت قریب ہیں یہ دوسری وجہ ہے۔ اس لیے ان عیاروں نے اس علاقے کو اپنے ٹرانس میٹر کے لیے چنا ہے۔ اصل میں، یہ مرکز سرحد کے پار بھی قائم ہو سکتا ہے، "مسٹر سائیکیا غور و فکر میں ڈوبے ہوئے تھے۔ "یہ نشریات سیکڑوں میل دور تک سُنی جا سکتی ہے"۔
"کوئی کیوں ملک مخالف نشریات کرتا ہے؟" سیما نے پوچھا۔
"اس کی بھی بہت ساری وجوہات ہیں"، مسٹر سائیکیا نے جواب دیا۔ "وہ سیاسی قوت حاصل کرنا چاہتے ہیں یا پھر وہ اپنی نظریات کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ اس معاملے میں جو بھی ہو، ہمیں شبہہ ہے کہ اس علاقے میں نشریاتی سرگرمیوں کی کچھ اور بھی بنیادی وجوہات ہیں"۔
"پھر، وہ کیا ہے؟" راگھو نے پوچھا۔
"دولت!" ڈھیروں دولت!" مسٹر سائیکیا نے جواب دیا۔
"میں سمجھا نہیں"، راگھو نے کہا۔ دوسروں نے بھی نفی میں سر ہلایا۔
"تمہیں معلوم ہے"، مسٹر سائیکیا نے اپنی سگریٹ ایش ٹرے میں بجھاتے ہوئے کہا" "مختلف پڑوسی ملکوں کے منشیات اسمگلروں کے بارے میں ہم نے اپنا نظریہ قائم کیا ہے کہ بہت بھاری تعداد میں ہیروئن اسی راستے کے ذریعے ممبئی اسمگل کی جاتی ہے۔ ممبئی سے یہ دوسرے ملکوں میں لے جائی جاتی ہے"۔

"ہاں، مجھے معلوم ہے" مادھو نے کہا اور زور سے سر ہلایا۔ "میں نے اس کے بارے میں اخباروں میں پڑھا ہے"۔

"اسی لیے، اگر اس علاقے میں عدم استحکام اور گڑبڑ و انتشار پھیل جائے گا تو ان کی منشیات کی اسمگلنگ اور اس کو اس علاقے سے ممبئی لے جانا بہت آسان ہو جائے گا" مسٹر سائیکیا نے اپنی بات جاری رکھی۔

"کیسے"؟ سیما جاننا چاہتی تھی۔

"پولیس ان بے چینیوں اور انتشار سے نمٹنے میں مصروف رہے گی اور عوام کا دھیان بھی اسی طرف ہوگا، دوسری طرف عوام ان کی موجودگی اور سرگرمیوں سے بے خبر ہیں ایسے میں ان کو منشیات کی اسمگلنگ بہت آسان ہو جائے گی۔"

"مختصر یہ ہے کہ وہ لوگ آپس میں اختلاف پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کا مطلب یہ ہے" راگھو نے کہا۔ "اگر ملکی مفاد کے خلاف یہ نشریات اس علاقے میں گڑبڑ پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو پولیس اس گڑبڑ کو روکنے میں زیادہ مصروف ہو جائے گی بہ نسبت ان ڈرگ اسمگلروں کے ڈھونڈنے میں"۔

"بالکل ٹھیک" مسٹر سائیکیا نے کہا، تم جانتے ہو کہ ان کی نشریات کرنے والے مرکز کو جلد ہی نیست و نابود کرنا، کتنا ضروری اور اہم ہے"۔

"اوہ!" بچّوں نے ایک ساتھ گہری سانس لی۔ بچّوں نے محسوس کیا وہ دنیا کے اس خطرناک اور مجرمانہ کھیل کو کاش اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں اور کچھ ملک کے لیے کر سکیں۔

ممّی نے ان کے لگاتار حیرت بھرے چہروں کو دیکھا اور تبصرہ کیا اور مسٹر سائیکیا سے یہ کہا، "آپ نے یقیناً ان کا دھیان ان ملک دشمنی سرگرمیوں کی طرف کھینچا ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ اب کیا ہو رہا ہے لیکن اگر ایک بار ان بچّوں نے مہم جوئی کی بو سونگھ لی تو ان کو کوئی روک نہیں سکتا"۔

"شاید انھیں اس بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو جائیں جو کہ ہمارے آدمی نہیں کر سکتے"، "مسٹر سائیکیا نے خوش طبعی سے کہا۔ بہر حال لوگ بچّوں کے سامنے کھُل کر بات کرتے ہیں بہ نسبت ان اجنبی اور غیر آدمیوں کے سامنے جن کے بارے

میں انھیں یہ شبہہ ہو کہ کہیں یہ پولیس کے آدمی نا ہوں خاص طور سے اس وقت جب کہ وہ وردی میں نا ہوں!" وہ کچھ پشیمانی سے اس بات پر مسکرائے۔

"ہم اپنی آنکھ اور کان یقینی طور پر کھلے رکھیں گے"، سیما نے فوراً کہا۔

"اگر ہم کوئی بات معمول کے خلاف دیکھیں یا محسوس کریں تو وہ بات ہمیں فوراً ذہن میں نوٹ کر لینی چاہیے"۔ مادھو اس نتیجے پر پہنچا۔

"بیرت پور اور آس پاس کے گاؤں میں جن لوگوں سے ہم ملے ان سے بات کر کے ایسا لگا کہ یہ لوگ بالکل ہی اوہام پرست ہیں" مسٹر سائیکیا نے کہا۔ "ہمیں اسی لیے ایسے لوگوں کا ملنا بہت مشکل ہوتا ہے، جو ہمارے لیے ان جنگلوں کے اِرد گرد، پہاڑیوں اور جھیل کے آس پاس کے لیے رہنمائی کر سکیں۔"

"لازماً" تمہارے پاس کوئی ایسا آلہ ہوگا، جو اس ٹرانسمیٹر کا پتا لگا سکے؟" ڈیڈی نے مسٹر سائیکیا سے پوچھا۔

"ہاں، بے شک ہم ایسا ہی کرتے ہیں"۔ مسٹر سائیکیا نے یہ مانا۔ "لیکن یہاں ہر طرح کی مشکلات ہیں" پھر انھوں نے سر ہلاتے ہوئے سیما کی طرف متوجہ ہوئے، "یہ علاقہ بالکل ہی الگ تھلگ ہے، یہاں سڑکیں نہیں بلکہ جو پگڈنڈیاں ہیں۔ وہ بھی تنگ اور بل کھاتی ہوئی۔ ٹرانس میشن مرکز کا پتا لگانے کے لیے ہمیں ایک کھوجی یونٹ بنانی پڑے گی جو متعین فاصلے پر ریلوے جال کی طرح مقرر ہو"۔

"میں سمجھتا ہوں" راگھو نے کہا جو کہ ان باتوں کو بہت دھیان سے سُن رہا تھا۔

"وہ تب ہم مرکز کے قریب تر ہوں گے۔ ہمارا آلہ رڈار کی طرح ہونا چاہیے جو کہ سگنل کی سمتوں کو پردے پر دکھا دیتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس طرح کے آلے، ان پہاڑیوں اور جنگلوں کی زمین پر جہاں کوئی سڑک نام کی بھی نہیں ہے کس طرح آسانی سے کام کر سکتے ہیں۔

سبھی نے سر ہلایا۔ واقعی یہ ایک بڑا مسئلہ تھا۔

"اس کے علاوہ" مسٹر سائیکیا نے بات جاری رکھی، "نشریات میں وقت کی پابندی نہیں ہے اور کم وقت کے لیے صرف ہوتا ہے۔ وقتی طور پر ہم سمتوں کا اتا پتا کر بھی لیں اپنے آلے پر تو نشریات اس وقت بند ہے"۔

ممی جو کہ ان باتوں کو دلچسپی سے سُن رہی تھیں، پوچھا۔ "میں مستقل سوچتی ہوں

کہ ان نشریاتی مرکز کا کوئی ٹرانسمیشن ٹاور تو ہوگا جو کہ بہت دور نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ ٹاور یقینی طور پر اس ٹرانسمیشن مرکز کے محل وقوع کی نشاندہی کرے گا"۔

"یہ صحیح ہے کہ لاسلکی تاریا ٹرانسمیشن ٹاور ریڈیائی لہروں کو بہت زیادہ دور تک بھیجتا ہے" مسٹر سائیکیا نے جواب دیا۔ "لیکن کوئی ضروری نہیں کہ ٹاور بالکل ٹرانس میٹر سے ملحق ہو۔ اس کے علاوہ لاسلکی تاروں کو تہس نہس کرنے کے بھی طریقے ہیں۔ یہ اس کو بہت تیزی سے چُھپا سکتے ہیں یا غائب کر سکتے ہیں اور کسی قریب گذرتے ہوئے گاؤں والے کو بھی اس کا احساس نہیں ہو سکتا۔ اس طرح قریب میں اگر ہم طویل ایریل ڈھونڈ بھی لیں تو بھی کوئی ضروری نہیں کہ ہمیں ٹرانس میٹر مل جائے!"

راگھو بڑی بے صبری سے مسٹر سائیکیا کی بات ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا تا کہ وہ کوئی سوال پوچھ سکے۔ جیسے ہی پولیس والا سانس لینے کے لیے رکا، اس نے پوچھا "اس مرکز کا کوئی نام بھی ہے جس سے وہ اپنے آپ کو بلاتا ہے؟"

"یہ اپنے آپ کو 'ریڈیو انقلاب' کہتا ہے۔ مسٹر سائیکیا نے جواب دیا۔

راگھو اور مادھو دونوں ہی اچانک اُٹھ کھڑے ہوئے۔ "ہم نے اس مرکز کی نشریات سُنی ہے" مادھو جوشیلے انداز میں چیخا، ہاں اس صبح کو" "کچھ بھی تو انقلابی نہیں تھا جو ہم نے سُنا۔ کچھ اچھے قسم کی فوجی دھنیں اور نشریات اور بند کرنے کی اطلاع۔ اناؤنسر کی آواز کسی حد تک خوشگوار اور دلکش تھی، میرا خیال ہے"۔ راگھو نے اضافہ کیا۔

"تم نے یہ 'موسیقی' پروگرام کے آخر میں سُنی ہوگی" مسٹر سائیکیا نے کہا"۔ "وہ مقبول موسیقی کے ذریعے اپنی پہچان بدل کر انتہا پسندانہ اور اختلاف پیدا کرنے والا پیغام دیتے ہیں۔ ملک دشمن نعرے اور مقالے عام طور سے پروگرام کے شروع میں نشر کرتے ہیں"۔

"وہ ممّی سے مخاطب ہوئے،" میں اب جا رہا ہوں، میں نے جتنا سوچا تھا اس سے کہیں زیادہ ٹھہر گیا میں نے اپنے کام کو کافی دیر تک بیان کیا۔ مجھے اُمّید ہے کہ میں نے آپ لوگوں کو بور نہیں کیا ہوگا"۔

"بالکل نہیں"

"قطعی نہیں"

"کبھی نہیں"

"اوہ، نہیں نہیں"

چاروں بچّوں نے زور دے کر نہیں کہا۔

اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور چوٹیاں اوپر نیچے ہل ڈل رہی تھیں، اس نے جوڑا۔ "اوہ ہمیں یہ سُن کر بڑا اچھا لگا"۔

"اور ہم سب اپنی آنکھیں کھلی رکھیں گے" راگھو نے کہا۔

"اور کان بھی" مادھو نے جوڑا۔

ممّی، ڈیڈی ہنس پڑے لیکن سائیکیا سنجیدگی سے دیکھتے رہے۔ "تم مجھے اطلاع دینا اگر تمھیں کوئی بات مشکوک نظر آئے۔ یہ بہت خطرناک لوگ ہیں جن کے ساتھ ہمارا معاملہ ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ یہاں کروڑوں روپے کی منشیات یہاں موجود ہیں۔ 'ریڈیو انقلاب' کے پیچھے جن لوگوں کا ہاتھ ہے وہ بہت ہی بے رحم لوگ ہیں۔

انھوا نے مزید کہا، مجھے معلوم ہے کہ تم سب نے ماضی میں بہت کارنامے انجام دیے ہیں۔ تم لوگوں نے کچھ ماہ پہلے بم بنانے والے گروہ کو پکڑوانے میں پولیس کی مدد کی تھی، ایسا کیا تھا نا؟"

"ہاں" ڈیڈی کسی حد تک فخر کرتے ہوئے بولے، "اور میں یقینی طور پر اُمّید کرتا ہوں کہ اب بھی یہ تمہاری کچھ مدد کر سکیں گے"۔

اچھا تو پھر 'خدا حافظ' مسٹر سائیکیا نے کہا۔

ڈیڈی ان کو جیپ تک پہنچانے گئے۔

بچّے جنگلے پر پہنچ گئے اور وہاں سے ان کو زوردار طریقے سے 'خدا حافظ' کہا اور اس کے بعد اپنے کمرے میں چلے گئے۔

"یہ بہت اشتعال انگیز تھا" مادھو نے کہا "سوچو، ہم صحیح طور پر ایسا محسوس کرنے میں حق بجانب ہیں کہ جیسے ہم کہیں نا کہیں کسی گہری سازش میں مبتلا ہو گئے ہیں۔"

"یہ قوم دشمن لوگ ہیں جن کی پولیس کو تلاش ہے" سیما فکر میں ڈوبی ہوئی بولی۔ "وہ لوگ یہیں کہیں آس پاس ہی ہوں گے"۔

"ہمارا جی چاہتا ہے کہ اس شام ہیرت پور میں ان کو ختم کر دیں"

"بالکل اس طرح، میں بھی سوچتا ہوں"، مادھو نے کہا۔ اس کے بال بے ترتیب

کھڑے ہوگئے۔ وہ ہمیشہ اپنی انگلیوں کو اپنے بالوں میں گھماتا رہتا تھا جب بھی اشتعال میں آتا تھا۔ وہ یقیناً بہت پُر جوش تھا۔

"بیرت پور میں جو مٹھائی بیچتا ہے، میں سوچتا ہوں وہ کسی حد تک بناوٹی لگتا ہے، میرا مطلب یہ ہے کہ وہ اصلی مٹھائی والا نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ عجیب سے رنگ کی مٹھائیاں بیچتا ہے اپنے بھولے بھالے گاہکوں کو۔ وہ ضرور مصنوعی ہے"۔

"اوہ تم"، سیما نے قہقہہ لگایا۔ وہ اپنے جڑواں بھائی کی غیر مستند باتوں کے خیالی چھلانگوں کی عادی تھی۔

ان کے پیچھے، پہاڑیوں سے کچھ سیاروں کی، ہواں، ہواں، کی آواز آرہی تھی۔ رینا گھبرا گئی۔ "یہ آواز ہمیں خوف زدہ کررہی ہے" اس نے کہا۔

"اگرچہ ہم یہاں اکٹھا ہیں۔ جب میں سیار کی آواز سنتی ہوں تو میری ریڑھ کی ہڈیوں میں کپکپاہٹ سی ہونے لگتی ہے۔ یہ مجھے ان بے چاری روحوں کی یاد دلاتی ہیں جو 'کولا بیل' میں ڈوب گئی تھیں اس عظیم زلزلے کے دوران۔ مجھے خوشی ہے کہ ہم حالاں کہ جنگل کے باہر نہیں ہیں لیکن اس گھر کے اندر محفوظ ہیں"۔

"ممی نے آواز دی، "اب تم لوگ بستر پر جاؤ۔ یہاں جلدی سونے اور جلدی اُٹھنے کا اصول ہے۔ امید ہے تم لوگ ایسا ہی کروگے......"

"صحت مند امیر لیکن بے وقوف!" بچّوں نے گانا گایا۔

وہ اپنے کمروں میں چلے گئے، تھوڑی دیر کے بعد سناٹا چھا گیا۔

تباہ حال مندر

اگلی صبح جب وہ اُٹھے تو بچّوں کو پتا چلا کہ آسمان کالے کالے بادلوں سے گھرا ہوا تھا۔ ابھی بارش نہیں ہوئی تھی۔ بیجون نے خبردار کیا کہ جلد ہی بارش ہوگی۔

"ایسی ہی امید ہے، میں یہی سوچ رہی تھی" سیما نے فلسفیانہ انداز میں کہا۔ جیسے کہ اپنے آپ کو دلاسہ دے رہی ہو۔ نندیشور کے پروسے گئے ناشتے پر جی بھر کر ہاتھ صاف کرتے ہوئے وہ بولی، "یہ جون کا مہینہ ہے اور اب ہم اچھی طرح مانسون کے موسم میں ہیں۔ ہم خوش قسمت تھے جو کل سارے دن دھوپ کھلی رہی"۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا اگر ہم آج پوری طرح گھر پر ہی رُکیں" اس نے

رُکنے کے موڈ میں کہا، "ہم نے زلزلوں، ڈوبتے شہروں کی بہت ساری اشتعال انگیز کہانیاں کافی سُن لیں"۔

"......اور منشیات کے اسمگلروں اور ان کے خفیہ ریڈیو اسٹیشنوں کو ہم بھول نہیں سکتے' مادھو نے مزید اضافہ کیا۔ بیرت پور میں ان کی سرگرمیاں مرکزبنی ہوئی ہیں یہ جیسا کہ باہر سے پر سکون و ٹھیک ٹھاک لگتا ہے ایسا بالکل نہیں ہے"۔

جب انھوں نے ناشتہ ختم کیا، بیجون نے انھیں بتایا کہ منو ان سے ملنے آیا ہے۔

"اچھا، اچھا ہمارا ملاح اور ہمارا رہنما!" راگھو نے کہا۔

وہ اس نوجوان سے ملنے چلے گئے جو کہ انھیں کا انتظام کر رہا تھا۔ جب اس نے بچّوں کو دیکھا تو مسکرایا اور کہا، "میرا نام منو ہے، میرے ماموں نندیشور نے مجھے بتایا کہ تم لوگ میری ناؤ میں سیر کرنا چاہتے ہو"۔

"ہاں" سبھی نے اکٹھا ہی جواب دیا۔ "تم ہمیں کب لے جا رہے ہو؟"

منو ہنسا۔ اس کے سفید دانت اس کے سانولے چہرے کے مقابلے میں زیادہ چمک رہے تھے۔ اس نے گہرے بادلوں کو دیکھا اور کہا، یقیناً ابھی نہیں کیوں کہ بارش ضرور ہو گی۔"

بچّے منو کو اپنے ساتھ لے گئے۔ وہ لمبا، لچیلا اور کسرتی جسم کا لڑکا تھا۔ اس کا صاف اور کھلا ہنستا ہوا چہرہ تھا اور آنکھیں چمکدار بادامی شکل کی تھیں۔

"ہاں، یقیناً بارش ہونے کے پورے آثار ہیں لیکن یہاں قریب میں گھومنے کی کوئی دلچسپ جگہ تو ہو گی جہاں ہم گھوم سکیں، راگھو نے پوچھا۔ "ہم نے ابھی تک صرف جھیل کے کنارے کے گاؤں ہی دیکھے ہیں۔ اور کوئی دلچسپ جگہ آس پاس ہے؟"

"سوائے چیتے، سانپ اور جنگلی ہاتھیوں کے" مادھو نے تیزی سے اسی جملے میں اضافہ کیا۔

منو، راگھو کا سوال سمجھ چکا تھا، تب اس نے پوچھا، "کیا تم لوگوں نے مندر کا کھنڈر دیکھا ہے اس جنگل میں؟"

"تباہ شدہ مندر؟" راگھو نے دہرایا۔ "نہیں ہم نے تو نہیں دیکھا، تاہم ابھی تک نہیں"۔

منو نے آسمان کی طرف پھر دیکھا؟ "وہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے، ہم آسانی سے پہنچ جائیں گے اور بارش شروع ہونے سے پہلے واپس بھی آجائیں گے"۔

"آؤ ممّی کو بتادیں" سیما نے کہا۔ وہ ممّی سے ملنے چل پڑے۔ انھیں ڈرائینگ روم میں ڈیڈی مل گئے جو کہ باہر کہیں انسپکشن کے دورے پر دو ایک دن کے لیے کہیں باہر جانے کے لیے تیاری کر رہے تھے۔

انھوں نے دیکھا کہ چاروں بچّے جھنڈ کی شکل میں کمرے میں داخل ہو رہے ہیں تو کہا، "اچھا تو یہ تم لوگ ہو، کیا تم لوگ مجھے پیار بھری رخصتی دینے کے لیے خدا حافظ کہنے آ رہے ہو"۔

"اچھا تو آپ کہیں جانے کے لیے تیار ہو رہے ہیں؟" راگھو نے پوچھا۔ "ڈیڈی، کیا آپ جانے سے پہلے منو سے بات کریں گے؟" راگھو نے پھر پوچھا۔ وہ زینے سے اُترے اور نیچے منو کا انتظار کرنے لگے۔

ممّی اور ڈیڈی دونوں نے منو سے بات کی، وہ اس سے بہت متاثر ہوئے، ان دونوں کو یہ لڑکا بہت ہی با صلاحیت اور قابلِ اعتماد لگا۔

"ٹھیک ہے"، ڈیڈی نے آخر میں کہا۔ "تم لوگ جب موسم صاف ہو جائے تو اس کے ساتھ جھیل میں کشتی کی سیر کے لیے جا سکتے ہو"۔ انھوں نے اِردگرد دیکھا اور کہا، "کیا میرا سامان جیپ میں رکھ دیا ہے؟" "بچو! تم لوگ بہت قاعدے سے رہنا، اپنی ممّی کو زیادہ تنگ نا کرنا، پھر ایک دو دن میں ملاقات ہو گی! وہ جیپ میں چڑھے اور روانہ ہو گئے۔

"کیا ہم مندر کا کھنڈر دیکھنے جائیں۔ ممّی؟" مادھو نے پوچھا۔ "منو ہمیں لے جائے گا۔ یہ جگہ، یہاں سے دور نہیں ہے، اس نے کہا"۔

"کیا پیدل جانا محفوظ ہے؟" ممّی نے فکر مندی سے پوچھا۔

"جی ہاں" منو نے یقین دلایا۔ یہ کچھ دیر کا راستے ہے، آپ کو معلوم ہے گاڑی والے روز وہاں جاتے ہیں، براہ کرم فکر مند نا ہوں"۔ وہ لوگ منو کے ساتھ، انسپکشن بنگلے سے جانے والے تنگ راستے سے ہو لیے۔ کچھ ہی قدموں کے بعد انھوں نے اپنے آپ کو گھنے جنگل میں پایا۔ بھاری بھرکم پیڑ جو کہ آسمان کو چھو رہے تھے، کی وجہ سے جو بھی روشنی آ رہی تھی، وہ بھی ختم ہو گئی۔ ہر چیز اندھیرے میں تھی۔ وہ بہت مشکل سے اپنا راستے دیکھ رہے تھے۔ جیسے جیسے وہ اس پگڈنڈی پر چلتے رہے۔ پیڑ کی پتیاں ان کے چہروں پر گرتی رہیں۔

منو نے فوراً ہی ایک ٹہنی ہٹائی جو کہ راستے میں پڑ رہی تھی۔ "ان نیچے تک لٹکنے

والی ٹہنیوں سے ہوشیار رہو"۔ اس نے کہا۔ "تم بری طرح چپل جاؤ گے اگر تم محتاط نہ رہے" اس نے کہا۔ کنارے کنارے جھاڑیوں میں جونکیں بھی ہو سکتی ہیں جو کہ راستے کی جھاڑیوں کی شاخوں میں لپٹی رہتی ہیں"۔

'جونکیں" ریناکانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

باقی لوگ بھی گھبراہٹ محسوس کر رہے تھے۔ وہ الگ الگ قطاروں میں چل رہے تھے۔ جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا، محتاط رہتے ہوئے، گھنی جھاڑیوں سے دور دور بچتے ہوئے"۔

اچانک منو رک گیا۔ راگھو جو کہ ٹھیک اس کے پیچھے تھا، وہ بھی دھچکا کھاتے ہوئے اس پر گر پڑا۔ " کیا معاملہ ہے؟" اس نے پوچھا۔

"شی!" منو نے ان کے سر کے اوپر اشارہ کیا۔

پہلے تو وہ دھند لکے میں کچھ نہ دیکھ سکے۔ آخر میں، انھوں نے جہاں منو نے اشارہ کیا تھا، بڑی پریشانی سے دیکھا۔ کچھ شکلیں دھیرے دھیرے واضح ہو رہی تھیں۔

"بندر" سیما نے خوش ہوتے ہوئے ٹھنڈی سانس لی۔ " ایک ......دو......چار، یہاں تو کم سے کم بارہ یا اس سے زیادہ بندر ہوں گے" رینا نے کہا۔

"شی" منو نے پھر خبر دار کیا۔ "وہ بھاگ جائیں گے اگر ہم اتنے زور زور سے بات کریں گے"۔

وہ بندروں کے جھنڈ کی مضحکہ خیز حرکات کو دیکھتے ہوئے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ جو بڑا بندر تھا وہ ہر ایک کو کھو کھو کر رہا تھا۔ دو مادہ بندر جن کے چھوٹے سے بچے تھے اپنے بچوں کو سینے سے چمٹائے ہوئے تھیں۔ یہ بچے اپنی ماؤں کے سینے سے چپکے ہوئے، دنیا جہاں سے بالکل بے خبر اپنے آپ کو محفوظ سمجھ رہے تھے۔ کچھ بندر ادھر اُدھر پیڑ کی ٹہنیوں پر اُچھل کود کر رہے تھے۔ ان میں سے دو تیسرے کی پیٹھ پر چڑھ گئے۔ تیسرا لڑکھڑاتے ہوئے اُچھلا۔ نیچے کی شاخ کے باقی دو کھو کھو کرتے ہوئے اس کی پیٹھ پر خوش ہو رہے تھے۔

مادھو ہنسپھایا "اسے دیکھو جو سنجیدہ سالگ رہا ہے، کیا یہ زندگی سے بیزار نہیں لگتا؟"

ایک بہت سنجیدہ سا بندر جو کہ اونچی ٹہنی پر بسیرا کیے ہوئے تھا۔ نیچے کے منظر کا

جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے بچّوں کو بہت غور سے گھورنا شروع کیا، بچّوں نے بھی گھورا لیکن وہ اپنی جگہ سے بالکل ہلا نہیں"۔

"چلو" ہم نے تمہیں اور تمہارے جیسے لوگوں کو بہت دیکھا ہے "ایسا لگا کہ وہ بچّوں سے یہی کہہ رہا ہو۔ "تم ہمیں بالکل متاثر نہیں کر سکتے"

آخر کار وہ وہاں سے ہٹ ہی گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اُجالے میں پہنچے۔ اس صاف و شفاف جگہ پر پتھروں کا بنا ہوا ایک چھوٹا سا ڈھانچا تھا۔ عمارت وقت کے ساتھ ساتھ اور غفلت و نظر انداز کیے جانے سے کالی پڑ گئی تھی۔ جنگل کے سرے پر اس صاف جگہ پر بہت سے کھمبوں اور پتھروں کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔ یہ زیادہ تر بیلوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔

"یہی ہے، 'تباہ شدہ مندر' منو نے کہا۔"

مندر کے پتھروں کے ٹکڑے بہت جگہوں سے موٹی موٹی کائیوں کی تہوں اور کائی دار پودوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ بیلیں اور گھاس پھوس ڈھانچے کو پورے طور پر ڈھال کے ہوئے تھیں۔ مندر کو دیکھتے ہوئے رینا نے سوچا کہ ایسا لگتا ہے کہ ڈھانچہ یہاں آس پاس اُگی ہوئی جھاڑیوں کے بوجھ کی وجہ سے دب سا گیا۔

"کیا اب بھی کوئی یہاں آتا ہے ؟" اس نے پوچھا۔

"صرف گاؤں والے، ہم یہاں تیوہاروں اور مذہبی تقریبوں کے دوران آتے ہیں۔ لوگ یہاں آتے ہیں اور پوجا کرتے ہیں۔ اگر کس گھر میں بیمار ہو یا کسی کے ساتھ کوئی مسئلہ اور پریشانیاں ہوں تو یہاں آکر دعا بھی مانگتے ہیں"۔

وہ لوگ اس عجیب سے ڈھانچے کی طرف اور آگے بڑھ گئے۔ "تم نے اس عظیم زلزلے کے بارے میں ضرور سُنا ہوگا۔ منو نے پوچھا۔

'ہاں سُنا ہے، آس پاس بہت بُری طرح متاثر ہوئے تھے اس کی وجہ سے ایسا ہی تھا نا!" راگھو نے جواب دیا۔

"بہت برا" منو نے سنجیدگی سے کہا۔ "یہ مندر پہلے بہت شاندار اور خوبصورت تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بیرت پور شہر کے باہری حصّے میں واقع تھا۔ جب زلزلہ آیا، تب اس مندر کو بُری طرح سے نقصان پہنچا ان گرے ہوئے کھمبوں کو دیکھو؟ اور چھت کے ایک خاصے بڑے حصّے کو، جو کہ اس وقت گر گیا تھا؟ زلزلے کے وقت وہ

لوگ جو پوجا کر رہے تھے، بچ گئے تھے۔ دیوتاؤں نے انھیں بچالیا تھا۔ باقی بیرت پور ڈوب گیا تھا"۔

"کیا واقعی یہاں کوئی شہر تھا، جسے بیرت پور کہتے تھے؟" ریتا نے پوچھا۔

"یہاں آس پاس کے لوگ تو یہی کہتے ہیں" منو نے کہا۔ "ہر ایک کے پاس کہانیاں ہیں اور وہ دوسروں کو اس شہر کے بارے میں بتاتے ہیں۔ گاؤں کے لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ یہیں بسا ہوا تھا"۔

"کون مندر کی دیکھ بھال کرتا ہے" راگھو نے پوچھا۔

"ہم گاؤں کے لوگ کرتے ہیں" منو نے جواب دیا۔ "جیسا کہ تم جانتے ہو کہ ہم بہت غریب لوگ ہیں، ہمارے پس اتنا پیسہ نہیں ہے کہ ہم اسے دوبارہ بنوا سکیں۔ لیکن ہم یہاں پوجا کرنے آتے ہیں"۔

انھوں نے آسمان میں گرجنے کی آواز سُنی۔ ایک دو بوندیں ان کے چہرے پر پڑیں، جب وہ منھ اُٹھا کر گرجتے ہوئے بادلوں کو دیکھ رہے تھے۔

"بارش ہو رہی ہے" مادھو پُرجوش ہو کر بولا۔

"جلدی سے مندر کے اندر چلو" منو نے کہا۔

وہ مندر کے چھوٹے سے، چھت سے ڈھکے ہوئے برآمدے کی طرف بھاگے۔ وہ بہ مشکل تمام اس کی چھت کے نیچے پہنچے ہی تھے جب کہ باہر موٹی موٹی بارش کی بوندیں تیز ہونے لگیں۔ اس وقت انھوں نے اطمینان کی سانس لی۔ باہر اب متواتر طوفانی بارش ہونے لگی تھی۔

وہ بارش کی بوندوں کو جھیل میں گرتے ہوئے دیکھتے رہے۔ ہوا میں بہت شور تھا۔ اس گھنے جنگل کے پیڑوں کی شاخیں طیش میں آکر ہلچل مچا رہی تھیں۔ اکثر بجلی کی چمک چٹانوں سے ہو کر زمین پر پھیل جاتیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ بادلوں کی گھن گرج سے ایک جھنکار سی پیدا ہوتی۔ یہ قدرت کے مانسون کی ایک پر شکوہ و پر جلال نمائش تھی۔

"اس کے اندر کیا ہے؟" راگھو نے تھوڑی دیر کے بعد جب ایک چھوٹا اور نیچا دروازہ دیکھا جو کہ اندر کی طرف جا رہا تھا۔

"دیویوں کی مورتیاں" منو نے جواب دیا۔

"تو کیا ہم اسے دیکھنے اندر جا سکتے ہیں؟" راگھو نے پوچھا۔

سبھی اس پر راضی تھے، صرف رینا تھوڑی گھبرائی ہوئی تھی کیوں کہ اِرد گرد، میں بادلوں کی زوردار گھن گرج چٹانوں اور پیڑوں سے ٹکرا کر عجیب ساماحول پیدا کر رہی تھی۔ اسے اس وقت خوشی ہوتی اگر کوئی یہ رائے دیتا کہ اس طوفان سے بھاگ چلیں۔

انھوں نے اپنے جوتے موزے اُتار لیے۔ وہ بہت احتیاط سے اس تنگ اور پتھر کی پھسلنے والی سیڑھیوں سے مندر کے اندرونی تہہ خانے کی طرف چل دیے۔

یہاں بہت سکون تھا، مندر کی، پتھر کی موٹی دیواریں اور اونچی چھت کی وجہ سے باہر کے طوفانی شور کی آوازیں دب رہی تھیں۔ یہاں کھڑکی نہ ہونے کی وجہ سے اندھیرا تھا البتہ کچھ دیویوں کی مورتیوں کے سامنے چراغ جل رہے تھے۔

جیسے ہی ان کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہوئیں۔ وہ دیویوں کی مورتیوں کے بارے میں اندازہ لگانے میں کامیاب ہوئے۔ سیاہی مائل چہرے، دو بڑی بڑی سفید آنکھیں، ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بچّوں کی ہر حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہی ہوں۔ ان کے ماتھے سیندور سے ملے ہوئے تھے۔ ان کے جسم چمکدار لال رنگ کی عبا سے لپٹے ہوئے تھے، ان کے بازو اور گردن چراغ کے دھویں کی وجہ سے کالے ہوگئے تھے جو کہ یہاں صدیوں سے جلائے جاتے تھے۔

منو آگے بڑھا اور دیویوں کے سامنے گھٹنے کے بل بیٹھتے ہوئے کچھ پڑھنے لگا سبھی نے اس کی تقلید کی۔

جیسے ہی وہ وہاں سے چلنے کو ہوئے۔ ایک آواز اچانک اُبھری۔ "تم لوگ کون ہو؟"

حواس باختہ بچّوں کو لگا کہ جیسے دیویاں خود ہی بول پڑی ہوں۔ رینا کی ہلکی سی چیخ نکل گئی اور اس نے خوف کی وجہ سے سیما کا بازو پکڑ لیا۔ مادھو اور راگھو کا دل اس غیر متوقع سوال پر دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ آواز بہت بھاری اور سرسراہٹ والی تھی اور تھوڑی دیر یہ آواز گونجتی رہی۔

صرف منو پریشان نہیں ہوا۔ وہ مورتیوں کے پیچھے کالے سائے کو غور سے دیکھنے لگا اور پوچھا" کیا تم ہو چاچی؟"

"اور کون ہے تمہارے ساتھ؟" غصّے سے جواب آیا۔ منو کے سوال سے چڑھی ہوئی آواز جب کہ جواب صاف طور سے دینا چاہیے تھا۔ سبھی اب خوف سے نجات

پا چکے تھے۔ وہ قریب سے اس سمت دیکھ رہے تھے، جدھر سے آواز آئی تھی۔ وہ بڑی مشکل سے اس انسانی سائے کو دیکھ رہے تھے جو دیویوں کی مورتیوں کے پاس بیٹھی ہوئی لگ رہی تھی۔

منو اس شکل کے پاس گیا اور کہا، "یہ وہ بچے ہیں جو انسپکشن بنگلے میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ یہ ایک دو ہفتے کے لیے یہاں پر ہیں"۔

"اچھا تو یہ وہ ہیں" ہلکی سی کپکپاتی آواز میں کہا گیا۔ "قریب آؤ ہم تمہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ میں نے سُنا ہے تمھارے بارے میں، نند یشور نے ان دو دنوں میں بہت بار بات کی ہے"۔

راگھو ان کو ناہموار فرش تک لے گیا، جہاں وہ عورت بیٹھی ہوئی تھی جیسے ہی وہ وہاں پہنچے، انھوں نے دیکھا کہ وہ بہت بوڑھی عورت ہے۔ اس کے چہرے پر پرانے جوتے کی طرح جھریاں پڑی ہوئی ہیں جب کہ اس کے منھ میں دانت نہیں تھا۔ اس کا سر کچھ بڑا تھا۔ اس کے گندھے ہوئے سفید بال کا چھوٹا سا جوڑا اس کی گردن پر تھا۔ اس کا کپڑا حالاں کہ پیوند لگا ہوا تھا لیکن بالکل سفید وصاف ستھرا، چکیلا سیندور...... دو ٹکڑوں کا لباس جو کہ آسامی عورتیں پہنتی ہیں۔ بہر حال اس کی آنکھیں باقی جسم کے مقابلے میں زیادہ جوان لگ رہی تھیں۔ جب بچے اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو اس نے اپنی ٹمٹاتی آنکھوں سے پر تجسس انداز میں ان کو دیکھا۔

اچھا، ان کا بہت آرام سے جائزہ لینے کے بعد کہا، "تم لوگ یہاں ہیرت پور کسی وجہ سے آئے ہو؟ یہاں بہت سے لوگ جو کھم بھرے کام کے لیے یونہی نہیں آتے جب کہ پرانا شہر پانی کے نیچے غرقاب ہو گیا ہے۔ وہ اپنے کولھے کے بل بیٹھی ہوئی تھی اور بچوں کے چہروں کو دیکھنے کے لیے اسے بہت مشکل پیش آرہی تھی۔ راگھو نے وضاحت کی لیکن اس بوڑھی عورت نے کوئی دھیان نہیں دیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ خیالوں میں کھوئی ہوئی ہو۔

"ہیرت پور میں اجنبی" وہ اپنی سرسراہٹ بھری آواز میں بڑبڑائی جب راگھو بول چکا۔ "صدیوں سے کوئی نہیں آیا۔ دنیا اس جگہ کو بھول گئی جسے ہیرت پور کہتے ہیں۔ اب اچانک یہاں ہر جگہ اجنبی ہی ہیں۔ اجنبی مندر کے ہر پتھر کے پیچھے، اجنبی جنگل

کے ہر پیڑ کے پیچھے" وہ اچانک رینا کی طرف متوجہ ہوئی اور اسے ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگی۔ "کیا تم نے، کولا نیل، دیکھا ہے" اس نے پوچھا۔

"ہاں، ہم وہاں کل گئے تھے"، رینا نے جواب دیا۔

"اب یہاں لوگوں کا زیادہ آنا جانا ہو گیا ہے، تمہیں پتا ہے" اس بوڑھی عورت نے اصل حقیقت آگاہ کرنے کے لہجے میں کہا۔ "یہاں ان لوگوں کی روحیں بار بار آتی ہیں جن کے لیے زمین نے ان کے پیروں کے نیچے اپنا سینہ کھول دیا تھا اور پانی نے انھیں نگل لیا تھا اور انھیں بچنے کا کوئی موقع نہیں تھا" اس نے اس طرح بتایا کہ جیسے وہ طوفان کے وقت موجود تھی اور آنکھوں دیکھا حال بتا رہی ہو۔

رینا، سیما کے اور قریب ہو گئی۔ مادھو کچھ گھبرایا سا لگنے لگا اگر چہ یہ مشکل اس کو ظاہر نہیں کر رہا تھا۔

منو نے تیز آواز میں کہا، "چاچی، ان کو اپنی کہانیاں سُنا کر خوف زدہ نہ کرو"۔

"خوف؟" اس بوڑھی عورت نے برہم ہو کر کہا۔ "میں تو صرف انھیں حقیقت بتا رہی ہوں۔ کیوں تمہارے ماما نے جھیل کے کنارے سے آنے والی عجیب سی آوازیں نہیں سُنی تھیں، پچھلے دنوں کی ہی تو بات ہے۔ کیا نہیں سُنی تھیں؟"

منو نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مندر کے پتھر کے چھت پر زوردار بارش ہو رہی تھی۔

بوڑھی عورت نے اپنی بات جاری رکھی، "یہاں تک کہ جھیل کے پانی کے نیچے بھی اذیت اور تکلیف کی ماری ہوئی روحیں رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جھیل ہر وقت بدلتی رہتی ہے۔ وہ بہت بے چین اور بے سکون ہے"۔

"آپ کا کیا مطلب؟" راگھو نے پوچھا۔

یہ منو تھا، جس نے جواب دیا۔ "'کولا نیل' اپنی شکل اور لمبائی چوڑائی بدلتی رہتی ہے یہ چوں کہ بے سکون و بے آرام ہے اس لیے ہمیشہ ہٹنا اور جگہ بدلنا چاہتی ہے۔"

"اصل میں کیسے؟" راگھو نے اپنی بات پر زور دیا۔ وہ جھیل کے متعلق اس بیان کو غلط سمجھ رہا تھا۔

"برسات کے زمانے میں، جھیل عام طور پر زیادہ علاقے میں پھیل جاتی ہے۔ تم نے کل دیکھا تھا، کیا نہیں؟ کوئی اس کا آخری سرا یہاں سے نہیں دیکھ سکتا۔ میں اس کو



ایک سمندر خیال کرتا ہوں، حالاں کہ میں نے کبھی سمندر نہیں دیکھا لیکن میں نے اس پولیس افسر سے سُنا ہے جو یہاں آئے تھے کہ 'کولا بیل' سمندر میں مل جاتی ہے"۔

"ہاں، یہ یقیناً بہت بڑی جھیل ہے" سیما نے اتفاق کیا۔

"لیکن سردیوں میں" منو نے اپنی بات جاری رکھی۔ یہ سردیوں میں سکڑ جاتی ہے اور اپنی سائز کا ایک چھوٹا سا حصّہ بن جاتی ہے۔ اگر تم 'کولا بیل' کو ماگھ بیہو، (Magh Bihu) تہوار کے وقت جنوری میں دیکھو، تو تم اسے کبھی بھاری بھرکم جھیل نہیں سمجھو گے۔ یہ ایک اتھلے تالاب کا ایک سلسلہ بن جاتی ہے۔ کوئی بھی ان تالابوں کی کڑی کے بیچ میں سوکھی زمین کو دیکھ سکتا ہے"۔

منو کی صاف و شفاف بادامی شکل کی آنکھیں راگھو کو سنجیدگی سے دیکھنے لگیں"۔

"یہ عجیب بات ہے" اس نے بات جاری رکھی، "کبھی کبھی بارش کے وقت بھی کچھ جگہوں پر سوکھا پن رہتا ہے، اس وقت بھی جب بارش ہو رہی ہوتی ہے کبھی کبھی 'کولا بیل' سکڑتی ہے، یہی وجہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بے سکون ہے"۔

"ہاں، جھیل بے سکون ہے" بوڑھی عورت بڑبڑائی۔

"جب جھیل سکڑتی ہے تو کیچڑ والی زمین کو دیکھنے پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مردار پیڑ اب سیدھے کھڑے ہو گئے ہیں اور ان کی ننگی ٹہنیاں ایسا لگتا ہے کہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے دعا مانگ رہی ہیں"۔

ریتا تھوڑا کپکپائی۔ لیکن وہ اب بھی سُنے جارہی تھی۔ ان کی کہانیاں اسے ہمیشہ موہ لیتی تھیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ اس وقت جب جھیل بدل رہی ہوتی ہے گھر کی دیواروں کی اینٹوں کو کوئی بھی دیکھ سکتا ہے اس وقت اس میں ایک شگاف سا ظاہر ہوتا ہے۔ اور تقریباً 10 سال پہلے ایک چھوٹے بچّے کا ڈھانچہ بھی کیچڑ میں ملا تھا۔

"ہاں" بوڑھی عورت نے کہا، "بہت عجیب عجیب باتیں ہوتی ہیں یہاں۔ پھر کچھ اور بھی جلد ہونے والا ہے، میں جانتی ہوں" ایسا لگتا تھا کہ وہ بچّوں کو بھول گئی تھی کہ بچّے اس کے پاس اس مندر میں موجود ہوں۔

منو نے اچانک کہا، "اب ہمیں باہر چلنا چاہیے،" بوڑھی عورت کو مخاطب کرتے ہوئے بولا، "چاچی، اب ہم جارہے ہیں"

اس نے کچھ جواب نہیں دیا، لیکن ان کو گہری نظر سے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔
"وہ اصل میں میری چاچی نہیں ہے" منو نے وضاحت کی جیسے ہی وہ پتھروں کی تنگ سیڑھیوں پر پہنچے۔ "وہ پورے گاؤں کی ایک طرح سے چاچی ہے۔ وہ اس وقت گاؤں کی سب سے بوڑھی عورت ہے"۔
"ایسا لگا کہ وہ ہمیں زیادہ پسند نہیں کرتی" مادھو نے کہا۔ وہ اس اچانک ملاقات سے کچھ پریشان تھا۔
"اوہ، یہ کچھ ذاتی بات نہیں، منو نے انھیں یقین دلایا، "وہ اجنبیوں کو پسند نہیں کرتی بس اتنی سی بات ہے اور کچھ نہیں"۔
ایک بار پھر وہ مندر کی چھت سے ڈھکے برآمدے میں کھڑے ہوئے تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ بارش اب آس پاس کافی زور شور سے ہو رہی تھی۔ بجلی چمک رہی تھی۔ بادلوں کی گھن گرج اب بھی ان کے چاروں طرف ٹکرا رہی تھی۔ ان کو ایک دوسرے کی بات سننے کے لیے زور سے چلّانا پڑ تا تھا۔
"فکر مند نا ہو" منو نے تسلی دی، "بارش جلد ہی رُک جائے گی۔ اب بوچھاریں نہیں ختم ہوں گی"۔ تقریباً 10 منٹ کے بعد بارش ہلکی ہو گئی ہوا رُک گئی تھی۔ اب وہ آپس کی بات چیت آرام سے سُن سکتے تھے۔ رینا، منو سے مخاطب ہوئی اور کہا، "ہمیں بیرت پور کے بارے میں بتائیے"۔
"تم کیا جاننا چاہتی ہو؟" اس نے پوچھا۔
"اس جگہ کی تاریخ کے بارے میں تو تم جانتے ہی ہو کہ یہ پہلے کس طرح کا تھا۔ اور اب بھی ایسا لگتا ہے کہ یہاں پرُاسرار ماحول ہے اور ہر شخص ماضی میں ہی جھانکتا ہے اور ماضی میں بھی جیتا ہے"۔
"ہاں سیما نے یہ بات مانی"، "رینا نے صحیح کہا، یہ جگہ ابھی تک اس عظیم زلزلے سے نکل نہیں پائی ہے جب کہ یہ صدیوں پہلے واقع ہوا تھا"۔
"اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے؟" رینا نے بات جاری رکھتے ہوئے دھیرے سے کہا، "تم صحیح کہہ رہی ہو، بیرت پور اس بھیانک زلزلے کے اثرات سے کبھی نہیں نکل پائے گا جس نے اسی نام کے شہر کو نگل لیا تھا۔
"کیا تمھیں یقین ہے کہ واقعی یہاں ایک شہر آباد تھا؟" مادھو نے اسی سے پوچھا۔

"کبھی کبھی تو لگتا ہے کہ ہاں اور کبھی کبھی نہیں...... میں نہیں جانتا، "منو نے کہا۔
"جو یہاں پیدا ہوا ہے وہ یقین تو کرتا ہے کہ ہاں اس نام کا شہر آباد تھا۔ میں بیرت پور میں نہیں پیدا ہوا۔ میں اپنے والدین کے ساتھ دوسرے گاؤں میں رہتا تھا جو کہ یہاں سے بہت دور ہے۔ جب میرے والد کا دس سال پہلے انتقال ہوا، تو میری ماں یہاں بیرت پور واپس آ گئی۔ یہ ان کا میکہ تھا۔ میرے والد کی شادی کے پہلے، نند یشور ماما ان کے بھائی ہیں۔ میں انھیں کے گھر میں اب رہتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ میں یہاں پلا بڑھا نہیں ہوں۔ اس لیے میرا ذہن کھلا ہوا ہے بس میں یہ جانتا ہوں کہ اس نام کا ایک شہر یہاں غرقاب ہوا تھا لیکن میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا"۔
"بیرت پور کی کیا کہانی ہے؟" وہ کس طرح کی جگہ تھی؟" رینا نے پھر پوچھا۔
"بیرت پور" منو نے کہا، "اس زمانے میں عظیم اور شاندار شہر تھا۔ گاؤں والوں کی باتوں سے یہ تاثر ملتا ہے کہ بیرت پور ان دنوں ہستناپور کے مدمقابل تھا یا دے نگر کی طرح، یہ اس زمانے میں بڑے پر شکوہ شہر تھے"۔
"یہاں بہت منصوبے اور نقشے کے مطابق، صاف و شفاف، ہموار اور چوڑی سڑکیں تھیں۔ بڑی بڑی حویلیوں اور بنگلوں کی قطاریں اور عوام کے لیے بہترین پارک جن کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جاتی تھی اور جہاں خوبصورت پھول کھلے ہوئے تھے جو شہریوں کی آنکھوں کو بہت خوش کن لگتے تھے۔ انتظامیہ بہت ہی چست، باصلاحیت اور دیانتدار لوگوں پر مشتمل تھا"۔
"بیرت پور دولت مند شہر تھا کیوں کہ یہ سڑک کے کنارے بسا ہوا تھا جو برما یا اس کے علاوہ تھائی لینڈ، چین اور باقی ہندوستان کو جوڑتی تھی"۔
ریشمی کپڑے، ہیرے جواہرات اور مصالحہ جات کی تجارت ہمارے ملک اور باقی دنیا کے درمیان خوب چلی ہوئی تھی۔ بیرت پور، شہر کی اہمیت دن بہ دن بڑھتی گئی اور یہ کافی مشہور ہو گیا۔ اپنے دھن دولت اور اپنی کامیابی کے لیے کئی کامیاب تاجر اس سرحدی شہر میں قیام کرتے تھے۔ یہ ہی اصل بیرت پور تھا...... ایک عظیم شہر...... پھر!"
"یہی وجہ ہے کہ اس عظیم شہر کی مناسبت کی وجہ سے یہ چھوٹا سا گاؤں بیرت پور کہلاتا ہے! ہم سوچتے تھے کہ اس کے نام کا آئیڈیا کس کا مسخرہ پن تھا"۔ مادھو نے کہا۔
منو نے اپنی بات سنجیدگی سے جاری رکھی، "ان دنوں یہ مندر بالکل اسی جگہ تھا

جہاں پر ہم کھڑے ہوئے ہیں، بہت مختلف تھا جیسا کہ آج ہے۔ بلاشبہ یہ بہت بڑا تھا پہلے یہ ٹھیک یہاں تک تھا، منو نے اپنے ہاتھ سے کچھ دور ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا"۔

"اس کے علاوہ یہ پتھر کی دیواریں، قیمتی سونے اور کمخواب سے فراخدلی سے آراستہ تھیں۔ اس پر چوب کاری اور گل میخ کی گئی تھی، ہیرے جواہرات اور قیمتی پتھروں سے سجی ہوئی تھیں۔ دیویاں خود خالص سونے کے پایوں پر براجمان تھیں۔ یہ ساری چیزیں چوروں اور لٹیروں نے لوٹ لیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس وقت اس مندر کی دیویاں اپنی شان و شوکت، شاہانہ جاہ و جلال اور قیمتی ہونے کی وجہ سے دور دور تک مشہور تھیں۔"

رینا نے ان کالے اور چاروں طرف کائی لگے ہوئے پتھروں کو دیکھا۔ اس نے سوچا کہ یہ واقعی دکھی کر دینے والا واقعہ ہے کہ جاہ و جلال والا شہر اور اس کا مشہور مندر کچھ ٹوٹے ہوئے پتھروں اور کھنڈروں میں سمٹ گیا۔

"بہر حال" منو نے پھر کہا، "دیویاں بیرت پور کے لوگوں سے ناراض تھیں۔ انھوں نے غصے اور ناراضگی میں ان کو ملیا میٹ کر دیا"۔

"وہ کیوں ناراض تھیں؟" سیما نے پوچھا۔

"کیوں کہ" منو نے وضاحت کی، "شہر کے امیر تاجروں نے افیون کی تجارت شروع کر دی تھی۔ وہ اس جان لیوا منشیات کو کسی دور دراز علاقے سے لاتے تھے، اور اسے بیرت پور میں بیچتے تھے۔ تاجر برابر امیر ہوتے گئے کیوں کہ وہ افیون بہت زیادہ منافع پر بیچتے تھے لیکن بہت سارے بدقسمت انسان اس کے عادی ہو گئے جو کہ یہاں رہتے تھے اور پھر ملیا میٹ ہو گئے"۔

"ہاں افیم بہت نشہ آور ہوتی ہے، مجھے یقین ہے" راگھو نے سوچتے ہوئے کہا۔

"بہر حال" منو نے بات جاری رکھی، "دیویاں ناراض اور غصے میں تھیں۔ سب سے پہلے تو وہ ان تاجروں کے خوابوں میں نظر آئیں اور انھیں خبردار کیا کہ افیون کی تجارت ختم کر دیں یا پھر ان کی ناراضگی کا مقابلہ کریں۔ تاجروں نے اس انتباہ کو نظر انداز کر دیا۔ اس کے بعد وہ اور امیر ہوتے گئے اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ بیرت پور کے اکثر شہری افیم کی اسمگلنگ میں کسی نا کسی طرح سے ملوث ہو گئے"۔

"اور پھر ایک دن، بلا کسی انتباہ کے زلزلے نے سبھی کو لپیٹ لیا! زمین بُری طرح ہلنے لگی اور پھٹ پڑی۔ اور بیرت پور کے زیادہ تر لوگوں کو زمین نے ہڑپ کر لیا۔ پانی پھوٹ پڑا اور زمین کو پوری طرح نگل گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک خاموش جھیل نے ایک پورے شہر کو ڈھک لیا۔ جھیل کالی، انوکھی اور ریتیلی سطح کی ہے۔ اس وقت اس کی زمین کی تہہ میں کیچڑ جمی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے 'کولا بیل' کے نام سے جانتے ہیں جس کے معنی کالی جھیل کے ہوتے ہیں۔

"اور لوگ؟" مادھو نے پوچھا۔

وہ سب منو کی بات بہت غور سے سُن رہے تھے۔ یہ بدنصیب اس عظیم زلزلے میں زندہ دفن ہو گئے۔ منو کی کہانی اس عظیم زلزلے کے بارے میں جیتی جاگتی تصویر پیش کر رہی تھی۔

"زیادہ تر لوگ ختم ہو گئے۔ کچھ خاندان جو باہر تھے یا باہر کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ زلزلے کے بعد جب واپس آئے اسی جگہ پر جہاں پر ہم ہیں وہیں پر اس وقت بیرت پور بسا ہوا تھا۔ انھوں نے صرف خاموش پانی دیکھا جو کالے رنگ کا تھا اور جو لگاتار بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ کچھ عقیدت مند یہاں اپنے اپنے گھر والوں کے ساتھ پوجا کرنے آئے ہوئے تھے۔ یہ لوگ بھی بچ گئے۔ بس یہی لوگ رہ گئے تھے۔ باقی نیست و نابود ہو گئے"۔

"کتنا بھیانک زلزلہ" رینا جذباتی ہو کر چیخ پڑی۔

"بیرت پور کے موجودہ لوگوں کو انھیں کی اولادیں مانا جاتا ہے جو اس زلزلے میں بچ گئے تھے" منو نے کہنا جاری رکھا۔ "اس بات کا یقین تو میری ممی اور ماما کو بھی ہے۔"

"اور جھیل کے پانی کے بدلاؤ کے بارے میں؟" راگھو نے پوچھا، اسے اس بوڑھی عورت کے الفاظ یاد آ گئے جو مندر کے کھنڈر کے اندرونی حصے میں ملی تھی۔

"جیسا کہ میں نے کہا"، منو نے جواب دیا، "جھیل کبھی کبھی سکڑتی ہے حتیٰ کہ بارش کے موسم میں بھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کوئی تکنیکی وجہ ہو گی۔ میں نے سُنا ہے کہ 'کولا بیل' ایک تنگ و محدود سرے کے ذریعے ایک ندی سے جڑی ہے، غالباً وہ 'برہم پتر' ندی ہو گی۔ یہ بات محکمہ جنگلات کے ایک افسر نے بتائی تھی۔ جو یہاں کسی وقت آیا تھا۔"

" 'کولا بیل' اصل میں جھیل نہیں ہے، کیا ایسا ہے؟" راگھو نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ جھیل ہے۔ شاید ایک ریتیلی پٹی ہے جو ندی اور 'کولا بیل' کو اکثر جوڑتی ہے"۔ منو نے دھیمے سے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں" راگھو نے کہا۔

"بہر حال یہ ریتیلی پٹی کوئی مستقل ناکہ نہیں ہے۔ یہ کبھی کبھی ندی کے پانی سے بھر جاتی ہے۔ جب ایسا ہوتا ہے 'کولا بیل' کے پانی کا بہاؤ ندی کی طرف زیادہ ہوتا ہے، نتیجتاً جھیل سکڑنے لگتی ہے......"۔

"کیا پیچیدگی ہے!" سیما اور مادھو دونوں چیخ پڑے۔

"'کولا بیل' ایک بہت دلچسپ جھیل ہے جس سے آخر کار کل ہماری مڈ بھیڑ ہو گی" مادھو نے کہا۔

"راگھو نے پرجوش انداز میں بات جاری رکھی جہاں منو بات ختم کر چکا تھا۔ "اور جب یہ ناکہ پھر مضبوط ہو جاتا ہے۔ غالباً اس جگہ کسی طرح کی رکاوٹ آجاتی ہو گی، جیسے پانی میں پایا جانے والا بڑا پتھر یا اسی قسم کی کوئی چیز جو کہ راستے کو پاٹ دیتی ہے یا پاٹتی رہتی ہے اور پھر ناکہ اس طرح مضبوط ہو جاتا ہے۔ بہت سارا ملبہ آس پاس کی پہاڑیوں کا برہم پتر ندی کے ذریعے بہہ جاتا ہے اور یہ اس جگہ اکٹھا ہو جاتا ہے اور اس طرح ندی اور جھیل کے درمیان پشتہ بن جاتا ہے اور جھیل پھر بڑی ہو جاتی ہے۔

"بالکل ٹھیک" منو نے کہا "اور 'کولا بیل' کے پانی کی سطح اس وقت تک بڑھتی رہتی ہے جب تک پشتہ دوبارہ بہہ نہیں جاتا۔ تب جھیل کے پانی کا بہنا ندی میں مسلسل ہوتا رہتا ہے اور جھیل سکڑنے لگتی ہے"۔

بچے اس کے گرویدہ ہو گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی بچے اس عجیب و غریب واقعے کو بہت کم ہی جانتے تھے۔ راگھو نے دھیرے سے کہا، شاید بیرت پور اور جگہوں سے بہت دور ہے اس لیے اس واقع کے بارے میں بہت کم لوگ ہی جانتے ہیں"۔

"اس کے علاوہ یہاں پہاڑیاں اور گھنے جنگل آس پاس ہیں۔ یہ گاؤں والوں کے لیے تقریباً ناممکن ہے کہ وہ یہاں وہاں جائیں اور یہ معلوم کریں کہ 'کولا بیل' ندی میں کہاں ملتی ہے۔ بہر صورت جیسا کہ تم جانتے ہو کہ لوگ یہاں ڈرے ہوئے ہیں اس لیے جان جوکھوں کام کا بیڑا نہیں اُٹھاتے" منو نے کہا۔

مادھو باہر گیا اور اپنی ہتھیلیوں کو پھیلایا۔ "بارش رُک گئی ہے" وہ چلایا۔ اب آجاؤ،

گھر چلیں! ممّی فکر مند ہوں گی۔ اس کے علاوہ......"

"مجھے بھوک لگی ہے"، راگھو، سیما اور رینا ایک ساتھ بولے۔ انھوں نے مادھو کے ادھورے جملے کو پورا کیا۔

"ہوں!" مادھو نے اپنا مذاق اُڑانے پر غصّے میں کہا۔ "مجھے پیٹو کا الزام دیا جاتا ہے لیکن میں نے تم لوگوں کو کبھی کھانے کے ساتھ رعایت کرتے نہیں دیکھا!"

وہ سبھی ہنستے ہوئے، مندر سے جلد ہی ملائم، بھیگی ہوئی زمین پر آگئے۔ پتھروں پر یہاں پھسلن تھی۔ وہ بہت احتیاط سے چلتے رہے۔

آسمان حالاں کہ بادلوں سے گھرا ہوا تھا لیکن دھلا ہوا اور صاف لگ رہا تھا۔ راستے پر البتہ پتّوں کے ڈھیر جمع ہو گئے تھے۔ پیڑوں کی چھوٹی بڑی ٹہنیاں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ کچھ بڑی ٹہنیوں نے راستے جام کر رکھا تھا جسے وہ ہٹاتے ہوئے راستہ بناتے ہوئے ایک قطار میں چل رہے تھے۔ اچانک راستے کے موڑ پر، راگھو رُک گیا۔ وہ چوں کہ ایک چھوٹے موٹے جلوس کی قیادت کر رہا تھا اس لیے دوسرے بھی اچانک رُک گئے۔

"کیا غلط ہے؟" مادھو نے اپنی گردن راگھو کے لمبے کندھے پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ بڑا عجیب معاملہ ہے" راگھو بڑبڑایا اور راستے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، "دیکھو!"

دوسرے بھی راگھو کے پاس اکٹھا ہو گئے اور دیکھنے لگے۔ ایک نئی جیپ اس تنگ سڑک پر کھڑی ہوئی تھی۔ ہر ایک کو تعجب ہوا، گاڑیاں تو بیرت پور کبھی کبھار ہی دکھائی پڑتی تھیں۔ بچّوں نے تو ابھی تک بیرت پور میں کوئی گاڑی نہیں دیکھی تھی۔

"یہ جیپ یقیناً یہاں نہیں تھی جب ہم اس راستے سے آئے تھے" مادھو نے کہا۔

"یہ کچھ صاف طور پر ظاہر کر رہی ہے، کیا ایسا نہیں ہے؟" اس کی جڑواں بہن نے شوخی سے کہا۔ وہ راستے پر پھر چلنے لگے۔

دو لمبے اور اچھے قد و کاٹھی کے نوجوان جیپ کے پاس کھڑے تھے۔ دونوں سادی سی پینٹ اور سوبر رنگ کی عجیب سی شرٹ پہنے ہوئے تھے۔ جیسے ہی وہ ان کے پاس سے گذرے۔ راگھو کو پتا چلا کہ اس میں ایک کی داہنی بھوں کے اوپر کسی حد تک بڑا داغ تھا۔ انھوں نے جیپ سے آتی ہوئی موسیقی سُنی۔ وہ دونوں آدمی اس میوزک کو سننے میں منہمک تھے۔

اس چھوٹے سے جلوس نے راستے کو چھوڑ دیا تھا اور جھاڑیوں کے درمیان سے چلنے لگے تاکہ جیپ جو کہ راستے کے درمیان دائیں طرف کھڑی تھی، اس کے پیچھے ہو کر چلیں۔

گاڑی اور اس کی سواریوں کے پاس سے گذرنے کے بعد، منو نے تبصرہ کیا، "کچھ اور لوگ بھی باہر سے آئے ہوئے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ بیرت پور آجکل سیاحت کا مرکز ہوتا جا رہا ہے؟"

ممّی ان کا بہت بے صبری اور بے چینی سے انتظار کر رہی تھیں۔ وہ انسپکشن بنگلے کے برآمدے میں کھڑی ہوئی اسی راستے کی طرف دیکھے جا رہی تھیں جدھر سے بچے گئے تھے۔

"مجھے گھبراہٹ شروع ہو گئی تھی؟" انھوں نے کہا جب بچے کھٹ پٹ کرتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ رہے تھے۔ "تم لوگوں نے شاید بارش سے بچنے کے لیے کہیں پناہ لی تھیں۔ میں تمھیں سوکھا دیکھ رہی ہوں"۔

بچّوں نے مندر کے بارے میں تفصیل بتائی اور اس بوڑھی عورت کا بھی ذکر کیا جو مندر کی اندرونی حصّے میں ملی تھی۔

"وہ یقیناً ایک دلچسپ کردار لگتی ہے" ممّی نے کہا۔ "شاید میں بھی مندر کی زیارت کروں انھیں دنوں میں۔ دیویاں اور ساتھ ہی ساتھ اس بوڑھی عورت سے بھی ملوں گی!"

"میں کل پھر آؤں گا" منو نے کہا۔ اگر موسم صاف رہا تو شاید ہم کشتی کی سیر کے لیے جائیں گے۔

"تم ابھی مت جاؤ، منو" ممّی نے کہا "ہمارے ساتھ ٹھہرو اور دوپہر کا کھانا کھا کر جانا"۔

"اوہ، لیکن.......... منو نے احتجاج کیا۔

"ہاں، ہاں تم ضرور رکو چاروں بچّوں نے پرُشور مطالبہ کیا"

"تم اپنے ماموں کے بنائے ہوئے کھانوں کا ذائقہ تو لو مادھو نے کہا۔

"منو ہنسا اور راضی ہو گیا"۔

لنچ میں ہر بار کی طرح دل کھول کر کھانے پینے کا معاملہ تھا ویسے بھی بچّوں کے گھومنے پھرنے سے ان کی بھوک جاگ اُٹھی تھی۔ وہ جذباتی انداز میں بات کرتے ہوئے کھانا کھا رہے تھے اور ممّی کو بندروں کی عجیب عجیب حرکتوں کے بارے میں بتا رہے تھے جو انھوں نے صبح دیکھا تھا۔



"ان کا ہاؤ بھاؤ، تقریباً انسانوں کی طرح ہے اور پشم سونے کی طرح تھا" سیما نے کہا۔
"ایسا لگتا ہے کہ تم سنہرے لنگور کی بات کر رہی ہو" ممّی کا تجزیہ تھا۔
"یہ کمیاب قسم کے لنگور ہیں جو کہ ہمالیہ کے سلسلہ کوہ کے ان جنگلوں میں پائے جاتے ہیں۔ لوگوں کو دسیوں سال پہلے اس نسل کے بندروں کی موجودگی کا پتا چلا تھا۔ تم لوگ خوش قسمت ہو جو ان بندروں کو دیکھ سکے"۔
راگھو انجان سا، کھانے کے دوران بالکل خاموش رہا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر حاضر نہیں ہے۔ اس نے یہاں تک کہ دوبارہ دہی لینے سے بھی منع کر دیا جب کہ اسے دہی بہت زیادہ پسند تھی، یہ غیر معمولی بات تھی۔ دوپہر کے بعد جب کہ منو چلا گیا تھا۔ بچے لڑکوں کے کمرے میں بیٹھے راگھو کے ٹو۔ان۔ون پر کچھ کیسٹیں سُن رہے تھے۔
"راگھو تم ٹھیک نہیں محسوس کر رہے ہو؟" سیما نے پوچھا۔
اسے جب یہ محسوس ہوا کہ اس کا بڑا بھائی کچھ خاموش سا ہے اور کچھ سوچوں میں ڈوبا ہوا ہے۔
"ہوں، میں مزے میں ہوں فکر نا کرو" راگھو نے جواب دیا۔ "صرف.........."
"کیا؟" سبھی نے پوچھا۔
"تمہیں یاد ہے ان دو آدمیوں کو جنھیں ہم نے صبح کو دیکھا تھا"؟ راگھو نے دھیمے لہجے میں کہا۔
"وہی جیپسی کے پاس والا؟" مادھو نے پوچھا، "ان کے بارے میں کیا ہوا؟"
"کیا تم نے دھیان نہیں دیا کہ دونوں اجنبیوں نے گاڑی جنگل کے بیچ میں کھڑی کی تھی جب کہ طوفان سبھی کی درگت بنا رہا تھا؟" راگھو نے پوچھا اور جواب کے لیے ہر ایک کو دیکھنے لگا۔
سیما نے دھیرے سے سر ہلایا۔ "ہاں منطقی بات تو یہی ہے کہ اس کو یا تو مندر میں پناہ لینی چاہیے تھی یا پھر اس کمپاؤنڈ کے دفتروں میں"
"اس کے علاوہ" راگھو بات جاری رکھتے ہوئے کہا، کیا تم لوگوں میں سے کسی نے جیپسی کے اندر مشینری دیکھی ہے"۔

"صرف ایک جھلک" مادھو نے کہا۔ سبھی نے سر ہلایا۔ اگر مجھے اچھی طرح یاد ہے تو ہم نے وہ راستے چھوڑ دیا تھا اور ہم چلنے میں مصروف تھے"۔

"میں نے کسی طرح چوری سے دیکھ لیا تھا" راگھو نے کہا، اس کی آنکھیں یکایک اشتعال میں چمکنے لگیں۔ "یہ بہت ہی پیچیدہ قسم کے سازوسامان تھے جو کہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس جیپ میں بہت سارے گول بٹن اور چیزیں بھی تھیں اور کچھ ایسی تھیں جو چھوٹے اسکرین کی طرح لگ رہی تھیں"۔

سبھی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ مادھو نے اپنے خیالات کو لفظوں میں ڈھالا اور جوش میں اپنے بالوں میں انگلیاں گھمانے لگا۔ "سوال یہ ہے کہ وہ پیچیدہ ساز وسامان کیا کر رہے ہیں، بیرت پور میں، اس جگہ پر؟"

"کیا تم نے وہ میوزک سُنی تھی؟ جو جیپ کے اندر چل رہی تھی" راگھو نے بات جاری رکھی۔

"ہاں" سیما نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ بہت اچھی میوزک تھی۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوتا اگر میں وہاں کھڑے ہو کر کچھ دیر تک اسے سُنتی لیکن وہ لوگ، کچھ اپنے جیسے لوگ نہیں لگ رہے تھے اور ممّی بھی یہاں فکر مند تھیں اور انتظار کر رہی تھیں"۔

راگھو نے ہانک لگائی، "میں نے وہ میوزک پہچان لیا!"

"پہچان لیا، کیا مطلب ہے تمہارا؟" رینا نے کہا۔

"یہ کسی حد تک غیر معمولی میوزک تھی، شاندار، پر لطف، زندہ دل فوجی دُھن کا ایک حصّہ، میں نے اسے صرف ایک بار سُنا ہے" راگھو نے کہا۔

"کہاں؟" مادھو نے پوچھا۔

"یہاں بیرت پور میں۔ تم نے بھی اسے سُنا ہے"۔ راگھو نے اپنے بھائی کو بتایا، "کیا تمہیں یاد نہیں ہے؟ مجھے تو پورا یقین ہے کہ یہ وہی میوزک تھی جو ہم نے ریڈیو انقلاب پر سُنی تھی! یہ ان کے پہچان کی دُھن تھی"۔

"مجھے یقین ہے کہ تم بالکل صحیح کہہ رہے ہو" مادھو نے دھیرے سے کہا۔ وہ اپنے بھائی کو ستائشی نظروں سے دیکھ رہا تھا، جس کے اندر مشاہدہ کرنے کی بھرپور صلاحیت تھی، "ہاں تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو"۔ اور منو نے تصدیق کر دی تھی کہ یہ لوگ اس جگہ بالکل اجنبی ہیں" سیما بولی، "ہاں ساری بات عجیب ہے، سچ مچ بالکل عجیب؟

''ہمیں سائیکیا انکل کو بتانا چاہیے جتنی جلدی ممکن ہو سکے'' رینا نے کہا۔ ''انھوں نے بتایا تھا کہ اگر کوئی غیر معمولی بات نظر آئے تو انھیں مطلع کریں''۔

''ہاں! لیکن انھیں اس جنگل میں کیسے ڈھونڈیں؟'' راگھو نے کہا۔

''ہمیں ان کا انتظار کرنا چاہیے جب تک وہ پھر نہ آجائیں۔ اسی درمیان ہمیں اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھنے چاہیے۔ مادھو نے اس کی اہمیت دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا، تو تم ''ریڈیو انقلاب کے پیچان کی دُھن کو نہیں معلوم کر سکتے مجھے افسوس ہے کہ تمہارے کان کے استعمال کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ یہ بدقسمتی ہے اگر استعمال کرو کیوں کہ سارا سوال تو دماغ کا ہے نا!......اس کی جڑواں بہن نے گستاخی سے کہا اور ہنستے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔ ناراض مادھو کو تپتے ہوئے چھوڑ کر اور مادھو اس کے پیچھے بھاگا۔

کولا بیل

رات کو ایک بار پھر زور دار بارش ہوئی۔ بچّے اپنے آرام دہ کمروں میں مچھر دانی لگائے ہوئے، لیٹے ہوئے تھے اور طوفانی آوازوں کو سنتے رہے۔ ہوا میں جنگل کے پیڑوں کے ذریعے سیٹی بجا رہی تھیں۔ بارش کی گھن گرج کی آواز کے ساتھ ساتھ بھاری طریقے سے پانی گرنے کی آواز بھی مل کر ایک عجیب سی آواز پیدا کر رہی تھی۔ کبھی کبھی بجلی چمکنے سے آسمان چمک سا اُٹھتا تھا۔ کھڑکی سے سیما دیکھ رہی تھی کہ اونچے اونچے پیڑ اس طوفان میں جھول رہے تھے، ایسا لگ رہا تھا کہ وہ بے چینی سمندروں کی لہریں ہوں۔

''مجھے اُمّید ہے کہ ڈیڈی، جہاں بھی ہوں گے خیریت سے ہوں گے، سیما نے سوچا جلد ہی وہ گہری نیند کے آغوش میں چلی گئی۔

اگلی صبح چمکیلی دھوپ کھلی ہوئی تھی۔ اگر چہ بنگلہ کے باہر کی زمین پر گری ہوئی پتیاں اور کچھ چھوٹی ٹوٹی ہوئی ٹہنیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ پیڑ پر پتیاں سورج کی روشنی میں چمک رہی تھیں۔ چمکدار نیلا آسمان بھی صاف و شفاف لگ رہا تھا۔ مادھو کے الفاظ میں ایسا لگ رہا تھا جیسے کہ کسی نئے واشنگ پاؤڈر سے T.V. کے اشتہار کے لیے دھل دیا گیا ہو۔ زمین پر گھاس ہلکی ہلکی نمی کے ساتھ ایسا لگ رہی تھی جیسے ہرے رنگ کی قالین بچھا دی گئی ہو۔ پیڑوں پر چڑیاں گا نا گا رہی تھیں۔

"کتنا پیارا دن" رینا نے چڑیوں کے ساتھ گایا۔
وہ برآمدے کی ریلنگ سے جھکی ہوئی تھی۔ اس کی لمبی چوٹیاں مارے خوشی کے اِدھر اُدھر ہل جل رہی تھیں۔
"پیارا دن، پیارا دن!" مادھو نے بھی اپنے پنچم سروں میں آواز ملائی۔
"مادھو، تم گاتے بھی ہو؟" سیما نے مزاحیہ انداز میں پوچھا۔ اس نے ہاتھوں سے اپنے کان بند کر لیے۔ "ہم تو تمہاری آواز سُن لیں گے لیکن جنگل کی بے چاری غریب چڑیاں اور جانور نہیں سُن سکیں گے۔ تم انھیں ہر طرح سے خوف زدہ کر دو گے"۔
سبھی ہنس پڑے، مادھو بھی سادگی سے اس میں شامل ہو گیا۔ اس کے گانے اور اس کی آواز میں کنٹھ پھوٹ رہا تھا (کبھی باریک، کبھی موٹی آواز نکلنا) اور یہ آواز اس کول اور گھر میں مذاق کا موضوع بن گئی تھی لیکن وہ اس سلسلے میں اپنے دوستوں اور گھر والوں کی چھیڑ چھاڑ کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔
راگھو دوربین سے جنگل کو دیکھ رہا تھا۔ اسے اُمّید تھی کہ وہ ان چڑیوں کو دیکھ پائے گا جو گانا گا رہی تھیں۔
"دیکھو، دیکھو وہ لال سر والی چڑیا؟" اس نے سیما سے کہا دوربین اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے۔ "یہ کالے اور سفید رنگ کے جسم کی ہے اور کلغی، مجھے حیرت ہے کہ یہ کون سی چڑیا ہے۔ یہ یقیناً لوگوں کا دھیان اپنی طرف کھینچنے کے لائق ہے"۔
"شاید منو اسی بارے میں کچھ بتا سکے" مادھو نے کہا۔
"مجھے اُمّید ہے کہ وہ آج فارغ ہو گا"۔ راگھو نے کہا، آج کشتی کی سیر کے لیے مناسب دن ہے"۔
انھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تھی، انھوں نے جیسے ہی ناشتہ ختم کیا، منو، پہنچ گیا۔
"تم بالکل محتاط رہو گے، ہے نا!" جب ممّی نے انھیں تیار ہوتے دیکھا۔
"دیر مت کرنا......تم جانتے ہو کہ میں کتنا پریشان ہو جاتی ہوں"۔
"ہم جلد ہی واپس آ جائیں گے، ممّی،" راگھو نے یقین دلایا۔
"اور کشتی پر زیادہ کودنا پھاندنا نہیں کیوں کہ یہ اُلٹ جائے گی!" انھوں نے کہا۔

"ممّی" سیما نے احتجاج کیا۔ "ہم سبھی جانتے ہیں کہ کیسے تیرنا چاہیے! کیا آپ بھول گئیں جب ہم نے تیراکی کے مقابلے میں میڈل جیتا تھا پچھلے سال۔

"آپ پریشان نا ہوں، ماہی (چاچی)"، منو نے یقین دہانی کراتے ہوئے کہا۔ "میں سبھی کو جلد ہی واپس گھر لے آؤں گا۔ ہم آج زیادہ دور تک نہیں جائیں گے"۔

راگھو نے دوربین اپنی گردن پر لٹکالی۔ "یہ چڑیوں کو دیکھنے اور مشاہدہ کرنے میں مددگار ہوگی"۔ اس نے منو کو بتایا۔

"کیا تمہارا خیال ہے کہ مجھے ٹو۔ان۔ون، بھی لے لینا چاہیے؟" اس نے پوچھا۔ "ہم جھیل پر میوزک بھی سُن سکتے ہیں"۔

"آج نہیں" رینا نے حکمت عملی سے کہا۔ "ہمیں چڑیوں کو سننا چاہیے تاکہ تمھاری کیسٹوں کو"۔

نندیشور کچن سے آیا۔ اس کے کالے بال پسینے سے بھیگے ہوئے تھے۔ اس کے ہاتھ میں بڑی سی ٹوکری تھی جو کہ صاف اور سفید کپڑوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔

"یہ کیا ہے؟" رینا نے تعجب کیا۔

"واؤ، یہ بھاری ہے"! مادھو بڑبڑایا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں ٹوکری لے لی تھی۔ اور بناوٹی طور پر ڈگمگایا۔

"ہم نے کچھ کھانا تم لوگوں کے لیے باندھ دیا ہے" نندیشور نے وضاحت کی "تم لوگ 'کولا ہیل' پکنک کی طرح جارہے ہو!"

"پکنک" بچے ایک ساتھ خوشی خوشی بولے۔

"ہر ایک چیز مکمل ہونی چاہیے، ہم یہ جانتے ہیں" راگھو نے کہا، شکریہ نندیشورا!"

وہ جلد ہی گاؤں جانے والے راستے پر ہو لیے جو کہ جنگل کی طرف جاتا تھا۔ وہ باری باری بھاری پکنک کی ٹوکری کو لیے ہوئے چل رہے تھے۔ وہ جیسے ہی بازار ہو کر گذرے۔ مادھو نے دیکھا کہ وہی مشکوک مٹھائی والا، خوش ہو کر ہاتھ ہلا کر ان کو اشارہ کر رہا تھا۔ "آؤ اور میری مٹھائی خریدو، بیرت پور کی سب سے اچھی مٹھائی" وہ چلّایا اپنی گلابی اور ہرے رنگ کی مٹھائی جو کہ (Cubes) کیوب کی شکل میں تھی اس کو دکھاتے ہوئے۔ یہ مٹھائیاں شیشے لگے ہوئے بکس میں رکھی ہوئی تھیں۔

مادھو نے اپنا سر ہلایا، وہ اب بھی مشکوک لگ رہا تھا۔

"لیکن جھیل کا پانی بڑھ گیا ہے" سیما نے ہانک لگائی جیسے ہی وہ پیڑوں کے گھیرے سے نکلے اور جھیل کے کنارے پہنچے۔ "آج اس کی چوڑائی کچھ زیادہ ہے"۔

"یہ سچ تھا۔ وہ جب دو دن پہلے 'کولا بیل' آئے تھے تو اس کا پانی جنگل کے کنارے سے کچھ دوری پر بھرا ہوا تھا۔ انھوں نے جھیل تک پہنچنے کے لیے کیچڑ بھری ایک پٹی پار کی۔ آج پانی بہر حال تقریباً جنگل کے تنوں کو چھو رہا تھا۔ اگرچہ وہاں ساری چیزیں چمک سی رہی تھیں لیکن جھیل کا پانی اب بھی دُھندلا اور اُداس سا تھا۔

مادھو نے سیما سے اتفاق کیا۔ "ہاں" اس نے کہا، "پچھلی رات بارش نے جھیل کے پانی کو کافی بھر دیا"۔

"تمہاری کشتی کہاں ہے" راگھو نے پوچھا۔ منو نے ایک چھوٹی سی کشتی کی طرف اشارہ کیا جو کہ کچھ دوری پر ایک پیڑ سے بندھی ہوئی تھی۔ "یہ ہے وہ" اس نے فخریہ کہا۔

وہ کشتی کی طرف بڑھے۔ "میں صبح یہاں آیا تھا اور اس کو ادھر کنارے کی طرف لے آیا تاکہ تمھیں اس پر چڑھنے میں آسانی ہو ورنہ اس کو دور کنارے باندھتا" منو نے کہا۔

"یہ چھوٹی دیسی ناؤ تھی۔ منو کو اس پر بہت گمان تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ بڑے پیڑوں کے تنوں کو کھوکھلا کر کے بنائی گئی تھیں۔ ناؤ کے دونوں کنارے مُڑے ہوئے تھے۔ ناؤ پر بنچیں بیٹھنے کے لیے چاروں طرف ہیں جو کہ بہت صاف ستھری دکھ رہی تھیں۔

"کتنی شاندار ناؤ ہے" سیما چیخی۔

سفید رنگ کی ہوئی آسامی زبان میں ناؤ کے ایک سرے پر 'راج ہنسی' لکھا ہوا تھا۔ دوسرے پر شوخ سی لگنے والی، چمکدار پیلے رنگ میں 'چونچ' پینٹ کی ہوئی تھی۔

'راج ہنسی' رینا نے کہا، "کیا پیارا نام ہے! ہاں تمہاری ناؤ ایسی ہی خوبصورت ہے جیسا کہ 'ہنس'۔

سبھی نے اس سے اتفاق کیا۔ انھوں نے نام پسند کیا۔ منو کی یہ خوبصورت چھوٹی سی ناؤ کے لیے یہ بہت مناسب نام تھا، اس کو کھینچتے ہوئے اور نیچے پانی کے کنارے تک لے گئے۔ یہ واقعی ایک چھوٹا سا ہنس تھا جو جھیل میں جانے کے لیے بے چین تھا۔

منو فخر محسوس کر رہا تھا لیکن اس کو ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس نے ناؤ پانی میں ڈال دی اور رسّی سے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تاکہ سبھی لوگ احتیاط سے اس پر چڑھ جائیں۔

مادھو نے نند کشور کی دی ہوئی پکنک کی ٹوکری سب سے درمیانی بینچ کے مرکز میں رکھی۔ اس کے بعد اس پر چڑھا جس کی وجہ سے 'راج ہنس' کچھ انچ پانی میں ڈوب گیا۔

''ہمیں اس طرح بیٹھنا ہے کہ ہمارا وزن کشتی میں متوازن رہے'' منو نے کہا۔ میں وہاں رہوں گا اسی طرح راگھو تم مخالف سرے پر بیٹھو۔ رینا بھونتی (بہن) تمہارے برابر میں بیٹھ سکتی ہے کیوں کہ وہ ہلکی ہے۔ مادھو اور سیما بھونتی کے لیے......''۔

''اچھا تو میں ٹوکری کے پاس بیٹھوں گا، شکریہ!'' مادھو نے سنجیدگی سے کہا۔ ''میں سیما کے مقابلے میں ٹوکری کو ترجیح دوں گا''۔

جلد ہی سب تیار ہو گئے۔ منو نے رسی کھول دی اور چڑھ گیا۔ سبھی آرام سے بیٹھ گئے۔ اس نے چپو لے لیا۔ ایک چپو سے وہ اندرونی پانی کی سطح کو ڈھکیلتا اور تبھی دونوں چپوؤں کو پانی میں ڈبو کر نکال لیتا تھا اور اس طرح کشتی شروع کر دی۔ 'راج ہنس' جھیل کے بیچ میں بڑھتا رہا، ہچکولوں بغیر بڑے آرام سے یہ ناؤ چلنے لگی۔

وہ بہر حال بوٹنگ وغیرہ سے فارغ ہو گئے اور بچّوں نے اس میں بھی لطف اُٹھایا۔ ناؤ رواں دواں چل رہی تھی۔ منو نے ان کو بیرت پور کے کافی باہر سیر کرائی۔ جلد ہی ان کے پیچھے پیڑوں کی نشیبی قطاریں اس بات کی نشاندہی کر رہی تھیں کہ ساحل کہاں پر ہے۔ اور آگے 'کولا بیل' کا وسیع، دھندلا، چہرہ تھا۔ بہر حال بچّے ان ڈراؤنی کہانیوں کو اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دے رہے تھے جو انھوں نے سُن رکھی تھیں اور ان سُنی ہوں کہانیوں کی وجہ سے ان کی بوٹنگ میں کوئی خلل نہیں پڑا۔

''اِدھر ان چڑیوں کو دیکھو'' رینا نے ایک جھنڈ کی طرف اشارہ کیا۔ جو کہ بالکل 'V' شکل میں اُڑ رہی تھیں، ''راگھو مجھے دوربین دو میں انھیں قاعدے سے دیکھنا چاہتی ہوں۔ وہ جنگلی بطخوں کی طرف سے گذرے جو کہ جھیل میں تیر رہی تھیں۔ منو نے اپنے چپو کو اس طرح چلایا کہ 'راج ہنس' بطخوں کے ساتھ ساتھ بہتا رہے۔ وہ بطخوں کو جھیل میں تیرتے ہوئے دیکھتے رہے بطخ کبھی کبھی اپنا نچلا حصّہ ہوا میں اور گردنیں کچھ منٹ تک پانی کی تہہ میں گھسا کر چارہ تلاش کرتے اس کے بعد وہ فاتح کی طرح بر آمد ہوتیں اپنے منھ میں کھانے کا لقمہ لیے ہوئے۔

انھوں نے بہت ساری چڑیوں کا شور سُنا جو کہ کچھ کھانے کی تلاش میں جھیل میں

پہیے دار شکلیں بنالیتیں۔ ان میں سے ایک اچانک پتھر کی طرح ڈوبی اور ایک منٹ کے بعد بَل کھاتی ہوئی اپنی چونچ میں چاندی جیسی کسی چیز کا لقمہ لیے ہوئے نمودار ہوئی۔

"اچھا تو اس نے مچھلی پکڑ رکھی ہے!" سیما ہلکی سی چیخی۔ وہ چوں کہ پھسپھسار ہے تھے اس لیے آس پاس کے حیوانی نظام حیات میں کوئی خلل نہیں پڑ رہا تھا۔ "اس نے اوپر سے ہی مچھلی دیکھی ہوگی! اس کی نظر بہت تیز ہے، ہے نا!"

"ہاں ان کو آنکھ کے چشمے کی ضرورت نہیں پڑتی" مادھو نے اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے اپنے انداز میں کہا۔ وہ 'راج ہنس' کے کنارے کالے پانی کو غور سے جائزہ لے رہا تھا۔ مچھلیوں کا ایک غول جو کہ اتنی ہی بڑی تھیں جتنی اس کی چھوٹی انگلیاں، تیرتی ہوئی ناؤ کے ساتھ ساتھ تیر رہی تھیں۔ ذرا ان مچھلیوں کو دیکھو!" اس نے کہا۔

"چوں کہ کچھ ہی لوگ 'کولا بیل' مچھلی پکڑنے آتے ہیں" منو نے کہا، "چڑیاں اور ساتھ ہی ساتھ مچھلیاں بھی انسانوں سے نہیں ڈرتیں۔ "مادھو، کیا تم ان کو پکنک کی ٹوکری سے کچھ کھانے کے لیے دے سکتے ہو" اس نے بات جاری رکھی، چمکتی آنکھوں اور مسکراہٹ کے ساتھ۔ "ہم کچھ عجیب و غریب چیزیں دیکھیں گے"۔

کچھ ہچکچاہٹ کے دکھانے کے بعد مادھو نے ٹوکری کھولی۔ اس نے ٹوکری میں الٹا پلٹا اس کو ٹوکری کے کونے میں مرغ کے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ایک پوٹلی میں ملے۔

اوہ، نندیشور نے ہر چیز کے بارے میں سوچا" اس نے مصنوعی طور پر راحت کی سانس لیتے ہوئے کہا اور اس پوٹلی کو نکالا۔ "کیا ہم اپنی پکنک میں مچھلیوں اور پرندوں کو نہیں شامل کر سکتے ہیں؟"

انھوں نے مٹھی بھر ٹکڑے لیے اور انھیں پانی میں پھینکا۔ مچھلیاں فوراً چوکنی ہو گئیں۔ وہ تیزی سے لپکیں اور نوالے پر جھپٹا مارا۔ بچّوں نے دیکھا کہ مچھلیاں بڑی بے رحمی سے ایک دوسرے کو دھکا دیتی ہوئی بلکہ ایک کے اوپر ایک کھانا حاصل کرنے کی شدید خواہش کے تحت، چڑھ رہی تھیں۔ بچے یہ دیکھ کر منھ دبائے مسکراتے رہے۔

ان مچھلیوں کا کھانے کا آداب وطریقہ کچھ شائستہ بنانے کی ضرورت ہے راگھو انھیں دیکھتے ہوئے ہنس پڑا۔

"ہاں وہ یاد دلاتی ہیں اس بونے کھانے کا جہاں ہم ایک بار، ایک شاندار ہوٹل میں گئے تھے" مادھو نے کہا، "یاد ہے؟ جہاں سب کچھ ایک سو پچاس روپے میں کھا سکتے ہو، یہ بتایا گیا تھا۔ مجھے بھی بڑی مشکل ہوئی تھی ان موٹی عورتوں کے پاس سے گذرنے میں جنھوں نے ڈرائنگ روم میں بھگدڑ مچا رکھی تھی"۔

اسی بیچ، بہت ساری بڑی مچھلیاں آگئیں یہ دیکھنے کے لیے یہاں کیا شور ہے، کیا اشتعال انگیزی ہے، کیا ہلچل ہے، کس بارے میں اتنا جوش ہے پہلے والے غول نے ان بڑی مچھلیوں کو راستے دے دیا۔ یہ بڑی مچھلیاں چاروں طرف شاہانہ انداز میں پھیل گئیں۔ اپنے چوڑے جبڑوں کو فوراً کھول لیتیں جیسے ہی چکن کے ٹکڑے تیرنے لگتے۔

یہ کیا غنڈہ گردی ہے" زینا نے برہمی سے کہا۔ "وہ چھوٹوں کو دھکا دے دیتی ہیں اور ناشتہ پر خود ہی جھپٹ پڑتیں۔ ٹھیک ہے اب میں تمھیں کچھ نہیں دوں گی۔ اس نے ٹکڑے گرانے روک دیے۔

"ان کو یہ سب کھلاتا ہوا دیکھنے سے مجھے بھوک لگ رہی ہے" راگھو نے کہا "آؤ اب ہم اپنی پکنک منائیں"۔

"ہاں چلو شروع کریں" سیما نے کہا۔ "ہم ٹھیک اس جھیل کے درمیان اپنی پکنک منائیں۔ کیا اچھی تفریح ہے!"

"محتاط رہو اور ناؤ پر زیادہ بوجھ نہ ڈالو" مادھو نے ٹوکری کھولی اور کھانا تقسیم کیا۔ نندیشور نے کیلے کے پتوں پر کھانا پیک کیا تھا اس نے پانچ پلیٹیں ایک خاص پودے کے پتّوں سے بنا کر دیے تھے۔ آم اور املی کے اچار کی پڑیا دیکھ کر سبھی ساتھیوں کے منھ میں پانی آنے لگا۔

"شاندار" اس نے اپنی انگلیوں سے آخری لقمہ لیتے ہوئے زبان پھیری "انتظار کرو اور بھی کچھ ہے"، مادھو نے کہا، جس کا سر ایک بار پھر ٹوکری میں گھسا ہوا تھا۔ وہ ایک بطخ کی طرح لگ رہا تھا جو اپنی گردن پانی میں اندر گھسا لیتی ہے۔ وہ اپنے ہاتھوں میں آم لیے ہوئے نکلا۔ "ہر ایک کے لیے ایک ایک آم ہے اور ایک چاقو بھی ہے اس کو کاٹنے کے لیے۔ واقعی منو!" اس نے مودّبانہ انداز میں کہا، تمھارے ماموں نندیشور بہت تیزی سے میرے پسندیدہ شخص بنتے جا رہے ہیں؟

آخرکار انھوں نے کھانا ختم کیا اور اطمینان سے 'کولا بیل' میں تیرتی ہوئی ناؤ سے

چاروں طرف دیکھنے لگے۔ بنا بادلوں کے نیلا آسمان اور دور دور تک پھیلا ہوا پانی کا واقعی بہت پر سکون اور خوبصورت منظر تھا۔ یہ سوچنا بڑا عجیب سا لگتا ہے کہ اس پانی کے نیچے پورا شہر دفن راگھو بڑبڑایا اُفق (جہاں زمین و آسمان ملتے ہوئے دکھتے ہیں) کی طرف دیکھتے ہوئے۔

رینا جو اپنا ہاتھ پانی میں ہلا رہی تھی، جلدی سے نکال لیا۔

"اگر یہاں ایک بڑا شہر جھیل کے نیچے نہ بھی ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ بہت سے گاؤں یہاں ضرور دفن ہوئے ہیں جیسا کہ سائیکیا انکل بتا رہے تھے"۔

"اوہ، ہم اس کے بارے میں نہ بات کریں" سیما نے کہا۔ "یہ جھیل کتنی گہری ہے،" اس نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"کچھ جگہوں پر گہری اور کچھ جگہوں پر اُتھلی" منو نے جواب دیا۔ اور جہاں تک گہرا ہونے کا سوال ہے وہ یہ ہے...... "اس نے بڑی احتیاط سے ایک لمبا بانس نکالا جو کہ ناؤ کے بیچ میں سیٹوں کے نیچے پڑا ہوا تھا جس پر کسی نے غور نہیں کیا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" راگھو نے پوچھا۔

"یہ مختلف وقتوں کے لیے بہت کچھ ہو سکتا ہے، جیسی ضرورت ہو اسی بنیاد پر۔ میں اسے 'راج ہنس' کو کنارے کی طرف لے جانے کے لیے ڈھکیلتا ہوں یا جھیل میں وہاں استعمال کرتا ہوں جہاں پر پانی اتھلا ہو۔ یہ وہ چیز بھی ہے جس کو گہرائی کا پتا لگانے والا کہہ سکتے ہیں۔ جب میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ جھیل کتنی گہری ہے، کسی خاص جگہ پر"۔

منو نے دھیرے سے بڑا بانس پانی میں ڈالا۔ یہ پانی میں پھسل جاتا اگر منو چوکنا نہ رہتا۔ اس نے بانس کے آخری سرے کو مضبوطی سے پکڑا۔

"یہ جھیل اس جگہ اس بانس سے زیادہ گہری ہے" منو نے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کم از کم تین یا ساڑھے تین میٹر گہری ہے" راگھو نے کہا۔ اس نے بانس کو پانی سے نکالنے میں منو کی مدد کی۔ ایک ساتھ انھوں نے اس کو ناؤ کی سطح پر دوبارہ کھینچ لیا۔ "یہ اچھا ہوا کہ کسی کے سر میں نہیں لگی"۔

راگھو نے افق کی طرف بڑے دھیان اور ناگواری سے دیکھا۔ "ذرا دوربین مجھے دو" سیما نے اس کو دوربین دے دیا۔ وہ دوربین سے گھورتا رہا اور کہا، میرا خیال ہے کہ تم نے کہا تھا کہ 'کولا بیل' کوئی نہیں آیا۔

''بہت ہی کم لوگ میرے علاوہ ، منو نے اتفاق کیا۔''کیوں کیا معاملہ ہے؟
''عجیب''راگھو نے دور بین کے شیشوں کو اور تیز فوکس کرنے کے لیے توازن کیا۔
''کیا؟''باقی سبھی چوکنے ہو گئے۔''کیا مطلب ہے تمہارا؟ ہمیں بتاؤ۔
''تم خود ہی دیکھ لو''راگھو نے سیما کو دور بین دے دی جس کو اس نے پر تجسس انداز میں آنکھوں سے لگایا۔

''میں یہاں کچھ بطخوں کو دیکھ سکتی ہوں''اس نے کہا۔
''تم اپنی دائیں طرف دیکھو''،راگھو نے کہا۔
''کچھ نہیں، نہیں تم ذرا ایک منٹ انتظار کرو''۔ سیما تھوڑا پُر جوش انداز میں بولی۔اس نے اپنی پوزیشن تبدیل کی جس کی وجہ سے راج ہنس، تھوڑا ہلنے لگا۔''وہ ایک بہت بڑی کشتی ہے، بہت ہی جدید کشتی مادھو، رینا اور منو باری باری دیکھنے لگے۔
دور بین طاقتور تھی، انھوں نے غور کیا کہ ایک ہرے اور نیلے رنگ کی تیز رفتار کشتی جھیل میں دوڑ رہی تھی۔
''میں نے ایسی کشتی پہلے کبھی نہیں دیکھی'' منو نے غور کیا۔''مجھے تعجب ہے کہ یہ کہاں سے آئی ہے۔ یہ بیرت پور کے راستے سے تو بالکل نہیں آئی ہوگی۔ اگر ایسا ہوتا تو سارے گاؤں کو معلوم ہوتا''۔

''یہ تیز رفتار کشتی ایک الگ ہی اچنبھا ہے''راگھو نے کہا۔
''ایسا لگتا ہے بہت ساری عجیب باتیں یہاں پر ہیں''
منو نے دور بین رکھ دی اور کہا،ہاں اس کشتی کی موجودگی واقعی ایک پہیلی ہے۔یہ کیسے لائی گئی، وہ کون لوگ ہیں؟ اس کے بارے میں بیرت پور میں کوئی کیوں نہیں جانتا؟''کل مندر میں چاچی بالکل صحیح کہہ رہی تھی۔ انجان اور انوکھی باتیں بیرت پور میں واقع ہو رہی ہیں''۔
''ہمیں اب فوراً واپس چلنا چاہیے۔ سیما نے اپنی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔''ممی کو فکر ہو گئی ہو گی''۔
''ہاں''منو نے اتفاق کیا اور اپنے چپو پکڑ لے لیے۔''مجھے اپنی کلاسیں لینی ہیں۔
''کلاسیں؟ کیسی کلاسیں؟''رینا جاننا چاہتی تھی۔
''میں گاؤں کے کچھ چھوٹے بچوں کو پڑھاتا ہوں''اس نے کہا اور اس نے آرام

سے کشتی چلانا شروع کر دیا۔ "گاؤں میں اس کول کا کام بہت ہی غیر یقینی رہتا ہے۔ ٹھیک پچھلے مہینے، کلاسوں کے کمروں میں گھٹنوں تک باڑھ کا پانی بھر گیا تھا۔ ظاہر ہے کلاسیں کتنی ملتوی ہو گئیں۔ میں یہ کوشش کرتا ہوں کہ کچھ بچّوں کو اپنے فارغ وقت مین پڑھادیا کروں"۔

"ایسا لگتا ہے کہ تمہارے پاس ہر طرح کی مصروفیات ہیں "راگھو نے بہت متاثر ہوتے ہوئے کہا۔ تیز رفتار کشتی کا واقعہ فی الحال بھلادیا گیا تھا۔ "کون سے اس کول جاتے ہو، منو؟" راگھو نے پوچھا۔

منو نے مختصراً اپنی زندگی کی کہانی بتائی۔ وہ ایک چھوٹے سے گاؤں جو کہ دور اُفتادہ علاقے میں بسا تھا، اپنے والدین کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ اس کا باپ ایک کھیت مزدور تھا۔ منو ایک تیز طالب علم تھا وہاں ایک اس کول میں پڑھتا تھا۔ اچانک ایک صبح منو کا باپ جب ایک طویل ناریل کے پیڑ پر ناریل توڑنے کے لیے چڑھا، یہ اس کا معمول کا کام تھا، اور پہلے بھی کر چکا تھا لیکن وہ اس دن پھسل گیا اور زمین پر بُری طرح سے گر پڑا، جس کی وجہ سے فوراً ہی موت ہو گئی۔

"یہ بہت دکھ دینے والا واقعہ تھا"۔ ریتا نے کہا باقی نے بھی ہمدردی میں سر ہلایا۔

منو اور اس کی ماں بیرت پور واپس آگئے۔ "مجھے ساری باتیں یہاں ٹھیک لگتی ہیں، کوئی پریشانی نہیں ہے، سوائے ایک بات" منو نے کہا۔

"وہ کیا ہے" مادھو نے پوچھا۔

"میں اپنی پڑھائی جاری رکھنا چاہتا تھا۔" منو میں اب بھی خوش فہمی دکھائی دے رہی تھی اور اُمّید کی جھلک۔ "میرے والد مجھے کالج بھیجنا چاہتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ پڑھائی پوری کر کے میں پولیس فورس میں شامل ہو جاؤں۔ جب وہ مر گئے تو سارے منصوبے بھی ساتھ ہی ساتھ ختم ہو گئے"۔

"ہم اتنے غریب تھے کہ قصبے میں رہنے اور کالج جانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوا۔ نند یشور ماما اس وقت بہت مشکل میں تھے اپنے والدین کی دیکھ بھال کرتے تھے...... میرے نانا، نانی اور ان کے بچّے۔ وہ میری ماں کا اور میرا بہت خیال رکھنے لگے، جب ہم یہاں مستقل واپس آگئے وہ بڑے رحم دل ہیں لیکن یہ ان کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ مجھے اسکول یا کالج بھیج سکیں"۔

اس کے سامعین دھیان سے سُنتے ہوئے پہلو بدلتے ہوئے اس کے بارے میں سوچتے رہے کہ کیا پڑھنا چاہنا اب بھی ممکن نہیں ہے۔ وہ تو اس حقیقت کو جانتے تھے کہ اس کول جانا تو ایک طے شدہ امر ہے۔ انھوں نے تو کبھی یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ کسی کو زبردستی اس کول سے دور رکھا جا سکتا ہے اور خاص طور سے اس لیے کیوں کہ وہ غریب ہے۔

"میں چوں کہ بڑا ہو گیا ہوں اس لیے میں کوشش کرتا ہوں کہ ان کی مدد کروں"۔

منو نے بات جاری رکھی، "میں مچھلیاں پکڑتا ہوں اور کسانوں کی مدد کرتا ہوں۔ دوپہر کو فارغ ہونے کے بعد چھوٹے بچّوں کو بلاشبہ، پڑھاتا بھی ہوں۔ میرے طالب علم اتنے غریب ہیں کہ وہ ٹیوشن فیس بھی نہیں دے سکتے۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ بس اس سے میرا کتابوں سے تعلق تو بنا رہتا ہے۔ بیرت پور باقی دنیا سے اتنا الگ تھلگ ہے کہ اخبارات تک یہاں سات آٹھ دن دیر میں پہنچتے ہیں"۔

سیما نے کچھ کہا تو نہیں لیکن اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ کچھ کتابیں اور لکھنے کی چیزیں منو کو بھیجیں گی جیسے ہی وہ واپس اپنے گھر پہنچے گی۔

"ہم یہاں اب اس جگہ ہیں" منو نے بتایا 'راج ہنس' آرام سے اب کنارے کی طرف چل رہا تھا۔ "اب تم لوگوں کو احتیاط رکھنی ہے کیوں کہ اب ہم بالکل کنارے پہنچنے والے ہیں"۔ اور سبھی احتیاط سے اُتر پڑے۔

منو نے بہت احتیاط سے 'راج ہنس' کو ایک خاصے موٹے پیڑ سے باندھا اور وہ گھر کی طرف چل پڑے۔ اپنے سروں پر پکنک کی خالی ٹوکری کو رکھ کر اس توازن برقرار رکھنے کی کوشش کرتے رہے۔"

لوگوں کا ایک چھوٹا سا ہجوم ......زیادہ تر نوجوان لڑکے اور کچھ لڑکیاں پرانے سے برگد کے پیڑ کے نیچے، جو کہ بیرت پور کے مرکز میں تھا، ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کچھ بہت دھیان سے سُن رہے ہیں۔

"کیا ہو رہا ہے"؟ مادھو نے پوچھا جب وہ چھوٹے سے ہجوم کے پاس پہنچے۔

منو اس کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔

راگھو نے فیصلہ کیا، "آؤ، ہم خود معلوم کریں"۔

جیسے وہ لوگوں کی ٹولی کے پاس پہنچے، انھوں نے ایک شخص کی آواز سُنی جو کچھ بول رہا تھا۔ آواز بہت گہری اور دلکش تھی۔ الفاظ اتنی دوری سے سمجھ میں نہیں آرہے

تھے۔ وہ اور قریب آگئے۔ ہجوم اتنے دھیان سے ان کی بات سُن رہا تھا کہ ان لوگوں کی موجودگی پر کسی نے دھیان نہیں دیا۔ انھوں نے یہ محسوس کیا کہ آواز ایک چھوٹے سے ٹرانسسٹر ریڈیو سے آرہی تھی جو برگد کے چبوترے پر رکھا تھا۔

"کیوں، یہ 'ریڈیو انقلاب' ہے،" راگھو نے پوچھا، "اس کا پروگرام اچھے خاصے سامعین کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔"

انھوں نے غور سے سُنا، یہ وہ موسیقی نہیں تھی جو کہ اس وقت ریڈیو پر نشر ہو رہی تھی۔ انھوں نے اپنے بڑھتے ہوئے خوف کے درمیان یہ محسوس کیا کہ اناؤنسر کے بولنے کی نوعیت بہت ہی ملک دشمن مزاج کی تھی۔

"لیکن...... لیکن ...... یہ جھوٹ بول رہا ہے، سیما نے کچھ لمحے کے بعد برہمی سے کہا۔ "جھوٹ! یقینی طور پر کوئی بھی اسے سمجھ سکتا ہے !"

ہجوم میں دو تین لڑکیوں نے بے صبری سے اِدھر اُدھر دیکھا۔

"شی!" ان لوگوں نے اس کے روّیے پر تنبیہ کی اور ادھر مڑیں اور وہ نشریات پھر سُننے میں مشغول ہو گئیں۔

راگھو نے غور کیا کہ سبھی نوجوان بڑی سنجیدگی سے اس نشریات کو کو سُن رہے تھے۔ اس جگہ یہ لوگ بہت گھبراہٹ محسوس کرنے لگے۔

"آؤ اب چلیں......" اس نے کہا، "ممّی ہمارا انتظار کر رہی ہوں گی"۔

منو نے چلنے سے پہلے دو ایک نوجوان سے بات کی۔

"وہ نوجوان لوگ کون تھے؟" راگھو نے پوچھا۔

"گاؤں والے۔ وہ میرے دوست ہیں"۔

"وہ اتنے غور سے اس پروگرام کو کیوں سُن رہے ہیں؟" سیما نے پوچھا۔

"انقلاب کی بات چیت ہمیشہ لوگوں میں سے کچھ کو اپنا سامعین بنا لیتی ہے"۔ منو نے سوچتے ہوئے کہا۔ "یہ لوگ محنتی اور خوش رہنے والے لوگ ہیں لیکن ہیں کم پڑھے لکھے۔ وہ اخبار یا کتابیں نہیں پڑھ سکتے۔ بہر حال یہاں تو ان کا ملنا مشکل ہی ہے۔ ان لوگوں کا رجحان یہی ہے کہ جو کچھ بھی یہ ریڈیو کہتا ہے وہ ایشور کی زبان ہے! جو لوگ اس پروگرام کو نشر کر رہے ہیں ان کو یہ معلوم ہے کہ بیرت پور کے کچھ لوگ انھیں ہی سُنتے ہیں اور ہر قیمت پر سُننا چاہتے ہیں"۔

وہ انسپکشن بنگلہ پہنچ گئے۔ ممی برآمدے میں بے چینی سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھیں۔
"ممی! ہم یہاں ہیں" سیما نے بلایا۔
"ہم نے طرح طرح کی چڑیاں دیکھیں...... اور مچھلیاں...... ہم اس بارے میں بہت کچھ بتائیں گے۔ براہِ کرم انتظار کریں۔

بوٹنگ کا سبق

یہ طے کیا گیا کہ بوٹنگ کی مہم اگلے دن پھر دہرائی جائے۔ بشرطیکہ تم یقینی طور پر فارغ ہو"، راگھو نے منو سے کہا۔
"میں اپنے پڑوسی کے سبزی کے کھیت میں صبح کے وقت کچھ مدد کروں گا" منو نے سوچتے ہوئے کہا، "لیکن میں تم لوگوں کو دوپہر کے بعد لے جاسکتا ہوں، تقریباً ڈھائی بجے، اگر تمہارے لیے یہ مناسب وقت ہو۔ بہر حال میں اس وقت فارغ ہوں"۔
"اوہ، تم عظیم ہو" مادھو نے کہا۔ "نند یشور" اس نے باورچی سے کہا جو کہ قریب ہی کھڑا تھا، تم کیا یہ سُن رہے ہو؟ "تمھارے پاس کافی وقت ہے کل کے ہمارے پکنک کے پروگرام کے بارے میں۔ تم اسے یقینی بنالو کہ ویسا ہی لذیذ ہونا چاہیے جیسا کہ آج کا تھا"۔
"تم ہم کو سکھاؤ کہ چپو والی ناؤ سے کیسے تیراکی کی جاتی ہے" راگھو نے منو سے کہا۔ مجھے بہت اچھا لگے گا اگر میں 'راج ہنس' کو تمہاری طرح جھیل میں آرام سے تیرا سکنے کے قابل ہو جاؤں"
"راج ہنس" کو 'کولا بیل' جھیل میں تیرانا جیسا کہ منو کرتا تھا، آسان نہیں تھا۔ جب راگھو نے اگلی دوپہر چپو چلانے کی کوشش کی تھی تو اس نے محسوس کیا کہ ان چپوؤں کی اپنی زندگی ہے، اپنے طریقے ہی ہیں دونوں چپوؤں نے اکٹھا چلنے سے انکار کر دیا۔ جب کہ دایاں چپو بڑی غیر آمادگی سے پانی میں دھنس گیا جب کہ بائیں نے پانی کے تقریباً چھ انچ اوپر ہوا میں ایک چھوٹا سا دائرہ بنایا۔ اس نے جتنی کوشش کر سکتا تھا کی، لیکن راگھو بیک وقت ان کو پانی میں ڈبو نہیں پایا۔
وہ ہانپنے کانپنے لگا۔ منو کے سوائے سب ہنس ہنس کے دہرے ہو گئے" "یہ اتنا آسان نہیں ہے، جتنا دکھائی دیتا ہے"، راگھو نے کچھ جھلاہٹ سے کہا۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرے پلے کچھ نہیں پڑا"۔

"یہ مشکل نہیں ہے اگر تم کو ایک بار اس کی عادت پڑ جائے" منو نے حکمت عملی سے کہا۔ "اگر تم ناؤ پر دونوں چپوؤں کو رکھو، کوشش کرنے سے پہلے تو یہ زیادہ آسان ہو جائے گا۔

مادھو نے پھر زوردار قہقہہ لگایا۔

"اگر تم سوچتے ہو کہ یہ دل لگی ہے تو کیوں نہیں کوشش کرتے ہو؟" راگھو نے کہا۔

یقیناً بڑے بھائی، یقیناً" مادھو نے اثبات میں جواب دیا۔

بہت احتیاط سے، اس طرح کہ ناؤ پر بوجھ نہ پڑے اور پھر انھوں نے جگہیں بدل لیں۔

مادھو نے اپنے بازوؤں کو ہوا میں لہرایا، اپنے پیروں کو اس جگہ پر اس طرح جمایا کہ ناؤ کا توازن برقرار رہے۔ اس نے اپنی ہتھیلیوں پر ہلکا سا تھوک کر آپس میں رگڑا بغیر کچھ بولے ہوئے۔ پھر ایک جادوگر کی طرح جیسے کہ بہت حیرت انگیز کارنامہ انجام دینے جا رہا ہو۔ اس نے دونوں چپوؤں کو اپنے ہاتھ میں لیا جس میں سے ایک تو فوراً ہی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پانی میں گر گیا۔

'راج ہنس' کے برابر میں چپو چھپاک کی تیز آواز کے ساتھ گرا۔

"مدد" مادھو چلایا۔ اس کا اعتماد چکنا چور ہو گیا۔ جیسے کہ غبارے کی ہوا نکل گئی ہو۔

منو اگرچہ مسکرا رہا تھا، اور پرسکون لگ رہا تھا لیکن وہ واقعتاً بہت چوکنا تھا۔ اس وقت مادھو کی 'مدد' کی چلاہٹ ختم ہو گئی تھی۔ منو نے سارا زور آگے کو لگایا اور تیرتے ہوئے چپو کو اس سے پہلے کہ وہ پہنچ سے باہر ہو جائے، جھپٹ لیا۔ بنا کچھ بولے اس نے مادھو کو یہ چپو واپس دے دیے۔

"یہ چپو واقعی بہت پھسلنے والے ہیں" مادھو نے بھید کھولا۔ اس نے پھر ناؤ کے مقابلے میں چپوؤں کی پوزیشن لے لی۔ اس نے چپوؤں سے پانی میں چھپ چھپ کیا اور یہ وار بے کار ہو گیا۔ ناؤ بس ایک چھوٹے سے دائرے میں گھوم گئی جیسے کہ اکتائی ہوئی بطخ لگ رہی ہے نا کہ حسین و جمیل 'ہنس'۔

"ناچ نا جانے آنگن ٹیڑھا" سیما اور رینا نے طنز کیا اور بے اختیار ہنستی چلی گئیں۔

"یہ مشکل کام ہے" مادھو نے ہانپتے ہوئے سبھی کو مطلع کیا۔ اب اس کی باری تھی کہ سب پر ہنسے۔ منو نے بھی نہیں بتایا کہ اس کا کیا طریقہ ہے اور وہ بھی کھل کر مسکراتا رہا۔

" راج ہنس" کی تیراکی مشکل ہے کیوں کہ ان چپوؤں کو باندھا نہیں گیا" اس نے کہا۔ وہ یہ کوشش کر رہا تھا کہ راگھو اور مادھو اپنی ناکامی کے بارے میں جھینپے نہیں بلکہ بہتر محسوس کر سکیں۔

"میرا خیال ہے کہ میں پھر کوشش کروں" مادھو نے آخر کار کہا۔

"منو سنبھالو"......

"ہمیں بھی کوشش کرنے دو" سیما اور رینا نے ایک ساتھ کہا۔ وہ ایک دوسرے پر مسکراہی تھیں۔

"ہم ایک ساتھ اسے تیرائیں" سیما نے کہا۔ "تم بایاں چپو لے لو اور میں دایاں لے لوں گی۔

وہ اٹھیں کیوں کہ ساتھ بیٹھی تھیں۔ سیما نے پیشانی سے بال ہٹایا۔ رینا نے اپنی چوٹیوں کو پیچھے کیا۔ "کیا تم تیار ہو؟" انھوں نے ایک دوسرے سے پوچھا۔

انھوں نے چپوؤں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور پانی میں ان کی جگہ بنائی۔ انھوں نے ایک ہی سمت میں چپوؤں کو گھمانا شروع کیا۔

"پھر دائیں" سیما نے کہا۔ "ایک دو' ایک دو............"

رینا نے بھی آواز ملائی۔ "ایک دو، ایک دو............"

گیت کی ترتیب ہو گئی۔ دونوں چپو پانی میں اسی لمحے اندر باہر ہوتے رہے۔ راج ہنس تھوڑا آگے سرکی جیسے کہ ہمیشہ یہ ناؤ دو لڑکیوں کے ذریعے چلائی جاتی رہی ہو۔

"ایک دو، ایک دو ......" سیما نے اپنے جڑواں بھائی کی طرف دیکھا۔ مادھو گول گول آنکھیں گھما کر، منھ پھاڑے ان کو دیکھ رہا تھا "یہ کچھ بھی نہیں ہے ابھی دیکھنا؟" اس نے کہا۔

"دماغ کی طاقت پر ہمیشہ فتح ہوتی ہے" رینا نے جوڑا۔

'راج ہنس' چلنے لگا بنا کسی ہچکولے کے۔ جھیل کا دوسرا کنارا اب بھی دکھائی دے رہا تھا۔

منو بھی ان لوگوں سے متاثر ہوا۔ "کیا تم لوگوں نے پہلے بھی ناؤ چلائی ہے"۔ اس نے پوچھا۔

"نہیں" سیما نے کہا۔ "ہمارا صرف اتنا تجربہ ہے کہ شیلانگ کی ایک زیر نگہداشت

جھیل میں پیڈل والی بوٹ چلائی ہے جو کہ اس ناؤ کے چلانے سے بالکل مختلف ہے"۔
"ہم نے T.V. پر کشتیوں کی دوڑ دیکھی ہے" رینا نے کہا۔
"یہ ایک متحرک ہونے والی تال اور روانی کا معاملہ ہے نہ کہ طاقت دکھانے کا ہے نا؟"

تھوڑی دیر کے بعد سیما نے کہا، "مادھو، غور کرو"۔ اپنے جڑواں بھائی کے زخموں پر نمک چھڑکتے ہوئے اس نے کہا۔ "ہم میں سے کسی کی سانس نہیں پھولی۔ تم دونوں بھاپ کے انجن کی طرح...... لیکن بدقسمتی سے بغیر قوت کے"۔
اوہ تم......!" مادھو نے اپنی مٹھی میں پانی لیا اور سیما پر دے مارا جس نے بھیگنے سے اپنے آپ کو بچالیا۔ چھینٹیں راگھو پر پڑیں جو کہ سیما کے پیچھے بیٹھا تھا۔ اس نے بھی پانی ہاتھ بھر کر مادھو پر اُچھال دیا۔
"اب، اب" رینا نے اپنی ٹیچر کی طرح کہا، "یہ کیا بچپنا ہے! تم دونوں اسے فوراً روکو"۔

"ہم بہت دور نکل آئے ہیں، کیا تم میں کسی نے غور کیا؟" سیما نے پوچھا۔
یہ صحیح تھا کہ لڑکیوں نے جھیل کے مرکز کی طرف خاصی دوری طے کر لی تھی۔
"میرا خیال ہے کہ یہ وقت ستانے کا ہے" منو نے کہا۔ تمہاری باری پھر بعد میں آئے گی"۔

منو نے اس وقت ان سے چپو لے کر مختلف سمتوں میں چلایا۔ پہاڑیاں جو کہ بیرت پور سے افق پر ایک نیلے دھبے کی طرح دکھائی دیتی ہیں، وہ اب دھیرے دھیرے بڑی ہوتی جارہی تھیں۔ انھوں نے مشرقی اُفق کی طرف غور کیا۔ وہ بھاری اور کالے مانسونی بادلوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ جب کہ شام کا آسمان بہت ہی صاف اور چمکدار تھا۔

"یہ اب وقفے کا وقت ہے۔ میں سوچتا ہوں"، منو نے تھوڑی دیر کے بعد کہا۔ اس نے اپنے چپو کھینچ لیے اور ان کے سامنے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا۔ "اس پانی کے حصے کو غور سے دیکھتے رہو"۔

پانچ منٹ کے بعد ایک شاندار شکل پانی سے اوپر اُچھلی۔ اس کو ایک مکمل محراب کہا جاسکتا تھا۔ اس نے جھیل میں چھپ چھپ کرتے ہوئے واپس ڈبکی لگائی۔

"وہ، کتنی خوبصورت ہے" بچے فوراً چیخ پڑے۔ "یہ کیا ہے؟"

"ہم اسے 'سیہو' (Sihu) کہتے ہیں" منو نے کہا۔

تھوڑی دیر تک وہ سبھی مچھلیوں کو دیکھتے رہے جو کہ نیچے پانی میں اکٹھا ہو گئی تھیں۔ ان کے اوپر آسمان جنگلی چڑیوں سے بھر گیا۔ دھوپ میں چڑیاں اپنا چارہ دیکھنے میں مصروف تھیں جب شام کو یہ اپنے گھونسلے میں پہونچیں گی تو یہ چارہ پوری رات کے لیے ان کے لیے کافی ہوگا۔

یہاں چڑیوں کی مختلف قسمیں تھیں، منو بہر حال ان کی تعداد کے بارے میں مطمئن نہیں تھا۔ اس نے کہا، "سردیوں میں بہت ساری چڑیاں نقل وطن کر کے یہاں 'کولا بیل' چلی آتی ہیں اور یہاں ٹھہرتی ہیں اور سردیاں ختم ہونے کے بعد اپنے اپنے ٹھکانوں کے لیے واپس اُڑ جاتی ہیں۔ تم تب یہاں آؤ۔ چڑیاں یہاں اس جھیل میں بہت خراب حالت میں آتی ہیں اور کچھ ہفتوں کے بعد موٹی تازی اور کھائی پی ہوئی سی لگنے لگتی ہیں اور تب وہ پھر اپنا سفر شروع کر دیتی ہیں۔ وہ ہزاروں میل دور سے اُڑ کر ہر سال یہاں آتی ہیں، مجھے ایسا یقین ہے"۔

چارے کی تلاش میں نکلی ہوئی چڑیوں کے سفر نے، انھیں یاد دلایا کہ ان کی بھی اپنی پکنک کی ٹوکری ہے۔ نند یشور نے اس وقت ان کے لیے بہت محنت کی تھی۔ ٹوکری لبالب ہر طرح کے ناشتے کے سامان سے بھری ہوئی تھیں۔ ہر طرح کی مٹھائیاں، آم رسیلے اناس کی پھانکیں کیلے کے پتوں میں لپٹی ہوئی تھیں اور کچھ لذیذ قسم کے خوشبودار امرود بھی تھے۔

"ہوں" چمکدار لال ٹکڑے کو کھاتے ہوئے سیما بدبدائی "یہ واقعی کوئی چیز ہے"۔

"کیا تمہارے ماموں نے ان مٹھائیوں کو گھر پر ہی بنایا ہے"؟ راگھو نے منو سے پوچھا۔

"کون، نند یشور ماما؟" منو نے پوچھا۔ اس نے اناس کی پھانک اپنے ہاتھ میں لے رکھی تھی۔ اس نے راگھو کو حیرت سے دیکھا۔ "گھر میں وہ کبھی کچن میں داخل نہیں ہوئے۔ سارا کھانا میری مامی بناتی ہیں۔ میری ماں اور میری نانی"

"اچھا!" مادھو کو یہ بات بہت دلچسپ لگی۔ چیخ کے ساتھ وہ ہنسا۔ بطخ کے ایک جھنڈ کو ڈراتے ہوئے جو کہ ناؤ کے پیچھے تیر رہے تھے۔ اور اپنے پَروں کو پھڑپھڑاتے ہوئے

اوپر کی طرف اُٹھتے ایسا لگتا کہ مچھروں کا ایک جھنڈ ہو۔ ان کے پروں کی پھڑپھڑانے کی آواز ہوا میں بھر گئی۔

بچّے اپنے آس پاس کے لاتعداد جنگل کے نظام حیات کا بہت غور سے جائزہ لے رہے تھے۔ وہ کچھ دیر تک پرسکون رہے، اور کشتی میں تیرتے رہے۔ ایک دو گھنٹے میں ہی طویل گرمی کا چھپکا شروع ہو چکا تھا۔

راگھو، جو کہ ہمیشہ اپنی دوربین گردن میں لٹکائے رہتا تھا، اپنی آنکھوں پر لگایا اور کہا، "ایسا لگتا ہے کہ کسی قسم کا ایک جزیرہ آگے ہے، غالبًا ہم وہاں رُک سکتے ہیں اور جائزہ لے سکتے ہیں"۔

چھوٹا سا تیرتا ہوا قطعہ بہت دور نہیں تھا۔ منو نے ادھر کی طرف ناؤ چلانی شروع کردی۔ جیسے ہی وہ قطعہ تک پہنچے، انھوں نے یہ محسوس کیا کہ یہ جزیرہ قطعہ نہیں ہے لیکن یہ ایک بڑا پیڑ پودوں کا جو پانی کے بہاؤ کے ساتھ گھاس پھوس اور Hyacinths (پانی کا ایک خاص پودا) جمع ہو جاتے ہیں۔ ان کا ایک جھنڈ ہے۔ منو نے اپنے چپّو سے قطعہ کی طرف ڈھکیلا۔ یہ راج ہنس سے سستی سے اپنی جگہ پر ہلتے ڈگمگاتے بہہ چلے۔

"یہ قطعہ دن بدن بڑھتا جائے گا" منو نے کہا "گھاس پھوس، جھاڑ جھنکاڑ کا یہ بہتا ہوا ٹکڑا اس وقت تک الجھاؤ میں رہے گا۔ جب تک یہ طویل تیرتا ہوا جزیرہ نا بن جائے۔ تب ننھی منی چڑیاں ان کی موٹی پرتوں پر بسیرا کریں گی......"۔

یہ اب پہاڑ کے قریب، مشرقی اُفق کے قریب تھے ناہموار چٹانوں کی نوکیلی چوٹیاں، آسمان کے سامنے ایسا لگ رہی تھیں جیسے کہ بہت بڑی ہتھیلیوں کی انگلیاں ہوں اور ان کے دھندلے، گہری کتھئی رنگ اور کھردری سیدھی ڈھلواں چٹان کھلے میں جن دیو سے لگ رہے تھے۔

رینا نے پہاڑیوں کو غور سے دیکھا۔ اگرچہ دوپہر کے بعد کی سورج کی کرنیں اب بھی روشن اور چمکدار تھیں۔ رینا کو بہت گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ "مجھے یہ پہاڑیاں بالکل پسند نہیں ہیں" اس نے کہا۔ "وہ بہت بے رحم لگ رہے ہیں، وہ دوست جیسے پہاڑ نہیں لگ رہے ہیں جیسا کہ اور جگہوں پر ہوتے ہیں۔ ہمارے شہر کے چاروں طرف کی پہاڑیاں بہت شاندار ہیں اور کس طرح دائرے میں ہیں۔ یہ پہاڑ بالکل ہی خوش مزاج نہیں لگ رہے ہیں"۔

"تم بالکل صحیح کہہ رہی ہو"۔ مادھو نے غیر متوقع طور پر کہا۔اس کے علاوہ کچھ پیڑ بھی ہیں جو انہی پہاڑوں کی طرح ہیں۔ وہ بالکل پراسرار پتھروں کی شکل کے ہیں"

"ہاں" سیما نے کہا"ان کو دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ ان کے رنگ بڑے عجیب سے اودے (نیلا اور لال رنگ ملا کر) رنگ کے ہیں اور زیادہ تر کھلی چٹانیں ہیں"۔

وہ غور سے دیکھ رہے تھے ان مینار جیسی چٹانوں کے ڈھیر کو جو کہ دوسری طرف تھیں۔اس کے نوکیلے کنارے،اور اکیلی چوٹیاں دیکھ کر ان کو بہت گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی۔کچھ ہلکی دھاریاں پہاڑیوں کے پہلو میں چلتی دکھائی دے رہی تھیں۔

"مجھے تعجب ہے کہ یہ رنگ دار دھاریاں کیا ہیں"راگھو کھویا کھویا سا بولا اس نے پھر دوربین اپنی آنکھوں میں لگایا اور اس سے غور سے دیکھنے لگا،اس نے کہا،"وہ لگتی ہیں جیسے کہ کسی طرح کا گہرا زخم ہے۔ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے کوئی دیوان طویل دھاریوں کو اپنے چنگل میں لیے ہوئے ہو"۔رینا پھر خوف سے کپکپانے لگی۔اس نے مغربی اُفق کی طرف دیکھا۔جہاں بہت خوش کن منظر تھا۔سورج جھیل کے کنارے کنارے اپنا سفر طے کر رہا تھا۔'کولا بیل' کے پانی پر سُنہری کرنیں منعکس ہو رہی تھیں۔دُھندلا،اُداس پانی،ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے آخر کار اسے خوشیاں کچھ چھو سی گئی ہیں۔جلد ہی سورج اُفق کے نیچے ڈوب جائے گا۔ایک ملائم اور ہلکی ہوا کے جھونکے بہنے لگیں گے۔

اچانک رینا چونکی ہو گئی۔اس نے نیلگوں ہرے رنگ کی چیز دیکھیں جو کہ اس سُنہری وسعت میں چل رہی تھی۔

"راگھو"اس نے اپنے کزن سے کہا، "وہاں دیکھو......"اس نے اس چیز کی سمت کی طرف اشارہ کیا......"تم اپنی دوربین کے گلاسوں سے دیکھو، کیا تم وہ دیکھ سکتے ہو، جو میں دیکھ رہی ہوں۔

راگھو نے اپنی دوربین اس سمت کی طرف موڑی جہاں رینا نے نشاندہی کی تھی۔اسے دیکھ کر اسے ایسا لگا کہ جیسے وہ منجمد ہو گیا ہو۔

"ہاں،ہاں میں اسے دیکھ رہا ہوں"اس نے پرجوش آواز میں کہا۔

"یہ کیا ہے؟یہ کیا ہے"سبھی نے پوچھا۔

یہ تقریباً پچھلے دن ہی کو دہرایا جا رہا ہے۔ہرے اور نیلے رنگ کی بوٹ جو کہ وہ پہلے ہی دیکھ چکے تھے۔بچّے اور منو نے دوربین کے ذریعے باری باری دیکھا۔انھوں نے

دیکھا کہ بوٹ بہت تیزی سے چل رہی تھی اپنے پیچھے سفید دھاریاں چھوڑتے ہوئے جو اس نے جھیل کی سطح کی گولڈن چمک کو منتشر کر دیا تھا۔

یہ بوٹ، نئی اور ماڈرن دکھائی دے رہی ہے۔ منو نے غور کیا۔

"یہاں اس طرف، صرف ہمارے پاس 'راج ہنس' جیسی ناؤ ہے۔ یہ کہاں سے آسکتی ہے؟ مجھے پورا یقین ہے کہ ایسی بیرت پور میں کسی کے پاس نہیں ہے یا آس پاس کے گاؤں میں بھی نہیں ہے۔ اگر ہم پورے بیرت پور کے لوگوں کے پیسے جمع کریں تو بھی ہم ایسی بوٹ نہیں لے سکتے۔

بوٹ مغرب کی طرف بڑھ رہی تھی۔ پانچوں، راج ہنس' کے لوگ یہ دیکھ سکتے تھے کہ اس تیز رفتار بوٹ پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر میں انھوں نے ان آدمیوں کی شکلیں دور بین کے ذریعے دیکھ لیں۔

"کیا تم نے ان دونوں آدمیوں کے چہروں کے بارے میں غور کیا؟" راگھو نے ان کا خاتمہ کرنے کے احساس سے پُرجوش ہو کر پوچھا۔

"ہاں، وہ کون لوگ ہیں؟" مادھو اور سیما نے پوچھا۔

"ان کو غور سے دیکھو!" راگھو نے کہا۔ "مجھے پورا یقین ہے کہ یہ وہی آدمی ہیں، جو ہم نے مندر کے باہر پرسوں دیکھا تھا۔ تم اس کو جانتے ہو جو جیپ میں 'ریڈیو انقلاب' سن رہا تھا۔

"مادھو نے کہا، مجھے پھر دیکھنے دو"۔

اگر تم پہلے آدمی کے چہرے پر دور بین مرکوز کرو تو تم دیکھو گے کہ اس کی دائیں آنکھ کی بھنوؤں پر ایک داغ سا ہے۔ کنارے جو کہ ہمارے سامنے ہے۔ راگھو نے بات جاری رکھی۔

منو نے مادھو سے دور بین لے لیا اور غور سے طاقتور گلاسوں سے جو کہ کچھ سو میٹر پر چڑیوں کی آنکھوں کو بھی مرکوز کر سکتا تھا، دیکھنے لگے۔ ان دونوں کے دھندلے چہرے پر تیز مرکز پڑنے سے منو نے دیکھا کہ، نوکیلے سفید داغ جو کہ اس آدمی کے دائیں کنپٹی پر دائیں بھنوؤں کے اوپر ٹیڑھا میڑھا سا تھا جو کہ کنپٹی کی طرف ہوتا ہوا بالوں کے پاس غائب ہو گیا تھا۔

"ہاں، تم صحیح کہہ رہے ہو" اس نے کہا۔ یہ وہی لوگ ہیں۔ انھوں نے جیپی پر اور اب تیز رفتار بوٹ پر اپنی جھلک دکھائی۔ واؤ، شاید ان کے پاس ایسے جہاز بھی ہوں گے......"

"وہ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" منو کچھ کھویا سا، بات جاری رکھتے ہوئے اور دوربین لڑکیوں کو دیتے ہوئے بولا۔ "یقیناً ایسا نہیں لگ رہا ہے کہ وہ مچھلیاں پکڑنے آئے ہیں، انھوں نے اتنی ماڈرن بوٹ کہاں سے حاصل کی ہے، وہ کہاں سے آئے ہیں؟ بہت مشکل سے لوگ یہاں آتے ہیں گاؤں کے لوگ تو ویسے بھی خوفزدہ رہتے ہیں۔"

"اور وہ کیوں اتنی شدید جلدی میں ہیں؟" راگھو نے پوچھا۔ "انھوں نے اس آخری دس منٹ میں اچھی خاصی دوری طے کرلی تھی"۔

یہ سب بڑی عجیب باتیں ہیں۔ بچے اور منو پورے معاملے کو کسی بھی پہلو سے سمجھ نہیں پائے۔

مادھو کچھ دیر تک خاموش رہا، اس درمیان جو بات چیت ہوئی اس کے بارے میں غور کرتا رہا "میں غور و فکر کر رہا ہوں" اس نے دھیرے سے کہا۔ "سائیکیا انکل نے جو کچھ ہمیں بتایا تھا، اس نے سوچا کہ غالباً 'ریڈیو انقلاب' یہیں کہیں آس پاس سے چلایا جا رہا ہوگا۔ "شاید" مادھو نے جاری رکھا، ٹرانس میٹر انھیں کہیں پہاڑیوں میں واقع ہو اس نے دھندے ہو رہے پہاڑیوں کی طرف نشاندہی کی۔ تیز رفتار بوٹ اسی سمت کو بڑھ رہی ہے۔ ان آلات کو پچھلے دنوں ہم نے جیپی میں دیکھا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا تعلق ٹرانسمیشن اور نشریات سے کسی طور پر ضرور ہوگا!"

راگھو نے سر ہلایا، "ہاں میرا خیال ہے کہ تم صحیح کہہ رہے ہو"

منو حیرانی سے دیکھنے لگا۔

"کیا اس کی وضاحت کر سکو گے؟ اس نے پوچھا، اس ٹرانس میٹر کے بارے میں کیا بات ہو رہی تھی اور انکل سائیکیا کون ہیں جس کا تم نے ذکر کیا تھا؟"

راگھو نے جلد جلد ہر چیز کے بارے میں منو کو تفصیل بتائی۔ جب راگھو نے بات ختم کی تو منو نے دھیمے سے سر ہلایا "ہاں، اب میں اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں کہ انھوں نے اس علاقے کو کیوں چنا ایک خفیہ ٹرانسمیٹر کے لیے۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ ان کے لیے آئیڈیل جگہ ہے۔ گھنے جنگل، بے رحم پہاڑ اور کم پڑھے لکھے وہی لوگ کیا آئیڈیل باتیں،

ملک دشمن لوگوں کے فائدہ اٹھانے کے لیے اکٹھی ہو گئی ہیں"۔

"یہاں کے لوگ 'ریڈیو انقلاب' سنتے ہیں!" سیما نے کہا۔ "ایسا لگتا ہے کہ یہ ٹرانسمیٹر، سامعین اکٹھا کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو کہ یہ چلاتے ہیں"۔

"کیا پولیس ٹرانسمیٹر کی تلاش کر رہی ہے؟" منو نے پوچھا۔ وہ کچھ منٹ تک گہری سوچ میں پڑا رہا۔

"ہاں!" مادھو اشتعال انگیز انداز میں بولا۔ "ہم سے کہا گیا کہ ہم اپنی آنکھ اور کان کھلے رکھیں۔ انکل سائیکیا سوچتے ہیں کہ اس کے پیچھے جو لوگ بھی ہیں اس خفیہ نشریات کے سلسلے میں، ہم بچوں کے سامنے زیادہ محتاط نہیں رہیں گے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اکثر لوگ سوچتے ہیں کہ نوجوان اور پستہ قد کے......ان کے دماغ ہی نہیں ہوتا؟"

عام حالات میں اس کے بھائی اور بہن فوراً ہی اس موقع پر چھیڑ خانی کرنے سے باز نہیں آتے۔ مادھو جو اپنے قد کے بارے میں کہہ رہا تھا۔ اب بہر حال اس مسئلے کو جو ان کے سامنے رکھا گیا تھا، اس کو ہضم کر گئے۔

"وہ دو آدمی" راگھو نے کہا، یقیناً اجنبی ہیں یہاں۔ منو کو اس بارے میں پورا یقین تھا۔ اس کے علاوہ ان کی ہر سرگرمی اور جگہ میں اسرار اور اجنبیت تھی"۔

"یہاں صرف ایک راستہ ہے کہ واقعتاً یہ کون لوگ ہیں اور وہ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ منو نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

" وہ کیا ہے"، لوگوں نے پوچھا۔

منو نے راگھو کی طرف دیکھا، جس نے سر ہلایا۔ اس نے دھیرے سے کہا، "ہمیں ان کا پیچھا کرنا ہے"۔

تعاقب

"ان کا پیچھا کرو!" مادھو اور سیما دونوں کی گونج سنائی دی۔ان کے چہرے پر جوش تھے۔

"ان کا پیچھا کرو!" رینا نے بھی گھبرائی ہوئی آواز میں دہرایا۔ایسا لگ رہا تھا کہ ان تجاویز پر وہ کوئی زیادہ خوش نہیں تھی۔ بہر حال اس نے زیادہ کچھ کہا نہیں لیکن اس سمت دیکھنے لگی جدھر تیز رفتار بوٹ جارہی تھی"۔

سیما نے دوربین سے دیکھا۔اس نے دیکھا کہ بوٹ تیز رفتار سے پانی میں چل رہی تھی،اس نے دھیرے سے کہا، "سوال یہ ہے کہ ہم ان کا پیچھا کیسے کریں گے ؟ ان کی بوٹ میں ایک طاقتور انجن ہے ہمارے پاس صرف چپو کے جوڑے جو کہ صرف منو ہی ٹھیک ڈھنگ سے چلا سکتا ہے۔اس کے علاوہ وہ بوٹ تقریباً ایک کلو میٹر دور ہے اور یہ دوری ہر منٹ زیادہ ہوتی جارہی ہے"۔

"ہم واپس چل کر انکل اور آنٹی کو اس کے بارے میں بتائیں" رینا نے ہلکی آواز میں اپنے دل کی بات رکھی۔اس نے پھر اپنے الجھے بالوں کو پیچھے کیا جو اس کی آنکھوں میں پڑ رہا تھا۔ انکل آج شام کو آرہے ہیں، ہے نا!

"اس میں تھوڑا سا وقت لگے گا،ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں" راگھو نے سنجیدگی سے کہا۔"ہم اس کا پتا لگائیں گے کہ وہ دونوں آدمی کہاں جارہے ہیں۔اگر ہمیں اصل بات معلوم ہو جائے، ہم ان کے بارے میں یقیناً انکل سائیکیا کو بتا سکیں گے،" اس نے اپنی گھڑی دیکھی اور پھر اس کے بعد افق کی طرف دیکھا" ہمارے پاس دن کی روشنی کے دو گھنٹے باقی ہیں، ہم بیرت پور اس سے پہلے ہی واپس پہنچ جائیں گے،ایسا میرا سوچنا ہے"۔

"لیکن کیا ہم ان کا پیچھا کر سکیں گے؟" سیما مشکوک تھی۔

"بے شک ہم ایسا کر سکتے ہیں"،اس کے جڑواں بھائی نے کہا،"بوٹ ہم سے زیادہ دور نہیں ہے۔ یہ کہیں بائیں طرف سے آئی ہے۔ یہ سیدھے ہمارے دائیں جارہی ہے"۔

"ایسا؟" سیما نے پوچھا۔

"اسے جیو میٹری کے سوال کی طرح سوچو۔ بوٹ اس جگہ ہے جسے ہم A کہہ سکتے ہیں، یہ B کی طرف جارہی ہے۔ ہم C پر ہیں۔ یہ A-B کے بیچ میں ہے۔ ہم B کی طرف مڑینگے جو A-B کی دوری سے بہت کم ہے"

منو 'راج ہنس' کے ایک سرے پر گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا، اس نے بینچ کے نیچے سے الٹ پلٹ کرتا ہوا کچھ تلاش کر رہا تھا جیسے کہ وہ دھن دولت یا خزانہ تلاش کر رہا ہو۔ اس نے کوئی زیادہ دھیان نہیں دیا کہ مادھو نے کیا نکتہ اور طریقہ بتایا ہے۔ اس نے کئی سال پہلے اسکول میں جیو میٹری آخری بار پڑھی تھی۔

"منو کیا ڈھونڈ رہے ہو؟" راگھو نے پوچھا۔

"کچھ ایسی چیز جو ہمیں ان آدمیوں کو پکڑنے میں مدد کرے گی"۔ منو نے کہا۔

وہ آہستہ چلتا ہوا اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی کپڑوں کی گٹھری تھی۔

"یہ کیا ہے؟" ٹرینا نے پوچھا۔

"ایک بادبان" منو نے جواب دیا۔ اس نے بڑے دھیان سے اس موٹی ڈوری کو کھولا جس سے وہ بنڈل بندھا ہوا تھا۔

"اس کو کیسے استعمال کرو گے؟" مادھو نے پوچھا۔ "میں تو اس میں ایسی کوئی خاص چیز نہیں دیکھتا۔ 'مستول' کی طرح"۔

"دیکھتے رہو" منو نے کہا۔ وہ پھر جھکا اس وقت وہ بانس دیکھ رہا تھا جو کہ ناؤ کے فرش پر پڑا ہوا تھا۔

"بے شک" مادھو نے کہا، سر ہلاتے ہوئے، "بانس پر مقصد کے لیے ہے۔ پہلے تو ناؤ کھینچنے کے لیے اور پھر گہرائی ناپنے کے لیے......" اور اب ستول سیما نے جملہ پورا کیا۔ کتنا چالاک ہے یہ"۔

منو بادبان کھولنے میں مصروف رہا۔ یہ موٹا صاف کپڑے کا ٹکڑا تھا۔ مٹمیلا سفید رنگ کا۔ باقی سبھی پر تجسس انداز میں دیکھتے رہے منو نے بڑی صفائی سے ڈوری لی اور مضبوطی سے اس کا سرا بادبان سے بانس تک باندھ دیا۔ اس کام میں منو کو حیرت انگیز طور پر بہت کم وقت لگا۔ سب اس کو دیکھتے رہے اور وہ اپنے کام میں لگا رہا۔ اب وقت، مستول، کو ترتیب دینے کا۔ راگھو نے بانس اٹھانے میں منو کی مدد کی جس سے بادبان

باندھا گیا تھا۔ اوپر کی پوزیشن میں بالکل سیدھا، منو نے جلد اور ماہرانہ طریقے سے 'مستول' کو ایک گول سوراخ جو کہ ایک تختے کے بیچ میں تھا، بل دیا، اب بانس کا نچلا سرا ناؤ کے فریم میں ٹک گیا۔ منو نے اس بانس کو بڑے قاعدے سے 'راج ہنس' میں مضبوط رسے سے باندھ دیا۔ اس نے ہاتھ سے ہلا کر دیکھا، بانس بہت مضبوطی سے بوٹ کے داہنے زاویے پر کھڑا رہا۔

دھیمی دھیمی ہوا سے 'کولا بیل' کا پانی ہلکورے لے رہا تھا، بہت تیزی سے بادبان ہواؤں سے بھر گیا اور ایسا لگا کہ کسی پیٹو آدمی کی توند ہو۔ 'راج ہنس' آرام سے جھیل میں بہتا رہا۔

''جس بوٹ کے ہم تلاش کر رہے ہیں اس کا انجن جدید ہے'' منو نے کہا۔ وہ مطمئن انداز میں بیٹھ گیا۔ ''لیکن ہمارے پاس ہوا کی طاقت ہے! اور قسمت سے ہوا بھی صحیح سمت میں بہہ رہی ہے''۔

چڑیوں کی دو بڑی آنکھیں 'راج ہنس' پر پینٹ کی گئی تھیں جیسے لگ رہا تھا کہ وہ پانی کے اندر پر تجسس طور پر جھانک رہی ہیں۔ جیسے جیسے ناؤ تیزی سے آگے بڑھتی رہی۔ بچے ناؤ میں بوٹ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس تیز رفتار بوٹ کو دیکھتے ہوئے جو کہ ان کے آگے تھی۔ ہوا کہ جھونکوں سے ان کے بال چہروں پر آرہے تھے۔

راگھو نے دور بین سے دیکھنا جاری رکھا۔ دس منٹ کی تلاش کے بعد راگھو نے محسوس کیا کہ اسپیڈ بوٹ کچھ دھیمی ہو گئی ہے۔ بچے اب صاف طور سے تیز رفتار بوٹ کے انجن کی آواز سُن رہے تھے دونوں آدمی آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ وہ آدمی جس کو داغ تھا۔ خطرناک نظروں سے پہاڑیوں کے طرف اشارہ کر رہا تھا جب کہ پیچھے بیٹھا آدمی سر ہلا رہا تھا اور جھیل کے کنارے کا اشارہ کر رہا تھا۔

''ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کسی طرح کی کوئی بحث کر رہے ہیں'' راگھو نے غور کیا۔ ''بہر حال' کیوں کہ انھوں نے بوٹ دھیمی کر دی ہے اس لیے ہمیں موقع ہے کہ ان کو جا پکڑیں''۔

''مجھے امید ہے کہ انھوں نے ہمیں نہیں دیکھا ہے'' منو نے کہا اس کی نظر بہت تیز تھی وہ ان کی شکل و صورت بتا سکتا تھا لیکن بغیر کسی ہاؤ بھاؤ اور نمایاں طور بغیر دور بین کے مدد کے۔

راگھو نے بھی کہا، "مجھے نہیں لگتا کہ انھوں نے ہمیں دیکھا ہو گا"۔ انھوں نے ہماری طرف بھی ایک بار نہیں دیکھا۔

سامنے کا کنارا اب صاف طور سے دکھائی دے رہا تھا۔ گھنا جنگل تو تقریباً جھیل کے کنارے ہی تھا۔ پہاڑیوں کی سبز اور نوکیلی چٹانیں ان کے دائیں طرف دھندلی سی لیکن بڑی دکھائی دے رہی تھیں یہ بھی بہت قریب تھیں۔ ان سب کی پراسرار شکلیں خوفناک ماحول بنا رہی تھیں جیسے کوئی بدشگونی ہونے والی ہو۔

اچانک ہوا کے ایک مضبوط اور زوردار جھونکے نے 'راج ہنس' کے بادبان کو بہت بُری طرح متاثر کیا اور ہوا کی طاقت سے چلنے والی ناؤ کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔ جیسے گھوڑا اس پر سوار آدمی کو زور سے اُچھال گرا دیتا ہے۔ بچّے حواس باختہ ہو گئے اور بوٹ کے کناروں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ منو ناؤ کے سرے پر جھکا۔ ہوا مخالف ہونے کی وجہ سے توازن بگڑ گیا۔ کچھ منٹوں میں ہی جا کر ہوا کا دباؤ کچھ کم ہوا اور ناؤ اب متوازن ہو گئی تھی۔

"یہ معاملہ بہت ڈراؤنا تھا" مادھو نے کہا۔ بوٹ سے اپنی پکڑ ڈھیلی کرتے ہوئے اس نے اپنے چہرے کو پونچھا۔ ریتا اب بھی گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی۔ "منو"، اس نے کپکپائی آواز میں پوچھا۔ "مجھے اُمّید ہے کہ اب سب خیریت ہے"۔

"فکر نا کرو ریتا بھونتی" منو نے اسے یقین دلایا۔ میں نے 'کولا بیل' میں 'راج ہنس' پر کئی بار تیراکی کی ہے اس سے پہلے۔ اصل میں یہ ناؤ بہت ہی متوازن ہے۔ یہ تو ایک ہی جھونکا تھا اگر بہت زیادہ ہوتے تب بھی 'راج ہنس' کے اُلٹنے کا خطرہ نہیں تھا۔

منو نے آگے کی طرف غور سے دیکھا"، بوٹ اب ساحل پر پہنچ گئی ہے۔ تیز رفتار بوٹ کی اب یہ لوگ کھینچ رہے ہیں"۔

اب 'راج ہنس' اور تیز رفتار بوٹ کے درمیان فاصلہ کم رہ گیا تھا۔ انھوں نے دیکھا کہ اس بوٹ کو کنارے کنارے لے جا رہے ہیں۔

راگھو نے اپنی دوربین کی مدد سے تیز رفتار بوٹ کو دیکھا "وہ یہاں کیوں روک رہے ہیں؟" اسے تعجب ہوا۔ کوئی نا کوئی وجہ ضرور ہو گی اس خاص جگہ پر روکنے کے لیے۔

وہ غور سے دیکھنے لگا۔ جھیل کا کنارا، مرکز میں اور قریب آ گیا۔ وہ اب صاف دیکھ سکتا تھا کہ جھیل کے کنارے نرسل کے پودے بہت گھنے سے اس پانی میں نشو و نما پا رہے ہیں۔ یہاں کوئی ایسی چیز غیر معمولی یا دلچسپی کی نہیں لگ رہی تھی۔

اس نے گھنے جنگل کی طرف دیکھا۔ اب وہاں بڑے بڑے پیڑوں کی الگ الگ پتیاں دیکھ سکتا تھا۔ وہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہاں کچھ سفید چڑیاں اپنے اپنے پروں کو پھڑ پھڑا رہی تھیں اور اپنی دنیا میں مگن تھیں۔

"یہاں کوئی بھی بات انوکھی نہیں لگ رہی ہے" راگھو نے اطلاع دی۔

"وہ لوگ کیوں اس طرف، اس جگہ بڑھ رہے ہیں جو کہ صرف رام بھروسے ہی ہے"۔

"شاید ان پیڑوں کی طرف وہاں کچھ ہے" منو نے رائے ظاہر کی۔

"لگتا ہے ایک گھر یا عمارت اس گھنے جنگل کے پیچھے چھپی ہوئی ہے......"

"شاید" راگھو غور و فکر کرتا ہو دوربین کے شیشوں سے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

اچانک اس نے کہا، صرف ایک منٹ، اب صرف ایک منٹ انتظار کرو۔ اس کی آواز جوش میں بھر گئی۔

دوسرے تناؤ میں انتظار کر رہے تھے۔ راگھو بڑی یکسوئی سے اپنے داہنی جانب کی جگہ کو دیکھ رہا تھا۔ اودے رنگ کے پتھر اور نیچے عام پیڑوں کے جھنڈ ہیں سب دیکھ رہے تھے۔

راگھو کیا دیکھ رہا ہے۔ اس تجسس کا بوجھ سیما سے برداشت نہیں ہو پایا۔ سیما چیخی، "تم وہاں کیا کچھ دیکھ رہے ہوں؟"

"یہاں ایک اور بوٹ ہے، ایسا لگتا ہے"۔ راگھو نے دھیرے سے کہا۔ میرا خیال ہے کہ کم از کم یہاں ایک اور بوٹ ہے۔ یہ ایسی دکھائی دیتی ہے کہ جیسے کوئی تیرتا ہوا باغ ہے"۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"ایک تیرتا ہوا باغ"

"اس جھیل پر؟"

"کون باغ والا ہے؟" سبھی سوالوں کے ساتھ راگھو پر پل پڑے "تم لوگ خود ہی دیکھ لو" راگھو نے سیما کو دوربین دیتے ہوئے کہا۔ پہلے تو کوئی بھی وہ عجیب چیز نہیں دیکھ سکا۔ مغرب میں جھیل کا گہرا پانی ہلکا نارنگی گولڈن رنگ کا لگ رہا تھا جہاں پر اب سورج ڈوب رہا تھا۔ مشرق میں، البتہ چٹانوں کے سائے جھیل کی پانی کو گھٹا ٹوپ اندھیرے میں کر رہے تھے۔ یہ یہاں اب گہری کالی لگ رہی تھی۔ پہاڑیوں کے پتھر ملے چہرے اور جھیل کے بیچ جنگل گہرے اور غیر دوست لگ رہے تھے۔

"غور سے دیکھو" راگھو نے ہدایت دی، جھیل کے کنارے، اور پیڑ کے قریب، لال رنگ کے پھول ہیں"۔

ایک عجیب سی باہری ہری لکیروں کے ذریعے شکلیں واضح ہو رہی تھیں دور بین کے ذریعے، ایک ایک کر کے انھوں نے اس سمت دیکھا جدھر راگھو نے اشارہ کیا تھا۔ پہلے تو شکلیں پیچھے جنگل کا ایک حصہ لگ رہی تھیں اور جب انھوں نے یکسوئی سے دیکھا تو آخر کار وہ سمجھ سکے ان دھندلی باہری لکیروں کو کہ ایک بہت بڑی بوٹ کنارے لنگر انداز (Anchred) ہے۔

"ہاں، یہ فوکس میں نظر آ رہی ہے" مادھو نے کہا جس کی آخری باری تھی۔

"یہ ان پہیلیوں کی طرح ہے جو کہ ہم میگزین میں دیکھتے ہیں۔ جنگل کی تصویر میں کتنے بندر چھپے ہوئے ہیں ان کی گنتی کرو۔ جانوروں کی آؤٹ لائن اس چالاکی سے سطح پر کھینچی رہتی تھیں کہ لوگ صرف غور کرنے پر، یکسوئی سے دیکھنے پر ہی ان جنگلوں سے ان کو الگ کر سکتا تھا!"

"یہ بوٹ بڑی دلکش اور موہ لینے والی ہے" منو نے غور کیا۔

یہ انوکھی دکھنے والی بوٹ تھی...... خاصی بڑی تقریباً ایک چھوٹے سے گھر اتنی بڑی۔ گہرے ہرے رنگ سے پینٹ کی ہوئی تھی جیسا کہ اس کے پیچھے جنگل تھا۔ صرف ڈھانچہ ہی نہیں بلکہ کنارے یہاں تک کہ عرشہ اور لمبا چوڑا تختہ بھی اسی رنگ میں تھا۔ لگ رہا تھا کہ درمیانی حصے میں تین یا چار کمرے ہیں ایک سیدھی چھت کے نیچے۔ چھت طرح طرح کے پیڑ پودوں جو کہ گملے اور ٹب میں تھے، سے ڈھکی ہوئی تھی۔ بیلیں کیبن پر نیچے کی طرف جھکی ہوئی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا کہ چھت پر چھوٹا سا جنگل پھل پھول رہا ہو۔

"کسی نے اتنے بڑے جہاز کا تصور کیا تھا جو کہ یہاں لنگر ڈالے ہوئے تھا؟" منو کھویا کھویا سا بولا۔ "بیرت پور کا کوئی آدمی یہاں آیا نہیں، اور اگر میں ان کو اس بوٹ کے بارے میں بتاؤں تو کوئی میرا یقین بھی نہیں کرے گا۔ یہ بوٹ کیا ایک پہیلی ہی ہے"۔

"راگھو صحیح کہہ رہا ہے" رینا نے کہا، "ناؤ کا اور اس کے پس منظر کا کتنا صحیح امتزاج ہے۔ کوئی بھی اسے مشکل سے دیکھ سکتا ہے۔ راگھو تمہاری تو بڑی گہری نظر ہے"۔

"اصلاً نہیں" راگھو نے کہا۔ "میں نے صرف کچھ غیر معمولی چیزوں کو تلاش کرنے پر غور کیا"۔

منو جو کہ بہت غور سے آگے کی طرف دیکھ رہا تھا اور 'راج ہنس' کا پر جوش سفر جاری رہا۔ "بوٹ جس کو ہم تلاش کر رہے تھے وہ اب ساحل پر کھڑی کردی گئی تھی، دونوں آدمی بوٹ کو پیڑ کی ایک ٹہنی سے باندھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

انجن کی آواز تبدریج کم ہوتے ہوئے ختم ہو گئی۔ اب اس کا انجن بالکل خاموش تھا۔ یہ تیز رفتار بوٹ، دوسری بوٹ سے کچھ دوری پر تھی۔ جیسا وہ نگرانی کرتے رہے، انھوں نے دیکھا کہ دونوں آدمی اس تیز رفتار بوٹ سے کود پڑے ہیں بغیر ایک لمحہ ضائع کیے اور پھر تیزی سے ساحل کے کنارے چل پڑے۔

"لگتا ہے کہ وہ بہت جلدی میں ہیں" راگھو نے غور کیا۔ "مجھے تعجب ہے کہ ایسا کیوں ہے"۔

"اب ہمیں کیا کرنا ہے؟" مادھو نے پوچھا۔

"ان دو آدمیوں نے جو کہ تیز رفتار بوٹ پر تھے، لگتا ہے انھوں نے ہم پر دھیان نہیں دیا۔ انھوں نے پیچھے مڑ کر ایک بار بھی نہیں دیکھا، سیما نے غور کیا۔ "آخر کار ہم نے بنا آواز کے تیراکی کی جب کہ ان کے ساتھ اچھا خاص شور تھا"۔

"وہ یہ اُمید نہیں کر رہے ہوں گے کہ 'کولا ہیل' میں کوئی دوسری ناؤ بھی ہے" منو نے نشاندہی کی۔ "یہ شاید اس لیے کہ انھوں نے پیچھے مڑ کر دیکھنا گوارا نہیں کیا۔ یہاں ہر آدمی جانتا ہے کہ گاؤں کے لوگ کتنے وہمی ہیں خاص طور سے اس جھیل کے بارے میں"۔

"ہم یہاں اُتر جائیں ان کے تعلق سے" راگھو نے طے کیا۔

"دراصل میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ داغ والا اور اس کا ساتھی اس ہڑبڑی میں کہاں جا رہے ہیں۔ ہم 'راج ہنس' کو اس تیز رفتار بوٹ کے پاس باندھ دیں۔

دس منٹ ساحل پر پہنچنے میں لگ گئے۔ منو نے مستول کے سرے کھول دیے اور اس کو بہت احتیاط سے ناؤ میں نیچے رکھ دیا فوراً ہی 'راج ہنس' کی رفتار خاصی ہلکی ہو گئی۔ منو بڑی مہارت سے دونوں چپوؤں کے سہارے ساحل کی طرف ناؤ کو چلا تا رہا۔

ناؤ ساحل کی طرف بہت آرام سے بڑھ گئی۔ بچے اس کے نیچے زمین کو محسوس کرنے لگے۔ منو تیزی سے کود پڑا اور 'راج ہنس' کو اس طرح گھسیٹتا رہا کہ وہ پانی سے آدھی اِدھر آدھی اُدھر رہے۔ اس نے بڑی مہارت سے ناؤ کو پیڑ کی ایک لٹکی ہوئی ٹہنی سے باندھا۔ جلد ہی ایک کے بعد ایک اور سبھی اس طرح ناؤ سے کود پڑے۔

زمینی سطح پر کیچڑ تھی، ان کے پیر کیچڑ میں سَن گئے، نرسل سے ڈھکی ہوئی زمین اور وہ پچڑ پچڑ کرتے ہوئے سوکھی سطح کی طرف آگے بڑھتے گئے۔ ایک بار وہ پھر تھوڑا رُکے۔

اب وہ جنگل کے کنارے تھے، بڑے بڑے پیڑوں نے ڈوبتے سورج کی کرنوں کو روک رکھا تھا۔ یہاں اچانک اتنا اندھیرا ہو گیا تھا جیسا کہ کچھ منٹ پہلے تک نہیں تھا، جب وہ جھیل میں تھے۔ مشرق میں دائیں طرف بہت بڑی بڑی کھڑی ہوئی چٹانیں تھیں۔ یہ اور بھی زیادہ خطرناک لگ رہی تھی۔ بچے اتنے قریب آئے تو انھوں نے غور کیا کہ بہت ہی کم جھاڑ جھنکار ان چٹانوں پر تھا۔ یہاں منظر بالکل سناٹے اور اندھیارے کا تھا۔ ہر چیز آس پاس خاموش تھیں۔ تھوڑی دیر پہلے پانچوں نے چڑیوں کی خوش کن چہچہاہٹ سُنی تھیں۔ یہاں پر ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی بھی چڑیا ایک دوسرے کو نہیں بلا رہی ہے۔ ہوا میں رطوبت اور خراب سی بو تھی شاید گھنے جنگلوں کے بخارات کی وجہ سے جو ناؤ دیکھی تھی وہ تقریباً ایک کلو میٹر پر تھی۔ کنارے کے ایک موڑ نے اس منظر کو چھپا لیا تھا۔

"اب ہم چلیں" راگھو نے کہا جو کہ آگے آگے چل رہا تھا۔ 'راج ہنس' پر ایک لمبی سواری کے بعد بچے اور منو بھی خوش تھے کہ انھیں پاؤں سیدھا کرنے کا موقع ملا۔ چھوٹی ناؤ تھوڑی دیر کے لیے مفید ہو گئی تھی، ان پانچوں کے لیے۔ وہ ساحل پر چلتے رہے لیکن اپنے آپ کو جھاڑ جھنکاڑ سے بچاتے ہوئے۔

"یہ تو قسمت اچھی ہے جو ہم موٹے اسپورٹس کے جوتے پہنے ہوئے ہیں" سیما نے غور کیا۔ اس نے اپنی جینز کو گھٹنوں سے موڑا کہ وہ سوکھی رہے۔ اسی کی سب نے تقلید کی۔

منو اپنے ننگے پاؤں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا چل رہا تھا۔ وقت وقت پر باقی لوگ اپنے جوتوں کو کیچڑ سے صاف کرتے رہے۔

"کیا تمہیں اس کیچڑ میں چلنا مشکل نہیں ہو رہا ہے؟" مادھو نے منو سے پوچھا، وہ پھر ایک بار جوتے سے کیچڑ صاف کرنے کے لیے جھٹکا۔

منو نرمی سے ہنسا۔ "ننگے پاؤں، جانوروں اور چڑیوں یہاں تک کہ آدمیوں کے لیے بھی چلنے کے لیے بہت اچھا ہوتا ہے؟ یہ بالکل آواز نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ اگر کیچڑ لگ جائے تو ان کو صاف کرنا آسان ہوتا ہے۔ نرسل پر یا پھر ان کو پانی میں ڈبویا اور صاف کر لیا"۔

"یہاں کچھ ٹھنڈک ہے" رینا نے کہا۔ "ایسا بالکل نہیں لگتا کہ یہ گرمیوں کا مہینہ ہے خاص طور سے مئی جون کا۔ مجھے آس پاس کے بو کی اتنی زیادہ پرواہ نہیں ہے لیکن یہاں پر ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی پھل سڑ گیا ہو اور اس کی بُو آرہی ہے۔

"ہواہیں رطوبت ہے" منو نے وضاحت کی، "یہ بہت ہی غیر صحت مند ہے۔ یہ پہاڑیاں، یہ پیڑ اس جنگل کے، سورج کی ساری کرنوں کو روک دیتے ہیں۔ مجھے تو شبہ ہے کہ یہاں دوپہر کو بھی اس جگہ سورج کی کرنیں زیادہ نہیں پڑتی ہوں گی۔

"کیا تم اتنی دور کبھی یہاں پہلے بھی آئے ہو؟" راگھو نے پوچھا۔

"ایک بار" منو نے کہا۔" میں کچھ جنگلی بطخوں کا پیچھا کر رہا تھا جھیل کے دائیں طرف لیکن دراصل یہ پہلی بار ہے جب 'کولا بیل' کے ساحل پر پیدل چل رہا ہوں"۔

"یہ میرے لیے بھی پہلی بار ہے" مادھو نے سنجیدگی سے کہا۔ دوسرے کسی حد تک تناؤ میں ہونے کے باوجود مسکرانے لگے۔

"میں ہمیشہ ان پہاڑوں کی آگے سیاحت کرنا چاہتا تھا یا کم سے کم انھیں قریب سے دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ بیرت پورسے، آسمانوں میں دیکھنے پر ایسا لگتا تھا جیسے کوئی دھبا ہو۔ بہر حال کوئی بھی آدمی، بیرت پور کا میرے ساتھ یہاں نہیں آنا چاہتا تھا۔ منو نے تبصرہ کیا۔

"یہ میرے لیے بہت ہو چکا" رینا نے کہا" مجھے ان پہاڑیوں کے غصیلے تیور قطعی پسند نہیں ہیں"۔

وہ چلتے رہے، وہ اس تیز رفتار بوٹ کے پاس پہنچے جس کا وہ پیچھا کر رہے تھے۔ وہ

ٹھہرے اور بوٹ کو دیکھنے لگے۔ راگھو اس میں کود گیا اور ادھر غور سے دیکھنے لگا۔ یہاں بڑے عجیب طرح کے آلات تھے جو کہ بوٹ کے سامنے کے حصّے میں لگے ہوئے تھے پہیّوں کے ذریعے۔ لیکن راگھو اس بوٹ کے بارے میں بہت کم جانتا تھا اور وہ تو پادر یا پتوار سے چلنے والی ناؤں کے بارے میں بھی کم جانتا تھا۔ ناہی اور بچّے جانتے تھے۔ منو کی بھی تیز رفتار بوٹ کے بارے میں کوئی معلومات نہیں تھیں۔ اس لیے کوئی تعجب نہیں کہ بوٹ کے اس معائنے کے بعد بھی کچھ اتا پتا نا معلوم کر سکے۔

راگھو مختصراً سیٹ کے نیچے دیکھ رہا تھا۔ اس امید کے ساتھ کہ اس سے شاید کچھ اتا پتا مل جائے گا کہ وہ دونوں آدمی کون ہیں لیکن اسے کچھ مل نہیں پایا۔

"وہ لوگ بہت محتاط تھے شاید اسی لیے اپنی پہچان کے بارے میں کوئی انکشاف اپنے پیچھے نہیں چھوڑتے۔ راگھو نے غور کیا اور وہ پھر زمین پر کودنے لگا۔

"وہ ابھی زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے" منو نے کہا، ہم یقینی طور پر اگلے موڑ پر ان کو پکڑلیں گے"۔

وہ آگے بڑھتے رہے۔ وہ جیسا چاہ رہے تھے ویسی اس معاملے میں کوئی تیزی نہیں آپا رہی تھی۔ یہ بہت مشکل تھا وہ جھاڑ جھنکاڑ والی اس زمین پر تیز قدموں سے چلیں۔ اس کے علاوہ وہ جیوں جیوں جنگل میں اندر گھستے جارہے تھے، مچھروں کے جھنڈ ان کے اوپر بھن بھن کر رہے تھے۔ کبھی کبھار ان کے جسم کا کوئی حصّہ اگر بے دھیانی میں کھلا رہ جاتا تو یہ وہاں ضرور شغل فرماتے۔

"اُف" مادھو نے اپنا گال سہلاتے ہوئے کہا، ایک مچھر نے اس کو کاٹ لیا تھا اور بھاگ گیا تھا، مادھو نے زور سے خود ہی اپنے گال پر طمانچہ مار لیا اور اب گال سہلا رہا تھا۔

"تم لوگ اپنے بازو اور ٹانگیں ہلاتے رہو" منو نے صلاح دی، تب انھیں موقع نہیں ملے گا کہ وہ کچھ کر سکیں۔

"اپنے سروں پر دیکھو" سیما نے متوجہ کیا۔

وہ سب اوپر دیکھنے لگے۔ یہاں پر اُڑنے والے کیڑوں کا ایک موٹا سا بادل تھا جنھوں نے ایک ہالہ سا بنا لیا تھا۔ یہ ہالہ ان کا پیچھا کرتا رہا، جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے رہے۔

"مجھے اُمّید ہے کہ کوئی اس ساحل کے کنارے ہمیں آگے بڑھتے ہوئے، نگرانی

نہیں کر رہا ہوگا"۔ منو نے تھوڑی فکر کے ساتھ کہا۔ "یہ ہمارے سروں پر چلتا ہوا بادل ہماری موجودگی کا راز خاموشی سے افشاں کر سکتا ہے اور کوئی بھی یہ خیال کر سکتا ہے یہ پتنگے ان لوگوں کے پاس بھن بھن کر رہے ہیں جو کہ مشرق کی طرف جا رہے ہیں"۔

انھوں نے کوشش کی کہ ان پتنگوں کے جھنڈ کو منتشر کر دیں۔ اس لیے انھیں یہ اپنے بازوؤں سے ہنکار رہے تھے۔ وہ کچھ دیر تک تیزی سے دوڑے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، یہ بادل مستقل ان کے ساتھ چلتا رہا۔

"ٹھیک ہے، یہ ایک اچھی بات ہے کہ اس طرح کا جھنڈ اس داغ والے اور اس کے ساتھی کے سروں پر بھی بھن بھن کرتا ہوا گیا ہوگا۔ چلو اچھا ہے یہ جھنڈ ان کی جگہ تلاش کرنے میں ہماری مدد کرے گا"راگھو نے راضی بہ رضا ہونے کے موڈ میں کہا۔

اچانک رینا، جو کہ آگے جھیل کی طرف دیکھ رہی تھی۔ سیما کے بازوؤں کو زور سے پکڑ لیا۔ اس کے منھ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"یہ دیکھو" وہ چیخی، آدمیوں کی ایک ٹولی، وہ اس جگہ جھیل میں تیراکی کر رہے ہیں۔ وہ کہاں سے آئے؟ وہ کون ہیں؟ اور وہ وہاں اس وقت کیا کر رہے ہیں؟

راگھو فوراً رک گیا اور ادھر دیکھنے لگا، وہ زمین پر دیکھ رہا تھا جہاں سے وہ ٹہلتا ہوا آرہا تھا۔ وہ اس طرح دیکھ رہا تھا کہ وہ اپنے پاؤں مقابلتاً سوکھی زمین پر رکھ سکے۔ بالکل یقینی طور پر، تھوڑا سا ساحل کے کنارے، کالے کالے سروں کی ایک تعداد ڈبکیاں لگا رہی تھی۔ وہ ایسے لگ رہے تھے جیسے پکنک منانے والے ہوں جو کہ تیر رہے ہوں۔

منو تقریباً ایک منٹ تک تیراکوں کی طرف غور سے دیکھنے کے بعد مسکرایا اور کہا، "وہ انسان نہیں ہیں"، انھیں ٹھیک سے دیکھو، یہ وہ چڑیاں ہیں، پانی کی پیلی کن، مجھے یقین ہے کہ یہ بہت کم پائی جانے والی قسم ہے۔ ہم ان کو اپنی جھیل کے کنارے بہت کم دیکھ پاتے ہیں۔ ان کے کالے سر، سفید جسم پر واقعی انسانی سروں کی طرح لگتے ہیں۔ وہ ایسی ہی ہیں نا!"

دوسروں نے بھی دیکھا کہ اس دھند لکے میں ان چڑیوں کے جھنڈ کو دیکھنے پر انسان سمجھنے میں غلط فہمی ہو گئی۔ کبھی کبھار وہ ڈبکی لگاتیں چھوٹی مچھلیوں کے شکار کے لیے۔"

"انھیں دیکھ کر مجھے بڑا جھٹکا سا لگا" رینا نے راحت کی سانس لی اور چلنا جاری رکھا۔ وہ اس طویل بوٹ کو دیکھ سکتے تھے جس کا انھوں نے جائزہ لیا تھا۔ اب وہ اس کے قریب تر ہو رہے تھے۔ یہ اب بھی انجانی سی لگ رہی تھی جیسا کہ پہلے تھی۔

"اب ہم ان پیڑوں کے پیچھے چلیں" راگھو نے طے کیا۔ "ہم نہیں چاہتے کہ ہمیں۔ دیکھ لیا جائے، ہم چلیں؟"

وہ بہت محتاط طور پر پیڑوں کے پیچھے قریبی کناروں پر چلتے رہے۔ وہ جھاڑیوں سے راستے بناتے ہوئے چل رہے تھے۔ رینا نے کوشش کی وہ ایسی چیزوں کے بارے میں نہ سوچے، جیسے سانپ اور بچھو۔ وہ جانتی تھی کہ سانپ ہمیشہ جب زمین پر ارتعاش محسوس کرتے ہیں تو اکثر نیچے اُچھلتے ہوئے کھسکتے جاتے ہیں یہ ارتعاش ان کے لیے تنبیہہ ہوتی ہے کہ کوئی جانور پہنچ رہا ہے۔ وہ انسانوں سے زیادہ ڈرتے ہیں بہ نسبت یہ کہ انسان ان سے ڈریں۔ تاہم وہ رینگنے والے جانوروں کے بارے میں سوچ سوچ کر گھبراہٹ محسوس کرتی تھی۔

منو ننگے پیر ہونے کے باوجود لگ رہا تھا جیسے اس طرح کی چیزوں سے جیسے سانپ وغیرہ سے وہ بالکل بے تعلق ہو۔ اس نے نرمی سے کہا، "ہمیں بالکل آواز نہیں کرنی ہے کیوں کہ بوٹ پر موجود لوگ ہمیں سُن بھی سکتے ہیں کہ ہلکی سی آواز بھی ان تک پہنچ سکتی ہے۔ ہر چیز ہمارے آس پاس بالکل پر سکون ہونی چاہیے۔

"داغ والا آدمی اور اس کا ساتھی کہاں ہے؟" مادھو پھسپھسایا، چاروں طرف دیکھ کر، "ایسا لگتا ہے کہ وہ فضا میں تحلیل ہو گئے، یہاں پتنگوں کا کوئی جھرمٹ نہیں ہے جو دکھا سکے کہ وہ کہاں چھپے ہوئے ہیں"۔

"سچ" راگھو نے کہا، "وہ جہاز میں جا چکے ہوں گے اس ناؤ سے تبھی"۔

انھوں نے اس عجیب سے جہاز کو دیکھا۔ گہرے دھند لکے کے باوجود ہرے بوٹ کا نام دیکھ سکتے تھے۔ سفید حروف میں پینٹ کیا ہوا تھا اس کے بڑے ڈھانچے پر۔ اس کا نام 'جھیل کی روشنی' تھا۔

جھیل کی روشنی

پیڑوں کے پیچھے رہتے ہوئے وہ آرام سے آگے کی طرف چلتے رہے۔ جہاں پر پیڑ ایک دوسرے سے بالکل قریب اُگے ہوئے تھے اور پتیاں بہت ہی گھنی اور ہری تھی۔ انھیں یہ اُمّید تھی کہ وہ کسی کو یہاں سے نظر نہیں آئیں گے اگر کوئی 'جھیل کی روشنی" سے نگرانی کر رہا ہو گا تو!

ایک الو آواز نکال رہا تھا۔ وہ اُچھل پڑے ایسا لگتا تھا کہ وہ کہیں قریب سے ہی بول رہا ہو۔ وہ اوپر کی ٹہنیوں پر ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہے لیکن یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ اندھیرے میں کچھ دیکھ سکیں۔

جنگل میں، زمین پر پتیاں قالین کی طرح بچھی ہوئی تھیں۔ یہ پتے گھنی جھاڑ گھاس پھوس اور بنا پھول کے پودوں کے اوپر جمع تھے۔ اگر چہ اب چلنا زیادہ آسان تھا۔ پتیاں سرسراہٹ کی آواز کر رہی تھیں۔ جب ہوا چلتی اور یہ آواز اس سناٹے میں کسی حد تک تیز لگتی تھی۔

جیسے ہی وہ 'جھیل کی روشنی' تک پہنچے انھوں نے تھوڑی تیز اور اس کے بعد مستقل تیز تر ہوتی ہوئی میوزک کی آواز سُنی۔

" یہ پراسرار اور حیرت انگیز ہے" سیما پھسپھسائی۔ "لوگ عرشے پر بیٹھے میوزک سُن رہے تھے۔ مجھے ایسی اُمّید نہیں تھی، وہ بھی اس طرح کی سنسان اور انجان جگہ پر۔

مادھو نے سر ہلایا "اگر داغ والا اور اس کا دوست اس بوٹ میں آ گئے ہیں جیسا کہ ہم مانتے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ وہ بھی میوزک پسند کرتے ہیں۔ حیرت انگیز! سوچو کیا یہاں ہر طرح سے مشکلوں سے آنا کیا صرف آرام کرنے اور میوزک سننے کے لیے ہے......"

میوزک تیز ہوتی جا رہی تھی جیسے ہی وہ بوٹ کے پاس پہنچے۔ " جھیل کی روشنی' میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو اس میوزک کی وجہ سے ہمارے قدموں کی آواز سننا بہت مشکل ہے"۔

راگھو اچانک رُکا، "ہے!" اس نے پرجوش لیکن دھیمے سے دوسروں سے کہا، "میں اس میوزک کو پہچانتا ہوں، وہ 'ریڈیو انقلاب' سُن رہے ہیں"۔

سبھی نے اپنے سر ہلائے اور زیادہ دھیان سے سننے لگے۔ "میرا خیال ہے کہ تم صحیح کہہ رہے ہو"۔ سیما نے کہا۔ "یہ آواز اسی کا ٹکڑا لگ رہی ہے جو کہ ہم نے چپسی میں سُنی تھی مندر کے قریب آتے ہوئے......"

داغ والا اور اس کا ساتھی، وہ بھی اسی اسٹیشن کو سُن رہے تھے اس دن بھی۔ مادھو نے یاد دلایا، "وہ دونوں خفیہ ریڈیو اسٹیشن کے سلسلے میں کچھ کر رہے ہیں۔ مجھے تو اس بارے میں اب بالکل یقین ہو گیا ہے"۔

"ہاں" رینا نے کہا، "ورنہ کیوں وہ 'ریڈیو انقلاب' کی میوزک سُنیں جب بھی ہم ان کے پاس پہنچے؟ لگتا ہے کہ وہ اس اسٹیشن کے بہت شوقین ہیں!"

وہ اب 'جھیل کی روشنی' کے سامنے تھے پانچوں، پیڑ کے اوٹ میں رُک گئے اور بوٹ کو غور سے دیکھنے لگے۔ وہ بہت محتاط ہو کر چھُپ کر کھڑے ہو گئے۔ تاکہ داغ والا اور اس کا ساتھی اگر باہر دیکھیں تو وہ نظر نہ آئیں۔ آخری بچی کھچی دن کی روشنی، عجیب سی ہرے بوٹ پر چمک رہی تھیں۔

'جھیل کی روشنی' اس طرف سے پرتجسس جگہ تھی۔ وہ لوگ جب اس بوٹ کو 'کولا بَیل' کا جانب سے دیکھ رہے تھے۔ وہاں سے دیکھنے پر 'جھیل کی روشنی'، جنگل اور پہاڑوں میں چھُپ گئی تھی۔ اب یہ جھیل کی بالکل مخالف سمت ہونے کی وجہ سے نمایاں ہو رہی تھی۔ ڈوبتے سورج کی سُنہری پیلی کرنیں اب مرجھانے لگی تھیں۔ وہ جہاں کھڑے تھے یہ دیکھ سکتے تھے کہ گھنی جھاڑیاں سیدھی کیبن کی چھت پر روپی ہوئی تھیں۔ بوٹ کے ایک سرے پر ایک بڑا ڈرم پڑا ہوا تھا جب کہ دوسرے سرے پر ایک چھوٹا سا چھپر پڑا ہوا تھا۔ ایک لمبا اور کم چوڑا تختہ بوٹ کے عرشے اور سوکھی زمین کو جوڑے ہوئے تھا۔

پہاڑیوں کے اُداس سائے بوٹ کو چھو رہے تھے جو کہ اس کو ڈراؤنے بنا رہے تھے۔ کیبن کی ساری کھڑکیاں بند تھیں۔ اندر کا کچھ بھی نہیں دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں نہ تو کوئی عرشے پر تھا اور نہ ہی آس پاس سوائے اس کے کہ بوٹ...... 'جھیل کی روشنی' سے میوزک اچھی طرح باہر آ رہی تھی۔



منو جو کہ بوٹ کو دھیان سے لیکن تیوری چڑھائے دیکھ رہا تھا، اب بڑے ہی پر جوش انداز میں بڑبڑایا، بوٹ پر جو پودے ہیں اس کے گہرے ہرے رنگ ہیں اور اسے جنگل کا ہی ایک حصّہ بنا رہے ہیں جب کہ اسے دور سے دیکھا جائے۔ کوئی شخص اس بوٹ میں اپنے آپ کو چھپائے ہوئے کوئی گہرا اور تکلیف دہ معاملہ کر رہا ہے۔ اس کی بنیاد اس جنگل میں بنانے سے اس بات کو اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ کسی حد تک ان ٹینکوں اور اینٹی ایر کرافٹ گن جو کہ ہرے اور براؤن رنگ سے رنگے ہوئے موٹے پردے سے ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کی طرح ہیں۔ راگھو کچھ غیر معمولی چیز تلاش کر رہا تھا اس کے علاوہ وہ اپنی دوربین کے گلاسوں کو استعمال کرتا رہا، اس کا سارا دھیان اسی میں لگا ہوا تھا۔

"ہاں، میرا خیال ہے کہ تم صحیح کہہ رہے ہو" راگھو نے دھیرے سے کہا،
"کچھ لوگ ملک کو پریشانی اور مشکل میں ڈالنے کی کوئی بہت بڑی سازش کر رہے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ 'جھیل کی روشنی' کا کسی کو پتا نہ چل پائے جس کو انھوں نے اسی ڈھنگ سے چھپا رکھا ہے"

"کوئی کیوں اس بوٹ کی چھپانا چاہ رہا ہے؟" سیما نے تعجب سے کہا، "کچھ دال میں کالا ضرور ہے!"

"ہاں، یہ عجیب بات ہے" راگھو نے کہا ۔"اور دوسری بات" اس نے جوڑا، "وہ آدمی جن کا ہم پیچھا کر رہے ہیں۔ دھبے کے چہرے والا اور اس کا ساتھی۔ وہ کہاں غائب ہو گئے؟ ایسا لگتا ہے کہ ان کو کہیں تلاش ہی نہیں کیا جا سکتا۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بھی ہماری طرح شکار کی تلاش میں ہیں۔ جنگل کے اِرد گرد یا پھر وہ کہیں آگے نکل گئے ہیں۔ اب میں جو جاننا چاہتا ہوں، یہ بوٹ پہلے پہل کیسے آئی؟ یہ کہاں سے آئی؟ یقیناً وہ یہاں نہیں بنائی گئی ہوگی! راگھو بولا!"

"یہ بہت مشکل نہیں ہے کہ بوٹ یہاں لائی جائے۔ یہ بوٹ اس راستے لائی جا سکتی ہے۔ جہاں جھیل اور ندی ملتے ہیں اور اس وقت جب کہ ان کے جوڑنے والے راستے میں ریت نہ ہو۔ یہ راستہ مجھے یقین ہے کہ اس بوٹ کے لیے کافی چوڑا ہے" منو نے کہا۔
"کیا تم نے دیکھا ہے؟" رینا نے پوچھا۔

"نہیں میں نے نہیں دیکھا ہے" منو نے اقرار کیا۔ "لیکن ایک افسر نے مجھے تفصیل بتائی تھی کہ 'کولا نیل' کچھ وقت سکڑتی ہے یہاں تک کہ برسات کے موسم میں بھی جیسا کہ دیکھا گیا تھا، اس نے اس کے سکڑنے کی وجہ کا پتا لگایا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ یہ دریائی راستے اس وقت بہت چوڑا ہوتا ہے اور اس سے ایک طویل بوٹ بھی آسانی سے گذر سکتی ہے"۔

"اس طرح وہ بوٹ یہاں لائی گئی" سیما نے کہا۔

"اس کے علاوہ" منو نے بات جاری رکھی، "اس راستے پر اتنا سناٹا رہتا ہے کہ کسی بھی شخص کو وہاں دیکھے جانے کا امکان ہی نہیں رہتا کہ وہ یہ دیکھ سکتا 'جھیل کی روشنی' 'کولا نیل' میں سفر کر رہی ہے۔"

"اب ہم کیا کر سکتے ہیں؟" رینا نے حیرت سے پوچھا۔

"میرا خیال ہے...... منو، ایک منٹ انتظار کرو" راگھو نے درمیان میں ہی جملہ کاٹ دیا۔

ایک آدمی 'جھیل کی روشنی' کے عرشے پر ظاہر ہوا۔ بچّوں نے بات کرنا بند کر دیا، اور جہاں تک ممکن ہو سکا بے حرکت کھڑے رہے۔ مادھو جو کہ پیڑ کے سامنے کھڑا تھا، آرام سے اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ ایک آدمی، اس خفیہ بوٹ پر! انھوں نے سوچا کہ ابھی چھپا رہنے میں ہی عافیت ہے۔ اگر وہ دیکھ لیے گئے تو بلاشبہ وہ مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ وہ سبھی پیڑ کے پیچھے آپس میں قریب ہو کر چپکے سے پڑے رہے اور انتظار کرتے رہے۔

وہ آدمی جو عرشے پر چڑھا ہوا تھا، لمبا تھا۔ اس نے گول کالر والی سفید رنگ کی موٹے کپڑوں کی شرٹ اور کالی پینٹ پہن رکھی تھی۔ وہ اوپر پہنچے، اِدھر اُدھر چاروں طرف کسی مقصد کے تحت دیکھ رہا تھا۔ اس نے سامنے اور کیبن کے پیچھے بھی دیکھا۔ وہ جیسے کسی چیز کی تلاش کر رہا ہو۔ وہ رکا اور چلّایا "کچھ نہیں ہے یہاں!" وہ کیبن میں کسی سے بات کر تا لگ رہا تھا۔

"تب واپس آجاؤ" آواز نے کیبن کے اندر سے کہا۔ "یہ دوسری آواز بھاری اور دلکش تھی۔ اس گھنے جنگل اور دہشت ناک جنگل میں ان کی یہ آواز اُبھری" یہاں پر بہت سارا کام کرنا باقی ہے۔ آجاؤ اور میری مدد کرو"۔

"لیکن آواز ہم نے سُنی ہے......" عرشے پہ کھڑے طویل شخص لگتا تھا جب اس نے یہ کہا تو فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ وہ آدھا مڑا تھا، جانے کے لیے تب ایک بار پھر اس نے گہری نظر سے جائزہ لیا۔ اس نے کیبن پر اُگی جھاڑیوں تک کو دیکھ ڈالا۔

"یہ کوئی چڑیا ہو سکتی ہے جو کہ عرشے پر یا چھت پر آئی ہو گی" دوسری آواز نے اندر سے کہا۔

'ریڈیو انقلاب' کا میوزک چلنا رُک گیا تھا۔ بچّوں نے صاف طور سے دونوں آوازوں کو سُنا۔

وہ آدمی جو کہ عرشے پر تھا، لگ رہا تھا اس کو سمجھ میں آ گیا ہو۔ وہ آخری بار چاروں طرف دیکھتے ہوئے کیبن میں چلا گیا۔ اس کو دیکھنے والوں میں پھر جان میں جان آئی۔

راگھو کیبن کی طرف گہری نظر سے دیکھ رہا تھا جہاں سے ان دیکھے آدمی کی آواز اُبھری تھی۔ "وہ آواز" اس نے غور و فکر کرتے ہوئے کہا، "وہ جو کیبن کے اندر سے آ رہی تھی۔ میں نے کہیں سُنی ہے۔ حال ہی میں سُنی ہے۔ مجھے یہ یقین ہے۔ لیکن یہ کہاں سُن سکتا ہوں؟" اس نے تیوری چڑھائی اور یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

منو بھی پہلیاں بوجھتا رہا لیکن اسے کچھ اور چیزیں پریشان کر رہی تھیں اس نے 'جھیل کی روشنی' کے دوسرے کنارے کی طرف غور کیا۔

"یہاں کوئی بات عجیب سی ہے اس سلسلے میں" اس نے دھیرے سے کہا، "یہ طاقتور ڈیزل انجن سے چلتا ہے جیسا کہ اس سائز کے بوٹ میں ہوتا ہے۔ اور تم دیکھ رہے ہو وہاں ایک انجن روم؟" اس نے اشارہ کیا ایک نیچے ڈھکے چھپر کی طرف جو کہ بوٹ کے ایک طرف تھی۔ ایک پائپ لگا ہوا تھا چھت سے L کی شکل میں۔

"ہاں آگے بتاؤ" راگھو نے تناؤ میں کہا۔

"تم نے کیا غور نہیں کیا، کچھ عجیب سی چیز" منو نے بات جاری رکھی "اس کے علاوہ وہ عجیب سے پتے، میرا مطلب ہے...... وہ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اپنے آپ سے بحث کر رہا ہو"۔

منو کے کہنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ دوسرے بھی سامنے بوٹ کی طرف دیکھنے لگے۔ یہ پانی میں کھڑی تھی، بالکل غیر متحرک سی۔ بدشکل سی۔ اس کے باوجود کہ وہ

لمبے مستول جیسا کھمبا ایک کنارے پر لگا ہوا تھا لیکن بوٹ بالکل عجیب سی بیٹھی ہوئی اور چپٹی سی لگ رہی تھی۔

منو کا 'راج ہنس' زیادہ شاندار دکھائی دے رہا تھا۔ اس بھونڈی سے دکھائی دینے والی بوٹ کے مقابلے میں، رینا نے سوچا۔ اس کا مستول البتہ کسی بھی طرح سے اس کا حصّہ نہیں لگ رہا تھا۔

مستول!" بے شک" رینا اچانک چیخ پڑی، "ایک بوٹ جس کا ڈیزل انجن بھی ہو بھلا اس کو مستول کی ضرورت کیوں پڑ گئی۔"

سبھی ایک دوسرے کو حیرانی وا لجھن سے دیکھنے لگے۔ انھوں نے ناؤ کے مستول کی طرف دیکھا۔ انھوں نے غور کیا کہ کچھ تار مستول کے اوپری حصّے سے لپٹے ہوئے عرشے کے لمبے تخت پہ اور کیبن کی چھت پر گئے ہوئے تھے۔

"ایک ڈیزل بوٹ" مستول کے ساتھ ملاحی کے لیے؟ منو نے کہا۔ وہ اب بھی غور سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے کبھی ایسی انوکھی اور عجیب سی چیز نہیں دیکھی۔ اس نے تیزی سے ایک فیصلہ کیا اور کہا کہ میں بوٹ پر جا رہا ہوں کہ اصلاً وہاں کیا ہے"۔

"میں بھی تمہارے ساتھ آؤں گا"۔ راگھو نے فوراً کہا۔ اس نے اپنے کندھے اُچکائے۔

مادھو اور سیما نے بھی ایک ساتھ کہا، "میں بھی!" وہ بھی سیدھے کھڑے ہو گئے۔

رینا نے گہری سانس لی اور کہا، "میں یہاں اکیلی تو نہیں رہ سکتی جب کہ تم سب بوٹ پر جا رہے ہو"۔ وہ گھبراہٹ محسوس کر رہی تھی۔ گہرے بھونڈے اور دُھندلی چٹانوں کو دیکھ کر جو کہ اس کے پیچھے تھیں۔ ان کی ناہموار اور سنگلاخی چوٹیاں اندھیرے میں اور زیادہ خطرناک لگ رہی تھی۔ چٹانوں کے پتھر ایسے لگ رہے تھے جیسے ان پر گہرے زخم ہوں۔ رینا نے ایک بار پھر آگے کی طرف دیکھا اور کسی قدر گھبراہٹ بھری آواز میں کہا، "یہاں پر کھڑے ہو کر مجھے طرح طرح کے خیالات آئیں گے، اگر تم سبھی جا رہے ہو تو میں بھی ساتھ ہی چلوں گی۔

منو نے ان سب کو دیکھا اور سنجیدگی سے کہا۔ "میں واقعی یہ نہیں سمجھتا کہ یہ عقلمندی ہے۔ اگر ہم سبھی چلے جائیں گے، ہمیں ڈھونڈ لیا جائے گا۔ آخر کار پانچ کا ایک ہجوم ہوتا ہے لیکن اگر میں اکیلے جاتا ہوں تو میں چاروں طرف غور سے دیکھ سکتا

ہوں۔اور واپس آجاؤں گا، کوئی وقت بالکل نہیں لگے گا، تب ہم بیرت پور واپس چلے چلیں گے۔

"تمہیں وہاں اکیلے بالکل نہیں جانا ہے" راگھو نے مضبوطی سے کہا۔

"کون جانتا ہے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے؟ جس آدمی کو عرشے پر دیکھا تھا وہ دوست جیسا تو نہیں لگ رہا تھا۔ ہمارا ساتھ چلنا زیادہ محفوظ رہے گا"۔

"ہاں" سیما نے کہا "اس کے علاوہ اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا تو ہم ایک گروپ کے طور پر کم مشکوک لگیں گے۔ ہم انھیں بتائیں گے کہ ہم کھو گئے ہیں یا بھٹک گئے ہیں یا اس طرح کا کوئی بہانہ کریں گے۔ وہ اس طرح ہمارا زیادہ یقین کر سکتے ہیں کہ ہم معصوم اور انجان ہیں خاص طور سے اگر انھوں نے رینا اور مجھے بھی تم لڑکوں کے ساتھ دیکھا"۔

منو اب بھی سمجھنے میں ناکام رہا، "تمہاری ممّی کیا کہیں گی؟" اس نے راگھو سے فکر مندی سے پوچھا۔

"فکر مت کرو" راگھو نے پھر یقین دلاتے ہوئے، اس بڑے لڑکے سے کہا۔ "ہم نے اس طرح کی کافی مہم جوئی کی ہے۔ میں اس کے بارے میں بھی بتاؤں گا جب واپس جائیں گے۔

"تو سبھی ساتھ آؤ" منو نے کہا۔ "خبردار رہو، جتنا ممکن ہو سکے ہمیں احتیاط رکھنی ہے۔

انھوں نے بہت احتیاط سے چلنا شروع کر دیا۔

'جھیل کی روشنی' جھیل کے ساحل سے کچھ دوری پر لنگر انداز تھی۔ منو دبے پاؤں بلی کی طرح چلتا رہا، اس چھوٹے سے جلوس کی رہنمائی کرتے ہوئے، پیچھے سے پیڑوں کی پناہ لیتے ہوئے۔ رینا بوٹ کو گھبراہٹ سے دیکھ رہی تھی۔ جیسے ہی وہ کھلے میں آئے۔ اب وہ آسانی سے دکھائی پڑ سکتے تھے، اگر وہ انھیں اندر سے دیکھتے۔ بہر حال یہ اِرد گرد کسی کو نہیں دیکھ رہے تھے صرف نیچے دیکھتے ہوئے تاکہ وہ جان سکیں کہ ان کے پیر آخر کہاں پڑ رہے ہیں، چل رہے تھے۔

پہلے کیچڑ بھرے ساحل سے لے کر اب تک یہاں پہنچنے تک انھوں نے اپنی پالیسی، اپنا اعلانیہ خود بنایا اور دشمن کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اب وہ 'جھیل کی روشنی' کے اتنے قریب تھے کہ وہ بہت بڑی دکھائی دے رہی تھی۔

"تم لوگ ٹھیک ہو نا؟" منو سب سے پوچھتے ہوئے بدبدایا، جب وہ بوٹ کے تختے کے مقام پر پہنچا۔

"ہاں فکر نہ کرو" راگھو نے کہا۔ اس نے رینا کو دیکھا اور پوچھا، "کیا کسی مدد کی ضرورت ہے؟"

"نہیں، میں خود کو سنبھال لوں گی" رینا نے مضبوطی سے کہا۔ ایک بار جب اس نے اپنا ذہن بنالیا، رینا ایک ثابت قدم کردار کی لڑکی تھی۔

وہ دھیرے دھیرے محتاط طریقے سے کم چوڑی لکڑی کے تختے کی طرف چلے۔ لکڑی کی چھڑیں اس تختے پر، ذرا ذرا سی دور پر ٹھونکی ہوئی تھیں اس سے ان کو سہارا مل رہا تھا جیسے جیسے وہ اپنی ایڑیوں کو اس تختے پر رکھتے تھے۔

جلوس کے پیچھے چلتے ہوئے، مادھو نے پانی جو کہ نیچے بہہ رہا تھا، کی طرف دھیان دینے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اب تختے پر ٹھیک اونچا لگ رہا تھا۔ پانی کا بہاؤ جس نے کنارے کو بوٹ سے الگ کرر کھا تھا، لگ رہا تھا کہ اس کے لیے کبھی ختم نہیں ہوگا۔ وہ بہت احتیاط سے سیما اور رینا کے پیچھے چل رہا تھا۔ اس نے کسی کو یہ پتا نہیں چلنے دیا تھا کہ یہاں تک کہ اپنی جڑواں بہن سے بھی کہ وہ اونچائیوں سے ڈرتا تھا حتیٰ کہ اسے دوسری منزل کی کھڑکی سے بھی اسے چکر محسوس ہونے لگتا۔ اب اس کے قدم اسے تنگ تختے پر اونچے اور اونچے لیے چلے جارہے تھے۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کا دل زوروں سے دھڑک رہا ہے۔ اس نے اسے نظر انداز کیا اور کمر باندھ لی اور صرف تنگ تختے کو دیکھتا رہا۔ اس پر زیادہ دھیان دیا کہ ایک وقت میں ایک ہی قدم اُٹھائے۔ دائیں۔ بائیں۔ بائیں۔ دائیں۔ بائیں۔ دائیں وہ اس لے سے آپس میں مدد کررہے تھے۔ منو پہلے ہی عرشے پر پہنچ چکا تھا۔ ہاں...... اور راگھو خود بھی بائیں۔ دائیں۔ بائیں کرنے لگا۔ بوٹ میں اور یہاں بھی وہ رینا اور سیما کی مدد کررہے تھے۔ "اگر پانی میں ہم گر جائیں تو کتنا زوردار چھپاکا ہوگا" اس نے کہا "اس کے بارے میں بالکل نہ سوچو نہ دھیان دو۔ صرف بائیں۔ دائیں۔ بائیں۔ دائیں۔ اس نے محسوس کیا کہ منو نے اس کے کندھوں کو شدت سے پکڑ لیا ہے۔ وہ عرشے پر پہنچ چکے تھے۔ وہ چاروں ہاتھ پاؤں سے چڑھے اور چاروں طرف دیکھنے لگے۔ راگھو کی ہتھیلیاں پسینے سے شرابور تھیں۔ ورنہ وہ بالکل ٹھیک محسوس کررہا تھا۔

یہاں کوئی بھی بوٹ پر نہیں دکھائی دے رہا ہے۔ موسیقی بھی بند ہو گئی تھی۔ کوئی بھی چیز اندر سے نہیں سُنی جا رہی تھی حتیٰ کی آوازیں بھی۔

منو نے فیصلہ کیا، "اس راستے سے!" وہ پھُسپھسایا۔ "ہمیں اس چھت کی طرف چلنا چاہیے جو کہ بوٹ کے آخر میں ہے"۔

دوسرے سبھی گھات لگانے کے انداز میں جھک گئے جیسا کہ منو نے کیا تھا۔ وہ بہت تیزی سے بوٹ کے آخری کنارے کی طرف چلنے لگے۔

"اپنے سروں کو نیچا ہی رکھنا" منو نے بہت دھیمی آواز میں کہا۔ ہم کو اس کیبن سے نہیں دکھائی پڑنا چاہیے جب کہ ہم اس چھت پر ہوں"۔

جیسے وہ کیبن سے گذرے، بچّے تھوڑا اور کندھے وسر جھکا کر چلنے لگے، اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ نیچے بند روشن دان ہیں۔ جیسے ہی وہ ادھر سے گذرے۔ راگھو نے بڑبڑاہٹ کی آواز سُنی۔ پھر ان آوازوں نے دوبارہ ان کی یادداشت کو جھنجھوڑ دیا تھا۔ انھوں نے پہلے بھی اسے کہیں سُنا ہے"۔

وہ اب عرشے کے پچھلے حصّے میں تھے، بالکل کھلے میں، کوئی چیز ڈھکنے والی نہیں، اگر کوئی بھی انھیں اچانک دیکھ لے۔

وہ بوٹ کے پچھلے سرے پر ایک چھوٹے سے احاطے کے پاس پہنچے، اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا، وہ کچھ ہی میٹر دور تھا۔ دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ چاروں بچّے منو کے پیچھے چلتے رہے جو کہ دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اور......بچّے قید کر لیے گئے

اور تب واقعتاً ساری باتیں جلدی جلدی رونما ہونے لگیں۔ اب بھی ایک ہی قطار میں بچّے منو کے پیچھے اس چھوٹی سی چھت کے دروازے کی طرف چل رہے تھے۔ یہاں منو رُک گیا۔ دوسرے اس کے چاروں طرف جھرمٹ بنا کر بیٹھ گئے اور گھور گھور کر دیکھنے لگے۔

پہلے تو انھیں کچھ دکھائی نہیں دیا کیوں کہ اس چھوٹے سے کمرے میں اندھیرا

تھااور پھر انھوں نے اپنی گردنیں گھمائیں اور بہت محتاط ہو کر دیکھنے لگے جب ان کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہوئیں۔ چیزیں دھندلکے میں اُبھرنے لگیں۔ اور پہچانے جانے کے قابل شکلیں دکھائی دینے لگیں۔

یہ کمرہ انجن روم کے علاوہ ایسا لگتا تھا کہ کسی طرح کا اسٹور روم بھی ہے۔ ایک سرا ترپال کے ذریعے الگ کیا گیا تھا جو کہ ایک چھڑ پر پردے کی طرح لٹک رہا تھا۔ ظاہر ہے پیچھے انجن ہے۔

اور ترپال کے اس طرف ایک دیوار بڑے ڈرم اور ٹین سے بنائی گئی تھی۔ راگھو نے سوچا کہ اس میں ڈیزل، مشین کا تیل اور اس طرح کی دوسری چیزیں ہوں گی، بوٹ کے انجن کے لیے۔ سُن کی رسّی کا ایک موٹا گولا فرش پر پڑا ہوا تھا۔ کمرے کے دوسرے کونے پر کچی لکڑیوں کا ڈھیر جمع تھا۔ اگرچہ ایک بلب چھت سے لٹک رہا تھا لیکن اسے ابھی جلایا نہیں گیا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ کمرے میں کوئی نہیں۔

"آؤ اب ہم اندر چلیں" راگھو نے کہا، "ورنہ ہم لوگ کیبن سے دیکھ لیے جائیں گے۔

جلد ہی بچّے منو کے پیچھے پیچھے اندر کی طرف چلے۔ وہ ذرا جھکے جب وہ دروازے کے راستے جا رہے تھے کیوں کہ یہ چھوٹا اور نیچا دروازہ تھا یہاں تک کہ مادھو کو بھی جھک کر جانا پڑا۔

اندر پہنچنے پر ہر ایک نے آزادی کی سانس لی۔ مادھو نے ماتھے کا پسینہ اپنی ٹی شرٹ کی آستین سے پونچھا۔ رینا جیسا کہ پہلے گھبرا رہی تھی ویسی گھبراہٹ اب نہیں محسوس کر رہی تھی۔ اس نے اپنی چوٹیاں پیچھے کی طرف کیں اور چاروں طرف تجسّس سے دیکھنے لگی۔

اس چھوٹے سے کمرے میں گرمی زیادہ ہی تھی، گرمی اور گھٹن سے بھرے ہوئے اس کمرے میں ڈیزل کی بو بہت تیز تھی۔ ایک چھوٹی کھڑکی اونچائی پر تھی جس سے مدھم روشنی کمرے میں آرہی تھی۔ یہ کھڑکی وہ جنگل سے بڑے پیڑوں کے درمیان، باہر سے دیکھ چکے تھے۔

منو ڈرم کی بنی ہوئی قطار کی دیوار کی طرف چلا، وہ جھکا اور اس نے ایک ڈرم کو

سونگھا۔ "یہ ڈیزل ہے' بالکل ٹھیک" اس نے کہا دوسرے ڈرم کی طرف مڑتے ہوئے۔ "اور کچھ ٹینوں میں موٹر آئل ہے، میرا خیال ہے"۔

"مجھے حیرت ہے یہ کریٹ (ٹوکرے) یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

راگھو نے پوچھا۔ وہ اس کا بغور مشاہدہ کرنے کے لیے آگے بڑھا۔

ان کریٹوں کے ڈھیر راگھو سے بھی زیادہ لمبے تھے۔ اکثر کریٹ کے حروف اسٹینل کیے گئے تھے۔ راگھو نے غور سے دیکھا اس دھندلی لائٹ میں حروف تہجی کی ترتیب دیکھی۔ یہ کوشش کرتے ہوئے کہ ان کریٹوں پر کیا اور کس کا پتا لکھا ہوا ہے۔"

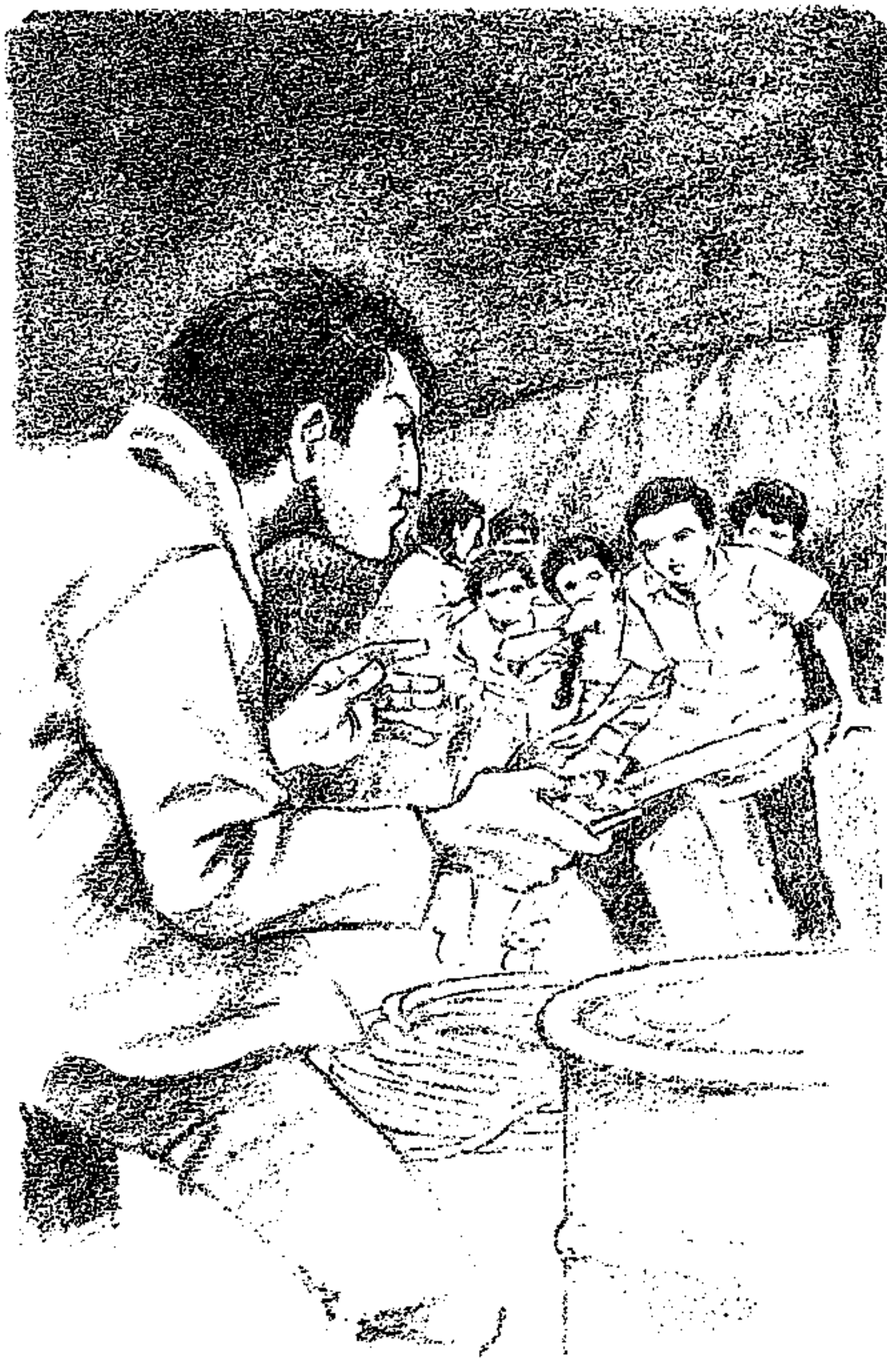
کریٹ اور دروازے کے بیچ ایک ذرا سی خالی جگہ تھی۔ جب راگھو اس جگہ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسے یہ دیکھ کر دھچکا لگا کہ ایک آدمی وہاں گھات لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کی چمکتی ہوئی آنکھیں سیدھے راگھو کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے تھیں۔

اس سے پہلے کہ راگھو جانتایا سمجھتا اور اس سے پہلے کہ اس پر اس کا کچھ ردِ عمل ہوتا۔ وہ آدمی کریٹ کے پیچھے سے نکل آیا۔ اس کی ایک آنکھ چمک رہی تھیں۔ اس آدمی نے فوراً راگھو کا بازو پکڑ لیا اور دیوار کی طرف دبا دیا، اور دوسرے ہاتھ سے اس کا منھ بند کر دیا۔ اس آدمی کے لمبے اور کھردرے ہاتھوں نے اس کے چہرے کو اس قدر دبا دیا تھا کہ راگھو کو سانس لینے میں مشکل ہونے لگی۔ اس ہنگامے کی آواز نے لوگوں کا رُخ ادھر موڑ دیا۔ ایک اجنبی کا اچانک آجانا ان کے لیے اتنی حیرت کا باعث تھا کہ وہ ٹھٹھکے سے کھڑے رہ گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ کسی ردِ عمل کا اظہار کریں یا کچھ سمجھیں کہ کیا ہو رہا ہے ایک دوسرا آدمی اچانک پیچھے کے دروازے سے ظاہر ہوا۔ وہ گروپ کی طرف مڑا اور خطرناک طریقے سے 'سی' کی آواز نکالی اور کہا، "پُرسکون رہو چلاہٹ بالکل نہیں، سمجھے؟"

اس کے ہاتھ میں تیز اور بھونڈا سا چاقو تھا۔ کمرے کی دھندلی روشنی میں اس کی شیطان جیسی جھلک نظر آئی۔

مادھو، منو، سیما اور رینا ساکت بُت سے بنے کھڑے رہے۔ انھوں نے چاقو والے آدمی کو خوف زدہ نظروں سے دیکھا۔

اس درمیان، راگھو اس آدمی سے جدوجہد کر رہا تھا، جس نے اسے پکڑ رکھا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کے پھیپھڑے میں کچھ ہوا حاصل کرنی چاہیے جتنی جلد ممکن



ہو سکے۔ اس آدمی نے اس کا منھ بہت سختی کے ساتھ پکڑ رکھا تھا۔ اس لیے اسے اس حقیقت کا دھیان نہیں تھا کہ اس آدمی نے اس کو قیدی بنا رکھا ہے جہاں سے وہ دوسروں کو نہیں دیکھ سکتا تھا اور نا ہی دوسرے آدمی کو جو کہ اپنے چاقو سے دھمکی دے رہا تھا۔

اپنے آپ کو الگ کرنے کے لیے اس نے اس آدمی کی ٹانگ میں ٹکر ماری لیکن اس کو پکڑنے والا اس کے لیے زیادہ عیار تھا۔ اس آدمی نے دیکھ لیا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے اپنے پیروں کو غیر معمولی طریقے سے تیزی سے ہٹایا۔ بہر حال راگھو پر اس کی مضبوط پکڑ ڈھیلی نہیں ہوئی۔

ایک بار پھر راگھو نے اپنے آپ کو آزاد کرنے کی کوشش کی جب کہ دوسرے خوف زدہ ہو کر دیکھتے رہے۔ راگھو نے اپنے پاس ہی رکھی ہوئی کریٹ سے اپنے پیروں سے ربط قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ کچھ ہی لمحے میں ان کریٹوں کا ڈھیر تھوڑا سا ہلا اور تب کان پھاڑنے والی آواز کے ساتھ پورا ڈھیر درھم برہم ہو گیا۔

اس آدمی نے جس نے راگھو کو پکڑ رکھا تھا۔ اسے چھوڑ دیا۔ راگھو نے گہری گہری سانسیں لیں اور اپنے سر کو ادھر ادھر ہلایا۔ اور گلا صاف کرنے لگا۔

اسی درمیان ٹوکرے شور کے ساتھ ہر سمت میں اِدھر اُدھر بکھر گئے۔ ایک چھوٹا سا کریٹ فرش پر دوبارا اُچھلا اور جس نے چاقو پکڑ رکھا تھا، اس کے اوپر زور سے گرا۔ اس کی دائیں ٹانگ پر زوردار ٹکر لگی۔

"اُف" اسی آدمی کے منھ سے بے ساختہ چیخ نکلی۔ اس نے چاقو گرا دیا اور جھک کر اپنی ٹانگ سہلانے لگا۔ منو کا ردِ عمل اتنا تیز تھا جیسے بہت دباؤ میں بجلی کڑکتی ہو۔ وہ اُچھل کر حرکت میں آگیا۔ اس سے پہلے کہ وہ تھوڑا اور جھکے۔ منو اس کی پیٹھ پر کود گیا۔ دونوں گر پڑے اور فرش پر جدوجہد کرتے رہے۔

اسی درمیان مادھو اور سیما اس آدمی کی طرف دوڑے، جس نے راگھو کو پکڑ رکھا تھا۔ وہ اس انداز میں اپنے ساتھی کو دیکھ رہا تھا جیسے کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا ہو۔ جو آدمی منو کو اپنی پیٹھ سے ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا اس سے پہلے کہ وہ پہلا آدمی اس کی مدد کے لیے جائے۔ مادھو اور سیما اس آدمی پر ایسے ٹوٹ پڑے جیسے کہ وہ چھوٹے چھوٹے ہوا کے بگولے ہوں۔

آدمی ایک لمحے کے لیے گر پڑا جیسے ہی جڑواں نے جھپٹا مارا۔ انھوں نے کوشش کی اس کے بازوں کو پیٹھ کے پیچھے کھینچ لیں اور اس کو قیدی بنالیں۔ بہر حال اس آدمی نے شروعاتی حیرت کے بعد دوبارہ اپنے آپ کو بحال کر لیا۔ اس نے جڑواں کو دھکا دیا جو کہ اس کے بازوؤں کو پکڑنا چاہ رہے تھے۔ وہ لمبا اور کسرتی آدمی تھا۔ اس کے علاوہ اس کا جسم پھسلنے والا تھا جیسے منگور مچھلی۔ جڑواں کو اسے پکڑنے میں ہی بہت دشواری آرہی تھی وہ بھلا کیا اس کو قیدی بناتے۔

یہ وحشیانہ اور طاقت کا مظاہرہ کچھ ہی منٹوں تک چلا۔ جنگ اچانک رُک گئی۔ مادھو اور سیما اور منو کو دونوں آدمیوں نے مضبوطی سے پکڑ لیا۔ ایک تیسرا آدمی اس چھوٹی سی چھت کے دروازے سے اندر داخل ہوا جس کے بارے میں ان لوگوں کو پتا نہ چل سکا۔ اس نے بایاں ہاتھ دیوار کی طرف بڑھایا اور اندر سوئچ بورڈ سے ایک سوئچ دبا دیا۔

کمرے میں روشنی بھر گئی۔

ساتوں لوگ الگ الگ اُچھل پڑے۔ سبھی کی زور زور سے سانس پھول رہی تھی۔ پلک جھپکتے ہی وہ دروازے کو دیکھنے لگے۔ اس تیز روشنی میں دیکھنے کے لیے ان کی آنکھوں کو تکلیف ہوئی اور اس طرح ان کو صحیح ڈھنگ سے دیکھنے میں کچھ لمحے لگ گئے۔

دروازے کے راستے پر ایک لمبا اور مضبوط قدو کاٹھی کا آدمی تھا، اس نے سفید گول اونچے کالر والی شرٹ اور کالی پینٹ پہن رکھی تھی۔ یہ وہی آدمی تھا جس کو بچّوں نے پہلے دیکھا تھا۔ 'جھیل کی روشنی' کے عرشے پر۔ وہ انھیں اپنے چہرے پر حیرت و مرعوب کرنے کے اظہار کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں ایک بندوق تھی جو کہ غیر متزلزل طور پر ان پر نشانہ باندھے ہوئے تھی۔

وہ آدمی جلد ہی حیرت انگیز تاثرات سے بحال ہو گیا۔ اس نے قدم آگے بڑھایا اور کہا، ''تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟''۔ ایک بڑی پارٹی! ایک، دو، تین......سات اشخاص اور دو بھی مختلف شکلوں کے اور مختلف سائزوں کے بھی۔

وہ آدمی جو کریٹ کے پیچھے سے راگھو پر کودا تھا، کراہا۔

نئے آنے والے آدمی نے بہت تیزی سے بندوق کا نشانہ اس کی طرف کر دیا۔ ''تم'' اس نے کرخت آواز میں کہا۔ ''کوئی چال نہیں۔ یہ بندوق بھری ہوئی ہے۔ اگر تم

دونوں وہ ہو جس پر میں شک کر رہا ہوں اور تم بھی...... لیکن یہ بچے کہاں سے آئے اور تم ان لوگوں سے کیوں جنگ کر رہے تھے؟"

ایک آواز عرشے سے آئی یہ کیسا شور تھا، داس؟"

بندوق والے آدمی نے جواب دیا، "آؤ اور خود ہی دیکھ لو چودھری"

اگلا شخص کمرے میں داخل ہوا۔ وہ چھوٹا اور دُبلا تھا داس کے مقابلے میں اس کی اچھی طرح بنی ہوئی بکری جیسی داڑھی تھی اور اس کی ناک پر کالا چشمہ چڑھا ہوا تھا۔

چودھری آیا اور داس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اس نے داس کے ہاتھ میں بندوق دیکھی اور پھر اپنے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ اس کے چشمے کے شیشے سے شعلے نکلے جیسے ہی اس نے بائیں اور پھر دائیں اپنا سر گھمایا۔ اس چھوٹے سے کمرے میں اب بہت بھیڑ تھی۔

"ان دونوں آدمیوں کے کام ان کے چہرے پر لکھے ہوئے ہیں" اس نے کہا۔

"لیکن وہ بچے کون ہیں؟ اور یہ نوجوان لڑکا"۔ اس نے منو کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ کہاں سے آئے ہیں؟ اور یہاں کیا کر رہے ہیں، ہم تمھارا پتا لگائیں گے۔ کیا نہیں؟" داس نے اس انداز سے کہا کہ ریناکی ریڑھ کی ہڈیوں میں کپکپی سی دوڑ گئی۔

راگھو کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ ساری چیزیں اتنی تیزی سے واقع ہو رہی تھیں۔ کچھ ہی منٹ پہلے وہ اسٹور روم میں آئے تھے اور اب واضح طور پر قیدی بنا لیے گئے تھے اسی بندوق والے آدمی کے ذریعے۔

"چودھری، تم جاؤ اور دیکھو کہ ترپال کے پیچھے تو کوئی چھپا نہیں؟" داس نے خوفناک ڈھنگ سے ان دونوں آدمیوں کی طرف بندوق لہرائی جن سے دو بچوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تھی۔ "کوئی اور بھی تمہارے ساتھی ارد گرد ہیں؟" اس نے اپنی تیز آواز میں پوچھا اور آواز دی کہ کیا کوئی آدمی پردے کے پیچھے چھپا ہوا ہے، آجاؤ اور اپنے ہاتھ سر پر اُٹھالو۔ کوئی چال نہیں۔ میں نے بھری بندوق تمہارے دوستوں پر سادھ رکھی ہے"۔

چودھری ترپال کے پیچھے گذرا اور اندر ایک طرف چلا گیا۔ بچے کچھ دیر تک اسے اندر کچھ منٹ تک چلنے کی آواز سنتے رہے۔ وہ اس بات کا دھیان رکھ رہے تھے کہ کوئی حرکت نہ کریں۔ بہر حال یہ بچے داس کے ہاتھ میں بندوق کی وجہ سے بڑی مشکل سے سانس لینے کی جرأت کر رہے تھے۔

"یہاں کوئی نہیں ہے" چودھری نے آخرکار آواز دی۔ وہ واپس آگیا۔ گھبراہٹ اور حالات کو جلدی نہ سمجھ پانے کے باوجود، راگھو کو محسوس ہوا کہ چودھری کی آواز خوبصورتی سے تبدیل ہوئی تھی، گہری اور پیاری، ایک بار پھر اسے محسوس ہوا کہ اس نے پہلے بھی اسے کہیں سُنا ہے..........."

"سبھی ساتھ آؤ" داس نے اپنی بندوق لہراتے ہوئے تحکمانہ طریقے سے کہا۔

مادھو ہپناٹزم کرنے کے انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے ایک چھوٹا سا سانپ ایک بڑے نیولے کو گھور رہا ہو۔ اسے یہ خوش فہمی تھی کہ داس اِردگرد اتنی حرکت نہیں کر سکا اور ایسا لگتا تھا کہ بندوق سنبھالنے میں بھی وہ ماہر نہیں ہے۔

"ہمیں یہ پتا لگانا ہے کہ اصل میں یہاں کیا ہو رہا ہے" داس نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا "باہر آؤ"

دو آدمی جن سے بچے اور منو جدوجہد کر رہے تھے، تیزی سے اُٹھ کر چل دیے۔ یہ پہلا موقع تھا جب راگھو اُن کے چہرے کو دیکھ سکتا تھا۔ پہلے بہت زیادہ اندھیرا تھا۔ ہنگامے کے دوران وہ نہیں دیکھ سکا تھا کہ اس کے ساتھ کون جنگ کر رہا ہے۔ اس کے بعد وہ داس کے بندوق کے گھیرے میں تھا اس لیے ان آدمیوں کے چہرے نہیں دیکھ سکا۔

راگھو کو یہ محسوس کر کے دھچکا لگا کہ یہ دو آدمی جو کمرے میں چھپے ہوئے یہ وہی لوگ تھے جن کی تیز رفتار بوٹ کا وہ پیچھا کر رہے تھے ایک تو وہی تھا جو مندر کے باہر ملا تھا۔ ہاں دوسرا جس کے ساتھ وہ بھڑا ہوا تھا وہی تھا جس کے دائیں بھنویں کے اوپر داغ تھا۔ یعنی کہ ایک داغ والا تھا دوسرا اس کا ساتھی۔

وہ 'جھیل کی روشنی' کے اسٹور روم میں کیوں چھپے ہوئے تھے۔ یہ داس اور چودھری کون ہیں؟ چودھری کے کہنے کا کیا مطلب تھا کہ ان کا کام ان کے چہرے پر لکھا ہوا ہے؟

منو، مادھو اور سیما اور ریتا نے بھی ان کو پہچان لیا تھا۔ وہ ایک دوسرے کو گھبراہٹ سے دیکھ رہے تھے۔ اب ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟

"تم سبھی آؤ" داس نے حکم دیا۔ "ان دونوں کے ساتھ ساتھ،

بچے ان دونوں آدمیوں کے ساتھ عرشے پر کسی حد تک ڈانواڈول چال سے چلتے رہے۔ انھیں ایسا لگا کہ یہ وقت تفصیل اور وضاحت کا نہیں ہے۔ داس نے اب بھی ان پر نشانہ سادھ رکھا تھا۔

یہ کچھ ہی دیر پہلے کی بات تھی جب وہ 'جھیل کی روشنی' پر آئے تھے۔ اتنا کچھ ہو گیا اس تھوڑے سے وقت میں ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اس بوٹ پر گھنٹوں سے ہیں۔

وہ بوٹ کے مرکز میں نیچی چھت کے کیبن میں پہنچے۔ داس اور چودھری برابر میں کھڑے تھے اور ان کو اندر جانے دے رہے تھے ان دو آدمیوں کے ساتھ۔

کیبن میں دو لالٹینوں کے ذریعے خاصی روشنی تھی۔ یہ لالٹین چھت سے لٹکی ہوئی تھیں۔ یہ ایک طرح کا چھوٹا بیٹھنے اور کھانے کا کمرہ تھا۔ یہاں ایک چھوٹی سی میز کمرے کے ایک کونے پر تھی جب کہ کچھ کرسیاں اور اسٹول دوسرے کونے پر اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے تھے۔ ایک بڑا ریڈیو میز پر رکھا ہوا تھا۔ روشن دان چوڑا سا تھا اس پر کالا پردہ پڑا ہوا تھا۔ دیوار میں ایک دوسرا دروازہ بھی تھا۔ جس کے سامنے سے وہ داخل ہوئے۔ دروازہ بند تھا۔

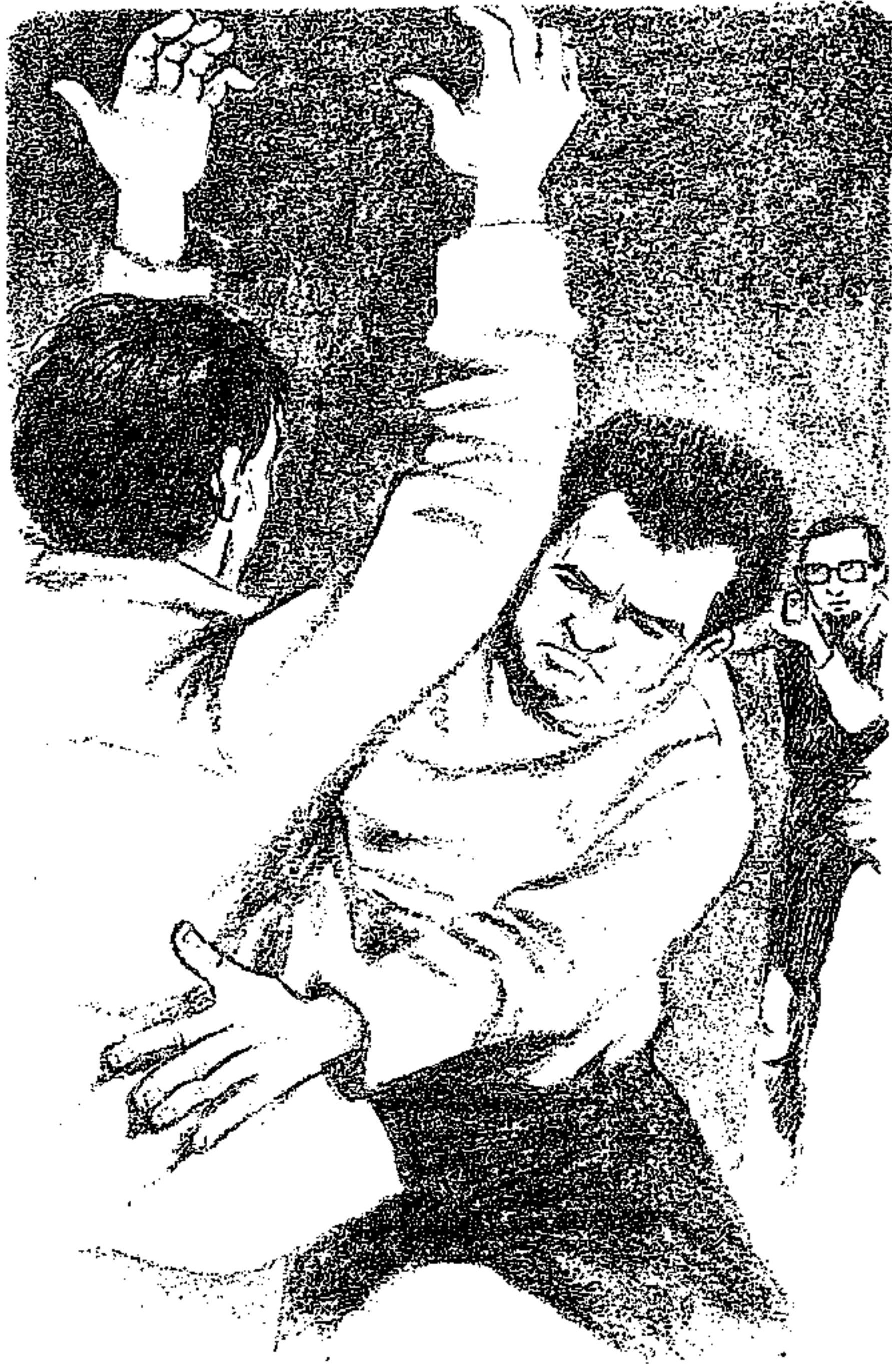
"دیوار کے ساتھ قطار میں تم سب کھڑے ہو جاؤ" داس نے کہا۔

"ہم سب سے پہلے تم دونوں سے شروع کرتے ہیں"۔ داس نے اپنی بندوق چودھری کو دے دی، جس نے اس سے لے لیا اور اسی خوفناک انداز میں قیدیوں پر نشانہ باندھ دیا۔ وہ داغ والا آدمی اور اس کا ساتھی اپنا ہاتھ اوپر کیے کھڑے تھے۔

داس پہلے آدمی کے پاس پہنچا اور اس کی اچھی طرح تلاشی لی یہ اطمینان کر لینے کی بعد کہ ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ داس نے اس آدمی کے جیب کی تلاشی لی۔ اس نے ایک رومال اور ایک چھوٹا پرس پیچھے کی جیب سے نکالا۔ اس نے پرس کا جائزہ لیا اور میز پر اُچھال دیا پھر اس نے اس آدمی کے سامنے کی جیب کی تلاشی لی۔ ایک چیخ کے ساتھ داس نے ایک چھوٹا پلاسٹک کا شناختی کارڈ جیسی کوئی چیز نکالی۔

داس نے کارڈ دیکھا۔ اس کے چہرے پر ایک خاص تاثر ظاہر ہوا، بچے جس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے۔

اس کو دیکھتے ہوئے داس نے کہا، جیسا کہ میں شک کر رہا تھا۔ تم صوبائی پولیس



محکمہ کے مسٹر ڈیکا ہو۔ تمہاری شکل پر ہی پولیس پہچان۔ میں تو اس لیے جان گیا کہ تم پولیس فورس کے آدمی ہو جب میں نے تمہیں اس وقت دیکھا تھا!"

داس دوسرے آدمی کی طرف گھوما۔ اس نے اس کی بھی اچھی طرح تلاشی لی۔ اس کے پاس بھی کوئی اسلحہ نہیں تھا۔ داس نے اس کا بھی شناختی کارڈ لے لیا اور غور سے اسے دیکھنے لگا تو تم Baishya ہو پولیس محکمہ کے ہیں۔ تم کتنے عرصے سے اس بوٹ پر ہو۔ مجھے تعجب ہے؟ اور کیا تمہارے بوس جانتے ہیں کہ تم اس وقت کہاں ہو۔ یہ بہت اہم سوال ہے، ہے نا!

بچے اور منو حیران کن نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ تو جن دو آدمیوں کا انھوں نے پیچھا کیا تھا تو وہ واقعی میں پولیس والے تھے! لیکن وہ 'جھیل کی روشنی، کے انجن روم میں کیوں چھپے ہوئے تھے۔ یہ چودھری اور داس کون ہیں؟ داس کے عمل سے ایسا لگتا ہے کہ بچوں اور منو کے سامنے اور ان کو قید کرنے والے پولیس کے سامنے اپنا بھانڈا پھوٹ جانا سخت ناپسند تھا۔ وہ پولیس والوں کے ساتھ کیا کریں گے؟ بلکہ اس سے زیادہ یہ اہم معاملہ تھا کہ خود ان کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟

چودھری نے ڈیکا کی طرف دیکھا اور پوچھا، "یہ بچے کون ہیں؟ اور یہ یہاں تمہارے ساتھ کیسے ہیں

"یہ پڑوس گاؤں کے بچے ہو سکتے ہیں"۔ پولیس والے نے فوراً جواب دیا۔ "میں نے انھیں اس وقت دیکھا جب تم نے انھیں دیکھا تھا۔ وہ ابھی یہاں پہنچے تھے" ڈیکا نے داس کو دیکھ کر سر ہلایا، "انھوں نے بوٹ دیکھ لیا ہوگا اور یہاں عرشے پر تجسس دور کرنے آئے ہوں گے"۔

'گاؤں کے بچے؟" داس نے اپنی آواز میں نرمی پیدا کی جو پہلے بہت خوفناک تھی۔ وہ ان کے پاس پہنچا جیسا کہ وہ قطار میں دیوار کے ساتھ کھڑے تھے۔ اس نے ہر ایک کو دھیان سے گھورا، "میں ایسا نہیں سوچتا ہمیں کبھی بھی ٹوہ لینے والے بچوں سے سلسلہ پیدا نہیں ہوا۔ وہ اچانک تم پولیس والوں کے ساتھ کیسے ظاہر ہو گئے؟ داس قطار کی طرف گھوما اور بات جاری رکھی۔ "یہاں آس پاس کوئی گاؤں نہیں ہے۔ سب سے قریب بیرت پور ہے اور وہ جھیل کے اس پار ہے۔ اتنی دور، اتنے لوگ اچانک کیسے آ سکتے ہیں!"

"اس کے علاوہ" اس نے بات جاری رکھی، "یہ بچے اوسط گاؤں جیسے نہیں دکھائی

دے رہے ہیں" اور اس نے منو کی طرف اشارہ کیا۔ "وہ ایک ہو سکتا ہے جب کہ اس بارے میں بھی مجھے شبہ ہے۔ گاؤں والے اس جھیل کی طرف نہیں آتے۔ اور جہاں تک دوسروں کا تعلق ہے۔ نہیں، نہیں یہ گاؤں کے بچے نہیں ہو سکتے۔ گاؤں کے ٹی شرٹ اور جینز یا اتنے اچھے جوتے جو کہ ان بچوں نے پہن رکھے ہیں، نہیں پہنتے؟"

وہ اچانک گھوم گیا اور کرخت آواز میں راگھو سے پوچھا! تم کون ہو؟ اور تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے؟"

دوسرے بچے حواس یافتہ ہو گئے، داس کی آواز میں اچانک تشدد پیدا ہو جانے پر۔ حتیٰ کہ منو کو بھی حیرت ہوئی۔ لیکن راگھو نے فوراً داس کی طرف دیکھا جس کا چہرہ کچھ ہی انچ کے فاصلے پر تھا، اس نے پر سکون اور اپنی آواز کو قابو میں رکھتے ہوئے کہا، "میرے والد ایک فارسٹ افسر ہیں۔ ہم بیرت پور چھٹی منانے آئے تھے، ہم انسپکشن بنگلہ پر اپنے والدین کے ساتھ ٹھہرے ہوئے ہیں۔"

"منو یہاں بیرت پور میں رہتا ہے، وہ مچھوارا ہے۔ ہم نے سُنا تھا کہ 'کولا بیل' میں بہت سے بیش قیمتی جنگلی پرندے پائے جاتے ہیں۔ ہم نے منو سے اصرار کیا کہ وہ ہمیں اپنے بوٹ میں سواری کرائے تاکہ ہم ان چڑیوں کو دیکھ سکیں اور پھر وہ ہمیں اپنی ناؤ میں یہاں لے آیا"۔

"اور تم اس بوٹ میں کیا کر رہے تھے؟" کیا تم یہ اُمّید کر رہے تھے کہ اندر جنگلی چڑیاں ہونگی؟" داس نے غیر یقینی سے راگھو کو گھور کر دیکھا۔

راگھو نے تیزی سے سوچا، اگرچہ اس کے چہرے پر سکون ظاہر ہو رہا تھا۔ "سر" اس نے مضبوط آواز میں کہا۔ "ہم کافی دیر سے دھوپ میں ناؤ میں گھوم رہے ہیں اور ہم پینے کا پانی لانا بھول گئے تھے۔ ہم نے بہت پیاس محسوس کی اور اب بھی پیاسے ہیں" وہ رُکا اور داس کی طرف اُمّید سے دیکھنے لگا۔ لیکن اس کے چہرے پر اس کا کوئی رد عمل نہیں ہوا۔ راگھو نے بات جاری رکھی۔ "ہم جھیل کا پانی نہیں پینا چاہتے تھے کیوں کہ یہ بہت گندہ اور غیر محفوظ تھا۔ جب ہم نے آپ کی بوٹ دیکھی، ہم نے سوچا کہ ہم یہاں کچھ حاصل کر سکیں گے۔ جس سے اپنی پیاس بجھائیں۔

دوسرے آدمی! چودھری نے کہا، "ایسا لگتا ہے کہ بچے صحیح کہہ رہے ہیں، بچوں کو جانے دو، داس"۔

بچّوں نے کچھ راحت محسوس کی۔ وہ یہ کوشش کرتے رہے کہ بے تعلق اور پرسکون بنے رہیں۔ رینو بہت معصومیت کا اظہار کر رہی تھی جب کہ مادھو اور منو مست، ناسمجھ اور ایسے دکھائی دے رہے تھے کہ جیسے وہ کسی مشاہدے کے قابل نا ہوں۔

داس، جو کہ لگ رہا تھا کہ باس ہے، گردن ہلائی۔ "نہیں، ہم انھیں نہیں چھوڑ سکتے۔ ابھی نہیں، کسی طرح بھی نہیں۔ اگر وہ گھر جائیں گے اور اپنے والدین کو اس تنظیم کے بارے میں بتادیں...... "وہ اچانک راگھو کی طرف مڑا اور راگھو سے پوچھا، وہ ناؤ کہاں ہے، جس سے تم آئے ہو؟ اس تمھارے کی ناؤ! میں نے تو کوئی بوٹ کہیں بھی نہیں دیکھی۔ نہیں تم بالکل دبے پاؤں یہاں آئے ہو بالکل چور کے طریقے سے"۔

"اس کی ناؤ ساحل پر موڑ پر بندھی ہوئی ہے، سر" راگھو نے کہا۔

"میرا یقین کریں ہم صرف پینے کے پانی کے لیے آئے تھے"۔

داغ والا پولیس ڈیکا بولا، "وہ صرف بچّے ہیں، انھیں جانے دو۔ انھیں اس طرح کا کوئی اندازہ نہیں ہے کہ یہ بوٹ کیوں یہاں پر ہے اس کے علاوہ انھوں نے بہت کچھ نہیں دیکھا۔ انھوں نے انجن میں رکھے ہوئے کریٹوں کو بکھرا دیا جیسے وہ کمرے میں داخل ہوئے۔ انھیں پینے کے لیے پانی دو اور جانے دو!"

"جب تمہاری صلاح کی ضرورت پڑے گی جناب پولیس کے جاسوس صاحب! ہم پوچھ لیں گے"۔ داس غصّے میں ڈیکا کی طرف گھوما۔ وہ چودھری کی طرف مڑا۔ اور کسی طرح پرسکون آواز میں بولا، "نہیں انھوں نے بہت کچھ دیکھا ہے، اس میں کوئی شبہہ نہیں یہ گھنٹوں سے ہماری نگرانی کر رہے ہیں" اس نے راگھو کی دوربین کی طرف اشارہ کیا جو کہ اس کی گردن پر لٹکی ہوئی تھی۔ "ہم ان کو کم از کم اس وقت تک قید میں رکھیں گے جب تک ہم فرار ہونے کا انتظام نہ کرلیں۔ فی الحال ہم ان کو اپنے ساتھ رکھیں گے ورنہ مجھے یقین ہے کہ یہ جناب پولیس کے جاسوس صاحب کے افسروں کے پاس ضرور جائیں گے"۔ بچّے اور منو سمجھ رہے تھے کہ ڈیکا انھیں بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ چودھری بھی ایسا لگ رہا تھا کہ ان کے جانے دینے کی طرف مائل ہے۔ داس لگ رہا تھا سخت پتھر کا بنا ہوا تھا۔ اس نے یہ فیصلہ کرلیا کہ 'جھیل کی روشنی' کے تختہ پر ان کو محفوظ طریقے سے رکھا جائے جہاں وہ کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔

"ہم تمہیں بہت بعد میں دیکھیں گے" داس نے بچّوں سے کہا۔ وہ دونوں پولیس والوں کی طرف گھوما۔ "پہلے ہم ان دونوں کے ساتھ معاملہ کر لیں۔ صحیح صحیح بتاؤ تم کیا جانتے ہو؟ مجھے تمہاری موجودگی پر تعجب ہے؟" "چودھری، تم ان بچّوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور ان کو حفاظت سے آخری کمرے میں تالا لگا کر بند کر دو"۔

چودھری، نے بندوق داس کو واپس دے دی۔ "اس راستے!" اس نے حکم دیا۔ بچّے کمرے کے جس راستے سے آئے تھے اس کے سامنے والے دروازے سے اگلے کمرے میں داخل ہوئے۔

اگلا کمرہ درمیانے سائز کا تھا۔ چھ بستر قطار سے دیوار میں لگے ہوئے تھے۔ کسی حد تک ٹرین کے کمپارٹمنٹ جیسا انتظام تھا بستر صاف ستھرے تھے۔ یہ پتا نہیں تھا کہ کیا یہ ان آدمیوں کے سونے کا کمرہ ہے جو کہ اس جہاز 'جھیل کی روشنی' میں رہتے تھے۔ اس کیبن میں کوئی آدمی نہیں تھا۔

چودھری نے واپس دروازے کو غور سے دیکھا اور کہا، "یہاں تم لوگ بیکار نہ کھڑے ہو۔ یہاں سے ہم آگے جائیں گے" وہ ایک کنارے ہو گیا۔ پانچوں قیدی، اگلے کمرے کے لیے چل پڑے۔ یہ لمبا کمرہ تھا اور اچھی روشنی تھی۔ وہ تجسّس سے چاروں طرف دیکھنے لگے۔ ایک پوری دیوار پر ماڈرن قسم کے آلات قطاروں میں لگے ہوئے تھے۔ دو بڑی ریکارڈنگ مشین دوسری دیوار پر لگی ہوئی تھیں۔ تین کرسیاں ان مشینوں کے سامنے رکھی تھیں۔ ان میں سے دو کرسیوں کے سامنے ایک جوڑا مائکروفون رکھا ہوا تھا۔ ان آلات میں ڈائل کرنے کی ترتیب بندی تھی، چھوٹے اور لال بلب، بٹن اور چھوٹے ہینڈل اس میں سے کوئی بھی چیز کسی نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

اپنی خیریت اور حفاظت کے بارے میں فکر مندی اور گھبراہٹ کے باوجود، پانچوں رُک کر دیکھنے لگے۔ تیز روشنی نے مشینری میں چمک دمک پیدا کر دی اور یہ روشنی دھات کے مائکروفون کو بھی منعکس کر رہی تھی۔

"تم لوگ آجاؤ اور چلو"، چودھری نے حکم دیا جیسا کہ یہ لوگ وقت ضائع کر رہے تھے۔ اگرچہ چودھری، داس کے مقابلے میں رحم دل لگ رہا تھا۔ لیکن بچّے شعوری طور

پر اس بات سے آگاہ تھے کہ داس صرف ایک دو کمروں کے پیچھے ہے اور اس کے پاس بندوق بھی ہے۔ وہ اگلے کمرے کی طرف چل پڑے۔

یہ چھوٹا اور اندھیرا کیبن تھا، اس میں بھی دو دروازے تھے، ایک وہ جس سے یہ لوگ داخل ہوئے تھے اور دوسرا اس کے بالمقابل وہاں ایک چھوٹی کھڑکی بھی تھی جو کسی حد تک روشن دان کا بھی کام کرتی تھی۔ یہ دیوار پر کافی اونچائی پر تھی۔ یہ قطعی بند تھی۔

"تم لوگ سیدھے اندر جاؤ" چودھری نے کہا۔ اس نے اس وقت تک انتظار کیا جب تک یہ سبھی اندر داخل نہ ہو گئے۔ اس نے سوئچ کا بٹن دبا دیا۔ ایک معمولی سے بلب سے، بہت ہلکی اور کمزور روشنی کا پورے کمرے میں پھیل گئی۔ اس کمزور روشنی سے کمرے کی فرسودہ دیواروں سے، کمرہ دھندلا اور دل کو اداس کرنے والا لگ رہا تھا۔ یہ بالکل اس کمرے کے برخلاف تھا جو کہ پچھلے دروازے پر تھا۔ جھلمل کرتا ہوا، بنا ٹھنا، سجا سنورا، بڑا سا"۔

ریڈیو انقلاب

جیسے ہی چودھری نے کمرہ چھوڑا۔ وہ سامنے کے دروازے کی طرف دوڑے یہ پتا لگانے کہ یہ دروازہ کس طرف کھلتا ہے، وہاں کیا ہے۔ اگلے دروازے کا یہ منا سا کمرہ کھڑکیوں کے بغیر تھا۔ تمام ہوادار نہیں تھا اور بالکل گھپ اندھیرا، جب تک لائٹ کے لیے سوئچ کا بٹن نا دبایا جائے۔ بھاگنے کے لیے کوئی راستے ممکن نہیں تھا۔

"وہ ہمارے ساتھ کیا کریں گے؟ رینا نے گھبراہٹ سے کہا۔ اس کا چہرہ کسی حد تک پیلا لگ رہا تھا۔ اس بلب کی کمزور اور بیمار روشنی میں۔ وہ ہمیں کتنے عرصے تک قید رکھیں گے؟

"کیا تم سمجھتے ہو کہ کیا ہونے جا رہا ہے؟" سیما نے پوچھا، ہر چیز اتنی جلدی جلدی واقع ہوئی ہیں کہ میں قطعی اس کا حل نہیں نکال سکتی کہ انھوں نے ہم لوگوں کو کیوں بند کر رکھا ہے۔۔۔۔"

"وہ اتنا ڈرے ہوئے کیوں ہیں کہ ہم پولیس کے پاس چلے جائیں گے؟ منو نے

پوچھا۔ وہ پریشانی سے کمرے میں اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔ وہ اس چیتے کی یاد دلاتا تھا۔ جو پنجرے میں بند بے چینی سے اِدھر اُدھر چل رہا ہو۔ "وہ کیا کرتے ہیں چھُپ کر؟ داس کیوں اتنا فکر مند ہے کہ ہم نے کچھ معلوم کر لیا ہے اور اس لیے وہ ہمیں بندوق سے دھمکی دے رہا ہے اور ہمیں غیر یقینی مدّت کے لیے قید کر لیا ہے؟" اور یہاں کیا ہے جو وہ لوگ حاصل کر لیں گے!"

مادھو میلے فرش پر بیٹھ گیا۔ اسے بہت تیز پسینہ بہہ رہا تھا اور سبھی پسینے میں شرابور تھے۔ اس چھوٹے سے کمرے میں بہت گھٹن تھی۔ "میری یہ خواہش ہے کہ ہم سبھی بخیریت اپنے گھر بیرت پور کے "انسپکشن بنگلہ پر ہوں" اس نے کسی قدر ہلکی آواز میں بتایا۔

"ممّی بہت فکر مند ہوں گی" سیما نے کہا۔ "اتفاق سے ڈیڈی بھی اسی شام واپس آرہے ہیں"۔

"ہاں" رینا نے کہا، وہ ضرور پولیس کو اطلاع کریں گے جب ہم رات تک واپس نہیں جائیں گے ـــ۔ "اس میں تو کچھ وقت لگے گا"۔ منو نے بات کاٹی۔

"قریبی پولیس چوکی بیرت پور سے خاص دوری پر واقع ہے"" ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ اسی درمیان کیا پلان بنا رہے ہیں؟"

صرف راگھو نے کچھ نہیں کہا۔ وہ کھڑا ہوا اور اپنے بازوؤں کو سینے پر باندھا، کچھ سوچتے ہوئے وہ بند دروازے کے سامنے، وہ جھکا جب دوسروں کی اشتعال اور گھبراہٹ بھری بک بک ختم ہوئی راگھو نے دھیرے سے کہا، "میرا خیال ہے کہ میں جانتا ہوں کہ انھوں نے کیوں ہمیں قید کیا ہے"

"کیوں؟" دوسروں نے فوراً پوچھا۔

"مجھے پورا یقین ہے کہ ہم نے وہ خفیہ ریڈیو اسٹیشن اتفاق سے پالیا ہے" اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

"تمہارا مطلب، ریڈیو انقلاب؟" رینا پھسپھسائی۔

"ہاں" راگھو نے جواب دیا۔ پچھلے دروازے کا کمرہ وہی ہے جہاں نشریات ہوتی ہے۔ تم نے کیا مائکروفون پر غور نہیں کیا، یا پیچیدہ قسم کے آلات کا ذخیرہ ریکارڈنگ مشین اور مشینریوں پر غور نہیں کیا؟"

سبھی ایک دو لمحے تک خاموشی سے اس کو دیکھنے لگے۔ یہ آئیڈیا کہ یہ بوٹ نشریاتی مرکز ہے، ان کے لیے نیا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ نشریاتی مرکز سوکھی زمین پر ہی ہوتا ہے۔ شاید پہاڑیوں پر جھیل کے پیچھے۔ اب بھی اس سچائی پر یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ انھوں نے اس خفیہ ریڈیو اسٹیشن کو دریافت کرلیا ہے۔

مادھو نے دھیرے سے سر ہلایا اور کہا، "ہاں، بے شک تم صحیح کہہ رہے ہو، تمہاری بات میں وزن ہے، ہے نا! جو ہم نے باہر، ریڈیو انقلاب کی نشریات ختم ہونے کی میوزک سُنی تھی۔ تو وہ یہی لوگ تھے۔ داس اور چودھری جو کہ اسے سُن نہیں رہے تھے بلکہ اسے نشر کر رہے تھے۔ بیٹھک والے کمرے میں جو ریڈیو رکھا ہوا تھا، وہ نشریات کو مانیٹر کر رہا تھا۔"

"اب اس بات پر کوئی حیرت نہیں کہ انھوں نے ہمیں کیوں قید کرلیا"۔ سیما نے کہا، "داس جانتا تھا کہ اگر ہم بیرت پور واپس گئے اور بوٹ کے دیکھے جانے کی اطلاع دی تو نتیجے کے طور پر پولیس یہاں آئے گی۔ ان دو پولیس والوں کو تلاش کرنے۔ ڈیکا اور بیشیا کو جو کہ یہاں موجود ہیں۔ یہاں کے لوگ بہت شکّی ہیں۔ میں سوچتی ہوں کہ وہ ہمیں چھوڑنے کا جوکھم نہیں لے سکتے۔ میرا خیال ہے کہ وہ اپنے چھپنے کے لیے کچھ کریں گے۔ کم از کم اس خفیہ ریڈیو اسٹیشن کے لیے"۔

"اس طرح ان لوگوں کا تعلق منشیات کا دھندہ کرنے والوں سے ہے جس کے بارے میں انکل سائیکیا نے ہم لوگوں کو بتایا تھا!" مادھو نے ان باتوں کا نتیجہ نکالا۔ انھیں سب وجوہات نے ان کو ظالم اور بے رحم بنادیا ہے۔ یقینی طور پر ایسا لگتا ہے کہ داس کسی قیمت پر ہمیں چھوڑے گا نہیں"۔

راگھو کے اپنے خیالوں کا ایک الگ ہی سلسلہ تھا۔ "ہاں، یہ ساری باتیں واجب ہیں اس نے کہا۔ "مستول جو کہ یہاں لگی ہوئی ہے جس پر منو کو شک تھا کہ وہ کیوں لگا ہوا ہے۔ یہ ایک طرح کا ایریل ہے جو کہ ریڈیو سگنل کو قوت دیتا ہے۔ شاید کہیں زمین پر بھی ایک بڑا ایریل قریب میں لگایا گیا ہو۔ "ہاں، اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔

ایک اور بھی ہوگا، اس بوٹ کے پیچھے پہاڑیوں پر۔ یہ ان کے لیے ایک آئیڈیل جگہ ہے"۔

"کسی بھی صورت میں ریڈیائی لہریں پانی پر سفر کرتی ہیں، ایسا کرتی ہیں نا؟ مادھو نے پوچھا۔ "سبھی گاؤں کے لوگ بے شک، ریڈیو انقلاب، بہت صاف طور سے سکتے ہیں"۔

اور اس کی خوبصورت بات یہ ہے کہ نشریاتی مرکز کے لیے ایک بوٹ ہونے کی وجہ یہ اتنی بڑی جھیل میں کہیں بھی آسانی سے آجا سکتے ہیں" سیما نے کہا"اس میں کوئی حیرت نہیں کہ سائیکیا انکل اور ان کے آدمیوں کو اس کا پتا لگانے میں مشکل پیش آرہی ہے کیوں کہ یہ چلتا پھرتا نشریاتی مرکز ہے۔ مجھے حیرت نہیں ہوگی اگر یہ ہر نشریات کے بعد یہ مختلف جگہیں بدل لے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ کوئی بھی آدمی جھیل میں یا اس کے آس پاس نہیں آتا۔ کوئی شخص یہ تصور ہی نہیں کر سکتا کہ اس طرح کی ایک بوٹ جھیل میں چل پھر رہی ہو!"

"ہاں، ان سبھی باتوں میں وزن ہے" سیما نے ہر ایک کے خیالات کا نچوڑ نکالا۔ "کولا بیل، اس طرح کی ایک معیاری جگہ ہے ملک دشمن ریڈیو ٹرانسمیٹر کے لیے"!

"جھیل کی روشنی، کو بہت اچھے ڈھنگ سے چھپایا گیا ہے، مادھو نے کہا"اگر کوئی آدمی اسے دیکھے بھی تو، وہ یہ سوچے گا کہ یہ جنگل کا ہی ایک حصہ ہے۔ مجھے یقین ہے اگر تلاش کرنے والی پارٹی ہیلی کاپٹر سے بھی اسے ڈھونڈے تو بوٹ کی جگہ پانے میں اسے بہت مشکل ہوگی"۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں کوئی آسانی سے تلاش نہیں کر پائے گا۔ اگر کوئی ہمارا پتا بھی لگانا چاہے، ہے نا"! سیما نے دھیمی آواز میں پوچھا۔ "جب تک کوئی اس بوٹ کے بارے میں معلومات نہ رکھے۔ جو کہ بہت مشکل لگتا ہے۔۔ کوئی یہ نہیں جان سکتا کہ ہم یہاں پھنسے ہوئے ہیں!"

مادھو نے اس سے اتفاق کیا۔ "وہ شاید جھیل میں پہلے یہ تلاش کریں گے، یہ سوچتے ہوئے کہ 'راج ہنس' کو قید کر لیا گیا ہے۔ بعد میں وہ گھنے جنگلوں میں تلاش کریں گے یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہم پر جنگلی جانوروں نے حملہ کیا ہوگا۔ پھر یہ کون جان پائے گا کہ داس، جھیل کی روشنی، کو کہاں لے گیا ہوگا۔

رینا بہر حال، دوسری وجوہات سے پریشان تھی۔ "مجھے جو بات عجیب سی لگتی ہے" اس نے کہا، " کہ یہ حقیقت ہے کہ یہ دونوں پولیس والے۔۔ڈیکا اور بیشیا۔ شاید ہماری وجہ سے قید کر لیے گئے۔"

منو نے سر ہلایا۔ "ہاں، میں بھی یہی سوچ رہا ہوں" اس نے کہا۔ وہ اپنی مسلسل چہل قدمی سے رُکا اور کہا۔ "انھیں یہ شبہ ہے کہ یہ لوگ جو بوٹ پر پہنچے ہیں، یہاں تلاشی لینے آئے ہیں اور وہ ہمارے لیے اچھے نہیں ہیں۔ ہم نے جب عرشے پر داس کو دیکھا تھا، اس نے کوئی آواز ضرور سُنی تھی جو کہ ان دونوں پولیس والوں کی تھی۔ جب یہ انجن روم میں داخل ہوئے تھے۔ اور وہ باہر آیا تھا اسے چیک کرنے کے لیے"۔

اگر ہم یہاں نہ آتے، ان کا پتا نہیں لگایا جا سکتا تھا۔" رینا تقریباً کراہی۔ "ہم نے اس انجن روم میں اتنا شور کیا کہ داس اور چودھری وہاں دیکھنے آئے کہ کیا ہو رہا ہے۔ انھوں نے ڈیکا اور بیشیا کو دیکھا اور ان کو قید کر لیا"۔

راگھو بھی بہت پریشان لگ رہا تھا۔ "داس بلاشبہ بہت سخت ہے ان دونوں پولیس والوں کے معاملے میں۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ ان سے راز اگلوانے میں کافی وقت لگائے گا"۔

"ہمیں لگتا ہے کہ ہم نے زیادہ نقصان ہی کیا ہے بجائے فائدہ کے!" رینا دُکھ سے کھسیار ہی تھی۔ "وہ، مجھے اُمّید ہے کہ وہ ان پولس والوں پر تشدد نہیں کریں گے!" مجھے محسوس ہوتا ہے کہ یہ میری غلطی ہے!"

"فکر نا کرو، ممّی اور ڈیڈی ہمارے لیے ایک سرچ پارٹی کا انتظام کر لیں گے وہ ہمارا جلد ہی پتا لگا لیں گے اور تب.....راگھو نے اپنی کزن کو تسلی دینے کی کوشش کی حالاں کہ اس کو خود یقین نہیں تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ بیرت پور میں کوئی یہ نہیں جانتا کہ ہم کس طرف گئے ہیں اور نہ ہی یہ جانتے ہیں کہ کہ بوٹ کہاں پر واقع ہے"

مادھو، جو کہ ان ساری باتوں پر غور کر رہا تھا، اب کہا، "جب ہم نے ڈیکا اور بیشیا کو مندر کے قریب دیکھا تھا وہ شاید اس ٹرانسمیٹر کے بارے میں اپنی رائے قائم کرنے کی کوشش کر رہے تھے!"

منو نے پوچھا، "اس کا کیا مطلب؟"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اس بات کا پتا لگانے کی کوشش کر رہے تھے کہ یہ مرکز اصلاً کہاں واقع ہے" راگھو نے کہا"ہاں یہ بات ان عجیب سی مشینری کی جو چھپی میں تھے،اس کی وضاحت کر رہی ہے"۔

"یہی وہ آلات تھے، جس نے ہم کو غلط سمت میں موڑ دیا۔" سیما نے پچھتاوے کے ساتھ اپنے ہاتھ اپنے چھوٹے بالوں میں پھیرتے ہوئے بولی۔"میں نے سوچا تھا کہ یہ اعلیٰ تکنیکی، مشینری والی چھپی کا تعلق کچھ خفیہ نشریاتی مرکز سے ہے لگتا ہے ہم نے ہر طرح کے غلط نتیجے ہی نکالے" مادھو نے بھی کسی حد تک کھسیانے پن سے کہا۔"شاید اس لیے کہ ڈیکا کے چہرے پر ایک نمایاں داغ تھا اور ہم نے سوچا کہ یہ قانون توڑنے والا ہی شخص ہوگا۔ یہ بالکل اُلٹا ہو گیا کہ وہ قانون کو لاگو کرنے والا آدمی ہے۔ مجھے شرمندگی محسوس ہوتی ہے کہ جب ہم اسے داغ چہرے والا، کہہ کر بلاتے تھے۔ دیکھو، اس نے ہمیں بچانے کی کتنی کوشش کی جب کہ ہم اس کے قید ہونے کی وجہ بن گئے!"

"ہاں ہم نے بہت بے وقوفی کا رویہ اپنایا" رینا نے کہا،اور دیکھو اس نے دونوں پولیس والوں کو اور ہم لوگوں کو کہاں قید کر رکھا ہے!" راگھو بھی بہت دُکھی دکھائی دے رہا تھا۔

"مجھے تو تبھی معلوم ہو گیا تھا جب میں نے چودھری کی آواز سُنی جو کہ میں نے پہلے ہی سُن رکھی تھی کہ اس کی آواز کچھ غیر معمولی سی ہے۔ وہ ریڈیو انقلاب کا اناؤنسر ہے۔"

"ہاں یقینی طور پر تم صحیح کہہ رہے ہو"۔ سیما نے کہا اور باقی سبھی نے اس سے اتفاق کیا اور سر ہلایا۔

"کاش! ہمیں یہ پہلے ہی محسوس ہو گیا ہوتا" راگھو نے بات جاری رکھی ہم نے چودھری کی آواز سُنی تھی جب ہم کنارے پر ہی تھے، وہ اس کو کیپٹن سے ملا رہا تھا یاد ہے؟"

"اگر ہم اس وقت سمجھ گئے ہوتے، تب ہم واپس جا کر ہر چیز کے بارے میں ڈیڈی کو اطلاع دیتے۔ اب ہم اس حالت میں نہیں ہیں؟ راگھو بہت بے چین دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بالکل مختلف لگ رہا تھا کیوں کہ وہ سدا پرسکون رہنے والا شخص تھا اور اپنے آپ کو ہمیشہ قابو میں رکھتا تھا۔

منو نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا، "اپنے آپ کو الزام نہ دو راگھو اس نے تسلی

دیتے ہوئے کہا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ میں نے یہاں آنے کے لیے زور دیا تھا۔ یہاں آس پاس دیکھنے کے لیے۔ ایسا ہی تھا نا؟

"اب کچھ بھی افسوس کرنے کا وقت نہیں ہے" مادھو نے مضبوطی سے کہا۔ سوال یہ ہے کہ اب ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے؟

ایک کوشش کے بعد راگھو نے ان باتوں سے اتفاق کرتے ہوئے اپنے آپ کو قابو میں کیا، ایک کمزور سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کہا، "تم بالکل صحیح کہہ رہے ہو۔ یہ سبھی اطلاعات ہمارے لیے مددگار نہیں ہیں، اگر ہم اسی طرح یہاں قید میں رہے" اس نے اونچی کھڑکی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے یہی اُمّید کی ایک کرن ہے، یہی ایک سہارا ہے" وہ بدبدایا۔

وہ اب بہتر محسوس کر رہا تھا اور اب کچھ مثبت عمل کا منصوبہ بنانے میں لگ گیا۔ یہ بہتر ہی تھا کہ وہ اپنی غلطیوں پر افسردہ ہونے کے بجائے (جس کی وجہ سے وہ موجودہ ناگوار صورتحال میں پہنچ چکے تھے) اس گھٹن والے کمرے میں بیٹھ کر آنسو بہاتے۔

منو کیا تم میری مدد کرو گے؟ راگھو نے پوچھا "میں اسے جانچنا چاہتا ہوں"۔

منو گھٹنوں کے بَل جھک گیا اور سبھی کی مدد سے راگھو اس کے چوڑے کندھے پر چڑھ گیا۔ اس نے اپنا توازن قائم رکھا۔ جیسے ہی منو تھوڑا سا اٹھا، منو کے کندھے پر سوار راگھو آسانی سے اس بند اور اندھیری کھڑکی پر پہنچ گیا۔

دو سخت، موٹی چھڑ اس کھڑکی پر لگی ہوئی تھی۔ راگھو نے پورا زور لگایا، کھینچا اور دھکا دیا، وہ چھڑ بالکل ہلی نہیں۔ بہر حال وہ اس روشن دان کو کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس گھٹن والے کمرے میں ہلکے سے داخل ہوا جس سے ان کو سانس لینے میں تھوڑی آسانی ہو گئی۔ اس کھلی جگہ سے وہ اندھیرے آسمان کے ایک حصّے کو دیکھ سکتے تھے۔ اس کی وجہ سے انھوں نے اپنے آپ کو کچھ بہتر محسوس کیا کہ ان کا تھوڑا ہی سہی باہری دنیا سے کچھ تو تعلق ہو گیا۔

"یہ اب اچھا ہے" مادھو نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنے چہرے سے پسینے کو پونچھا۔ "میں شروع ہی سے گھٹن اور گھبراہٹ محسوس کر رہا ہوں۔"

"یہ لوہے کی چھڑیں بہت مضبوط ہیں"، راگھو نے کہا۔ وہ منو کے کندھے سے کود گیا۔"

اگرچہ یہ سوراخ کھُل گیا ہے لیکن یہ ہمارے لیے ممکن نہیں ہے کہ ہم اس راستے سے بھاگ سکیں۔ ہم میں کوئی بھی نہیں یہاں تک کی رینا بھی اس راستے سے نہیں جاسکتی۔

''خیر! کم از کم تازہ ہوا تو اب مل رہی ہے'' منو نے کہا۔

''ممّی واقعی بہت فکر مند ہوں گی'' سیما نے کہا۔ اس اندھیرے اور بغیر تاروں والے آسمان کی طرف روشن دان کے ذریعے دیکھتے ہوئے کہا، تب اپنی گھڑی پر نظر ڈالی اور کہا، ''سات سے زیادہ بج چکے ہیں'' وہ ہلکی سی چیخی۔ ''ہمیں زیادہ سے زیادہ پانچ بجے تک پہنچ جانا چاہیے تھا''۔

''ڈیڈی شاید واپس آگئے ہوں'' راگھو نے کہا۔ وہ یقیناً ایک سرچ پارٹی کا انتظام کر رہے ہوں گے۔

منو نے کہا، ''بیرت پور کا کوئی بھی آدمی ڈھونڈنے میں شامل نہیں ہوگا۔ گاؤں والے بہت مدد گار ہوتے ہیں جب جنگل میں تلاشی وغیرہ کا کام ہوتا ہے کیوں کہ انھیں جنگل سے ڈر نہیں لگتا۔ لیکن وہ تمہارے والدین کے ساتھ، ہماری ماں اور ماما کے ساتھ پتا نہیں کتنی ہمدردی رکھیں گے۔ مجھے شبہہ ہے کہ وہ واقعی ''کولا بیل'' آسکتے ہیں اور ہمیں تلاش کر سکتے ہیں کیوں کہ یہ حقیقت ہے اس جھیل کے بارے میں وہ بہت وہمی ہیں اور اسی وہم اور عقیدے کی وجہ سے وہ نہیں آئیں گے۔

''تب ڈیڈی، انکل سائیکیا اور ان کے پولیس والوں کے پاس جائیں گے۔ مادھو نے کہا۔ ''بے شک اس میں کچھ وقت لگے گا۔ اس کے سامنے غیر یقینی کا منظر گھوم گیا'۔

منو نے کمرے کی دیوار کا جائزہ لیا۔ یہ کسی قسم کی دھات کی شیٹ کی بنی ہوئی تھی جن پر بھاری ریوٹ کی گئی تھی اور وہ انھیں روٹ (خاص کیلوں) سے جڑی ہوئی تھیں۔ ''دیوار کے ذریعے بھی بھاگنے کا موقع نہیں ہے'' اس نے اُداسی سے کہا۔ راگھو جب کہ دوسری طرف اس چھوٹے سے دروازے کی طرف قریب سے گھور رہا تھا۔ اس نے اس پر اپنے کان لگا دیے اور غور سے سننے لگا۔ اس موٹے دروازے سے کچھ بھی نہیں سُنائی دے رہا تھا۔ اس کے کنارے ربڑ کی پٹیاں لگی ہوئی تھیں شاید اگلے دروازے کے کمرے کو ساؤنڈ پروف بنانے کے لیے ایسا کیا گیا تھا۔

''یہاں ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس کا ہمیں فائدہ پہنچے اور ہم فی الحال کچھ کر سکیں''، راگھو نے آخر کہا۔

"اگلا قدم انھیں پر منحصر ہے"

پانچوں اب انتظار کے موڈ میں کمرے کے فرش پر بیٹھ گئے۔ راگھو نے بہت احتیاط سے اپنی دوربین کو فرش پر قاعدے سے رکھا ان لوگوں نے دیوار سے ٹیک لگایا اور ایک دوسرے سے بے مقصد بات کرنے لگے۔

تھوڑی دیر کے بعد ان کی بات چیت خود بخود ختم ہو گئی۔ دوپہر کے بعد اور شام کے واقع نے ان کو بالکل تھکا دیا تھا اور بتدریج وہ نیند کے آغوش میں چلے گئے۔

اچانک دروازہ کھلنے کی آواز نے انھیں جگادیا۔ ایک آدمی جسے انھوں نے پہلے نہیں دیکھا تھا، کمرے میں داخل ہوا۔ وہ چھوٹے قد کا کالا کلوٹا اور ہلکے رنگ کی سوتی شرٹ اور کالی پینٹ پہنے ہوئے تھا، وہ کسی قدر مضبوط اور توند والا تھا جو کہ اس کی پینٹ کی بیلٹ پر نمایاں ہو رہی تھی۔

وہ آدمی ایک میٹل ٹرے جس میں میڈیم سائز کے ڈونگے، پانچ پلیٹس، پانی کا ایک جگ اور کچھ گلاس تھے۔ اس نے ٹرے کو زمین پر اس طرح رکھا کہ گلاس خطرناک طریقے سے اُچھل پڑے۔ اس نے سخت اور کھردری آواز میں کہا، "یہ تمہارا کھانا ہے، اسے جلدی کھالو"۔

قیدی بہر حال زیادہ دلچسپی لے رہے تھے، اگلے دروازے کے کمرے میں۔ انھوں نے کھلے دروازے کے ذریعے دیکھا۔ وہ بجائے کھانے کی ٹرے کے تھوڑا آگے جھکتے ہوئے اِدھر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔

اس میں روشنی ہو رہی تھی۔ داس اور چودھری ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ کسی بات پر بحث کر رہے تھے۔ منو اور بچے غور سے سُننے لگے۔

"میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ اب سب ختم ہو چکا" چودھری نے کہا۔ اس کا چشمے کا گلاس اس چمکدار روشنی میں اور چمک رہا تھا۔ میں یقین کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ کچھ لوگوں کا ان پولیس والوں اور بچّوں کا پتا لگانے آنا ہی ہے۔ آخر کار اس میں ایک لڑکا بیرت پور کا بھی ہے، باقی چار بچے باہر کے ہیں۔ ان کے والدین جھیل میں آنے سے نہیں ڈریں گے شاید انھوں نے تلاش شروع کر دی ہو گی"۔

"لیکن ـــــ" داس نے بات شروع کی۔

"نہیں سنو،" چودھری نے مداخلت کی۔ "ہمیں سلطان پور کے راستے واپس جانا

ہے۔ باس وہاں ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ وہاں بڑی تعداد میں اس کے ساتھی ہیں۔ وہ فوری اطلاع پر ہنگامی حالت میں فرار ہونے کا منصوبہ بنا سکتے ہیں، اگر ضرورت ہے تو اس کے علاوہ پولیس ہمیں سلطان پور میں نہیں تلاش کرے گی۔ وہ صرف ہمیں قریب کے جنگلوں اور جھیل میں ہمیں تلاش کرے گی۔ پولیس والے کے مطابق اس بوٹ کے بارے میں ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ وہ ابھی تک اس کی اطلاع بھی نہیں دے سکے؟

"کیا پولیس والوں کا یقین کیا جا سکتا ہے؟ داس نے پوچھا۔ لگ رہا تھا کہ وہ چودھری کی صلاح پر نرم پڑ رہا تھا۔

ان کی بات ٹھوس لگ رہی ہے کیوں کہ انھوں نے یہ باتیں تشدد کی دھمکی پر بتایا ہے" چودھری نے کہا۔

بچے یہ سُن کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ تشدد!

چودھری نے بات جاری رکھی، ایسا لگ رہا ہے کہ وہ بیرت پور میں اپنے افسروں کو اس کی اطلاع دینے جا رہے تھے، جب انھیں یہ پتا چل گیا کہ اس بوٹ پر واقعتاً کیا ہو رہا ہے۔ انھیں حقیقت میں یقین نہیں تھا کہ، جھیل کی روشنی میں ٹرانسمیٹر بھی ہے، جب تم نے ان پر بندوق تانی تھی"۔

داس نے غصّے سے چودھری کو دیکھا جو کچھ اس نے کہا تھا۔ کیا تم سوچتے ہو کہ منصوبہ کام کرے گا؟ سلطان پور یہاں سے جھیل کے دائیں طرف اور کافی دور ہے اور پھر ندی، گھنے جنگل کو پار کرو۔ اور، بیل جھیل میں تلاش کرنے والے لوگ؟ کیا اسی حالت میں 'جھیل کی روشنی' کو جھیل پار کرنا محفوظ اور مناسب ہے؟"

ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اس بات سے انجان تھے کہ بچے حقیقتاً ان کی بات غور سے اس کھلے دروازے کی طرف سے سُن رہے ہیں شاید انھیں یہ خیال نہیں تھا کہ بچّوں کی طرف سے بھی کوئی خطرہ ہو سکتا ہے۔

"بے شک" چودھری اس کے کان کے قریب جھکا اس میں کچھ وقت لگے گا کہ وہ تلاشی کے لیے ایک گروپ کی تشکیل کریں۔ مجھے شبہ ہے کہ یہ صبح ہونے سے پہلے ہو سکتا ہے۔ اگر ہم ابھی شروع کریں تو ہم بیرت پور اچھا خاصا پار کر لیں گے۔ اور سلطان پور کے راستے پر علی الصبح ہونے سے پہلے پہنچ جائیں گے۔ ایک بار اس صوبے کو چھوڑ دیا تو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ کوئی بھی آدمی اس کے بعد ہمیں نہیں پا سکتا۔"

وہ آدمی جوان کا کھانا لایا تھا، اس درمیان چھوٹی کھڑکی کی طرف دیکھنے لگا جو کہ دیوار پر تھی۔ اس نے اس پر غور کیا اور فیصلہ کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ کیا قیدیوں کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ اس کے ذریعے بھاگ سکیں۔ یہ اطمینان کرکے کہ ان کا بھاگنا ممکن نہیں ہے، وہ ان کی طرف مڑا۔ "میں واپس آؤں گا تھوڑی دیر میں پلیٹوں کو اکٹھا کرنے۔" اس نے انھیں اطلاع دی اور چلا گیا، اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ دروازہ مضبوطی سے بند کرکے تالا لگا دے ایک بار پھر آواز کا نا قابل گذر دروازہ بند ہوا اور دوسرے کمرے سے آوازیں آنی بھی بند ہو گئی۔

مادھو جو کہ دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ اس نے اپنی پوزیشن تبدیل کی۔ اب وہ ڈونگے کو دیکھ رہا تھا جو فرش پر پڑی ہوئی ٹرے میں رکھا تھا۔ "چاول، دال اور آلو" اس نے رونی صورت بنا کر کہا۔ اس نے اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور اعلان کیا "عجیب بات ہے کہ مجھے بھوک نہیں لگی۔"

"نا ہی ہمیں" سیما اور رینا نے کہا۔ "کچھ ہی وقت پہلے کی بات ہے جب ہم اپنی پکنک منا رہے تھے" راگھو نے کہا۔ اس نے اپنی گھڑی دیکھی، اس نے دیکھا کہ نو سے زیادہ بج چکے ہیں۔ وہ ٹرے کی طرف بڑھا۔ اور سبھی کو ایک ایک پلیٹ پکڑا دی۔ "آجاؤ ہم کوشش کرکے تھوڑا بہت کھالیں" اس نے زور دیا۔ "ہمیں اپنی طاقت برقرار رکھنی ہے" شاید ہمیں کسی طرح کا موقع مل جائے کہ ہم بھاگ سکیں۔ یہ بڑی شرمندگی کی بات ہوگی اگر ہم لاغر ہونے کی وجہ سے نااہل رہیں"۔

"میں پانی چاہتا ہوں" منو نے کہا۔ "مجھے بہت پیاس لگی ہے!" انھوں نے اپنے آپ کو کھانا کھانے کے لیے ذہنی طور پر تیار کیا۔ ایک بار جب انھوں نے کھانا شروع کیا تو ان کی بھوک تھوڑی بہت جاگ اٹھی۔ تھوڑی سی ہی دیر میں وہ ڈونگے کی سطح سے آخری لقمے کے لیے کھرچنے لگے۔ انھوں نے پانی کا جگ بھی پورا ختم کر دیا۔

"اب میں کچھ بہتر محسوس کر رہا ہوں" مادھو نے کچھ حیرت سے کہا۔ "ایسا لگتا ہے کہ میں واقعی بہت بھوکا تھا۔"

"ہاں" منو نے کہا" "میں محسوس کرتا ہوں کہ میں کسی بھی صورتحال کا سامنا کرنے کے لیے اب تیار ہوں"

اچانک بوٹ کا فرش کچھ کپکپانے لگا۔ انھوں نے انجن کی آواز روشن دان کے ذریعے سنی۔

"انھوں نے انجن اسٹارٹ کر دیا ہے" مادھو نے حقیقت حال بیان کی۔

پانچوں روشن دان کے ذریعے اندھیرے آسمان کو دیکھتے رہے چہرے فکر سے تن گئے۔

"وہ اس بوٹ کو کس اور جگہ لے جا رہے ہیں، سیما نے کہا، "اس کا مطلب ہے کہ وہ اندھیرے پن کا فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں۔"

"ہاں" راگھو نے مایوسی سے کہا۔ "کوئی بھی آدمی یہ دیکھ نہیں سکے گا کہ جھیل کی روشنی، اسی اندھیرے میں، جھیل میں سفر کر رہی ہے۔ کیا تم نے غور کیا کہ بھاری پردے جو کہ کھڑکیوں پر لگے ہوئے تھے جہاں پر داس نے ہمیں قید کیا تھا؟ یہ اس لیے کہ باہر سے کسی کا روشنی دیکھنا ممکن نا ہو۔

منو نے کھلی کھڑکی کی طرف دیکھا، اگر ہمارے پاس ٹارچ ہو تو ہم شاید باہر سگنل بھیج سکتے ہیں کہ ہم کسی حالت میں ہیں۔ "یقینی طور پر کوئی نشان بھی نہیں چھوڑا جا سکتا۔

"اس بلب کی روشنی ایسی ہے کہ باہر سے اسے دیکھا نہیں جا سکتا" رینا نے دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہم بڑی مشکل سے اس روشنی میں ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔

داس اور چودھری شاید ڈرے ہوئے ہیں کہ ڈیکا اور ریشیا کے قید ہونے سے پہلے کچھ سگنل بھیجا ہے" راگھو نے کہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ محفوظ جگہ پر جا رہے ہیں"۔

"اس کا مطلب" منو نے دھیرے سے کہا، "اگر پولیس 'راج ہنس' جو کہ کنارے بندھا ہوا ہے اسے تلاش بھی کر لے، وہ یہاں 'جھیل کی روشنی' کا پتا نہیں لگا پائیں گے۔

کافی دیر تک کوئی نہیں بولا، انھیں ایسا لگا کہ ہر ہر منٹ ان کی رہائی کے موقعے دھندلے پڑتے جا رہے ہیں۔

اچانک جھٹکے سے 'جھیل کی روشنی' چل پڑی۔ اس چھوٹے سے کمرے میں قیدی یہ محسوس کر رہے تھے کہ وہ رفتار پکڑ رہی ہے یہ پہلے ایک طرف چلی پھر دوسری طرف اور آخر کار تیسری سمت چل پڑی۔

اس چھوٹے سے کیبن کے اندر یہ فیصلہ کرنا ان کے لیے مشکل تھا کہ بوٹ کس

سمت کی طرف سفر کر رہی ہے۔ کیوں کہ یہاں بہت اندھیرا تھا، بادل گھرے ہوئے تھے۔ اگر وہ یکسوئی سے کھڑکی کے راستے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بھی دیکھتے تب بھی وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔

کچھ ہی دیر کے بعد، وہ آدمی جوان کے لیے کھانا لایا تھا، پلیٹیں اٹھالیں۔ راگھو نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن اس آدمی نے جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں کیا۔ اس دروازے میں تالا بند کیا اور چلا گیا۔ وہ پھر اکیلے رہ گئے۔

انجن کی بڑی اُکتا دینے والی اجنبی آواز نے پھر انھیں نیند کی گود میں پہنچا دیا۔ گھبراہٹ اور فکر کے باوجود ایک کے بعد ایک پانچوں ہلکی نیند میں سو گئے۔

کچھ گھنٹے گذر گئے، جھیل کی روشنی، 'کولا بیل' کافی وسیع علاقہ تیزی سے پار کر چکی تھی۔

انجن کی دھڑ دھڑانے کی آواز کچھ گاؤں والوں نے بھی سُنی جو کہ جھیل کے کنارے بیرت پور کے پاس ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہتے تھے۔ یہ سارے لوگ خوف سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ انھوں نے ایسی آواز پہلے کبھی نہیں سُنی تھی۔

'کولا بیل' کے اندر سے روحیں پریشانی میں چیخ رہی ہیں"، ایک سفید بال والے آدمی نے کہا جب کہ وہ اپنی جھونپڑی کے اندر ہی گھسا رہا۔ 'وہ بے چاری غریب روحوں کی جان جو عظیم زلزلے میں نابود ہوئی تھیں" اس نے بغیر دانت کے منھ میں چھالی کا ایک ٹکڑا ڈال کر چبانا شروع کیا۔ "یہ بھوت ہیں، میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ میرے الفاظ نوٹ کرلو۔ کچھ بھیانک باتیں جلد واقع ہونے والی ہیں"۔

ایک بوڑھی عورت جو کہ اس کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی، اس نے اپنے دونوں ہاتھ دُعا کرنے کے انداز میں موڑے۔ اس کے ہونٹ بغیر آواز کے ہلے۔ جیسا کہ وہ خاموش پرارتھنا کرتی رہی۔ اس کا بیس سال کا پوتا جھونپڑی سے باہر نکلنے میں خوف محسوس کرتا رہا۔ اس نے اپنے ہاتھ کان پر رکھ لیے۔ تاکہ بدروحوں کی آوازیں میں جو کہ 'کولا بیل' کی کھوئی ہوئی روحیں تھیں، نہ سُن سکے اور اس نے اپنا سر تکیے میں چھپا لیا۔ بہت بہت سالوں کے بعد اب، اس نے اپنے پوتے کو بتایا کہ کیسے اس نے خود بیرت پور کی فنا ہوئی روحوں کی چیخیں سُنی تھیں، ایک اندھیری اماوس کی رات کو۔

'جھیل کی روشنی کے سامنے کی سرچ لائٹ بہت طاقتور تھی۔ کبھی کبھی وہ آدمی جو

بوٹ چلا رہا تھا وہ اس کا بٹن دبا دیتا تھا یہ دیکھنے کے لیے وہ کدھر جا رہی ہے۔

جیسے ہی بوٹ ایک دوسرے چھوٹے گاؤں سے گذری، ایک بوڑھی عورت جو کہ جھونپڑی کے باہر بیٹھی تھی۔ کچھ آخری گھریلو کام کر رہی تھی اس نے دھڑ دھڑ کرتے ہوئے انجن کی آواز سُنی۔ وہ 'کولا بیل' کی طرف خوف سے دیکھنے لگی۔ یہ کس طرح کا بھوت ہے جو جھیل کی سواری کر رہا ہے۔ اس نے اپنے شوہر اور لڑکے کو بلایا اور کہا کہ اس بدروح کی آواز سنو۔

جیسے ہی یہ لوگ آواز سُن رہے تھے کہ بوٹ کے سرچ لائٹ کو جلا دیا گیا۔ اچانک اس روشنی نے...... دیکھنے والوں کے دل میں خوف پیدا کر دیا۔ بوٹ تو دکھائی نہیں دے رہی تھی، صرف اس کی آواز سُنی جا سکتی تھی اور روشنی دیکھی جا سکتی تھی۔ سیدھے سادے گاؤں والوں کے لیے یہ روشنی ساکت روشنی تھی۔

"یہ بھوت ہے" کچھ دیکھنے والوں نے کہا اور وہ خوف سے تتر بتر ہونے لگے۔ "بیرت پور کی کھوئی ہوئی بدروحوں کی ان کی گھبراہٹ بھری چیخیں سنو۔ روشنی دیکھو ان کے بُرے انجام کی وجہ سے ہے" وہ اپنے جھونپڑے میں پلٹ پڑے جہاں ان کو ڈراونی اور بے نیند رات گذارنی تھی۔

'جھیل کی روشنی چھک چھک کرتی ہوئی رات بھر جلتی رہی۔ انجن بہت طاقتور اور نیا تھا۔ بوٹ پر حالاں کہ گملے اور ٹب پودوں کے ساتھ رکھے ہوئے تھے اور اس سے اس کو چھُپایا گیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ ماڈرن اور نازک دکھائی دے رہی تھی۔ یہ 'کولا بیل' کے گہرے پانی کو بڑی نرمی سے چیرتی ہوئے چل رہی تھی۔

بوٹ کے چھوٹے سے کمرے میں بچے اچھی طرح اونگھ رہے تھے، کبھی کبھار ان میں سے کوئی اُٹھ جاتا اور کیبن میں چہل قدمی کرنے لگتا۔ وہ آس لگائے اگلے دروازے کو جانچتے۔ جو کہ اسٹوڈیو کی طرف کا تھا۔ اس میں ہمیشہ تالا ہی بند رہتا۔ ان کو باہر سے کوئی آواز نہیں سُنائی دیتی سوائے انجن کی چھک چھک کے۔ ہر پل، ہر لمحے وہ روشن دان سے اندھیرے حصے کو دیکھتے۔ انھوں نے کبھی اتنا اندھیرا نہیں دیکھا تھا۔ کبھی کبھی بجلی کا کوندھنا دیکھ لیتے تھے کسی طرح کی کوئی گنجائش نا نکلنے پر وہ پھر فرش پر بیٹھ جاتے پھر دیوار سے ٹیک لگا کر بے آرامی اور گھبراہٹ بھری نیند میں ڈوب جاتے۔

وہ یہ کوشش کرتے رہے کہ اس کے بارے میں نہ سوچیں کہ ان کے ساتھ کیا

ہونے والا ہے۔ کیا وہ کبھی چھوٹ پائیں گے؟ داس کا ان کے ساتھ کیا کرنے کا ارادہ ہے؟ دونوں پولیس والوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ ان کے والدین بہت فکر مند ہوں گے وہ شاید یہ سوچیں کہ ان کے بچوں کے ساتھ جھیل ہی میں کوئی حادثہ ہو گیا ممی اور ڈیڈی کو کیسے اندازہ ہو گا کہ وہ ایک ظالم گروہ کے ذریعے اغوا کر لیے گئے ہیں۔

اُچھلے پانی میں جہاز

کچھ گھنٹے اس طرح گزر گئے۔

اچانک بوٹ بھیانک ہچکولے لینے لگی۔ جھیل کی روشنی، ادھر اُدھر ڈگمگاتی رہی گویا یہ ایک بڑے چٹان کے نیچے میں پھنس گئی ہے اور اس کی وجہ سے اِدھر اُدھر ہل ڈل رہی ہو۔

پانچوں قیدی، اس چھوٹے سے کمرے میں ہچکولے کھاتے ہوئے اپنی بے آرام نیند سے بڑبڑا کر اُٹھ گئے۔ رینا جو کہ اونگھ رہی تھی وہ فرش پر اُچھلی اور گر پڑی۔ اور اسی طرح دوسرے بھی پلٹا کھا کر گرے جب کہ بوٹ تھر تھر کانپ رہی تھی۔

اس پہلے جھٹکے کے بعد، جھیل کی روشنی رُک گئی۔ اس پر اب بھی اس جھٹکے کا اثر تھا کیوں کہ بچّے اس چھوٹے سے کمرے میں انجن کی آواز صاف سُن رہے تھے۔

"یہ کیا تھا؟" مادھو نے پوچھا، اپنا سر سہلاتے ہوئے جو کہ دیوار سے ٹکرایا تھا۔ راگھو نے کوشش کی کہ وہ کھڑا ہو جائے، اور وہ بڑی مشکل سے کھڑا ہو پایا۔ اب جھیل کی روشنی سیدھے ڈھلواں زاوئے میں کھڑی ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ اس چھوٹے سے کیبن کا فرش چپٹی پوزیشن میں نہیں رہ سکا بلکہ ایک طرف جھکا ہوا تھا جس کی وجہ سے بچّے جب کھڑا ہونا چاہتے پھسل جاتے۔ صرف منو اپنے مضبوط پیروں سے اس پھسلنے والے فرش پر کھڑا ہو سکا۔ راگھو نے اپنی دور بین اُٹھائی جو کہ فرش کے دوسرے کنارے پر پھسل گئی تھی۔ اس نے اس کو اپنے برابر میں رکھ دیا تھا جب وہ اونگھنے لگا تھا۔ قسمت سے وہ ٹوٹی نہیں تھی اس نے پھر اسے گردن پر لٹکا لیا۔ سیما نے دیوار کا سہارا لیا اور کسی قدر ہلتے ہوئے اپنے پیروں پر کھڑی ہو گئی۔ "کیا ہم اپنی منزل پر پہنچ گئے ہیں؟

تمھارا کیا خیال ہے؟" اس نے ہلکی سی کپکپاتی آواز میں کہا۔

"میں ایسا نہیں سوچتا" راگھو نے کہا۔ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا دروازے تک پہنچا اور اسے پھر جانچا۔ یہ اب بھی بند تھا۔

"کیا وہ ہمیں بھول گئے ہیں؟" رینا نے حیرت و بے چینی سے کہا۔

راگھو نے کہا، "میرا خیال ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہے" اور مزید اس نے بات آگے بڑھائی، "ہمیں کسی صورت میں ان سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ ان کے خلاف ہنگامہ کھڑا کیا جائے۔ کون جانتا ہے کہ آس پاس ہی کچھ دیانت دار لوگ ہوں اور وہ ہماری آواز کر سُن کر ہماری مدد کریں۔" انھوں نے اپنی پوری طاقت لگا کر ایک ساتھ زور سے چلّائے "مدد"

وہ کچھ منٹوں تک چلّاتے رہے۔ اس چلانے کے بیچ وہ رُکتے اور سننے کی کوشش کرتے کسی جوابی آواز کے لیے کہ شاید ان کے کانوں تک پہنچ گئی ہو لیکن کسی کے کانوں تک آواز نہیں پہنچی یہاں تک کہ بوٹ کے لوگوں نے بھی انھیں خاموش کرانے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

"کوئی فائدہ نہیں" راگھو نے ہانپتی ہوئی آواز میں آخر کار کہا۔ "سبھی جیسے بے جان ہوں شاید بوٹ کے انجن کے شور میں کوئی ہماری آواز نہیں سُن سکتا۔

انجن کچھ دیر تک بھوں بھوں کرتا رہا، احتجاج کرتا رہا۔ بوٹ اب بھی اسی ڈھلواں پوزیشن میں ایک طرف جھکا ہوا تھا اگر چہ اس میں وقت وقت پر تھرتھری اور کپکپی ہوتی رہی اور جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔

اچانک بغیر کسی تنبیہ کے بوٹ ایک طرف لڑکھڑا گیا۔ بچے دیوار کے سامنے زور سے جا پڑے۔ انجن نے بہت زوردار طریقے سے بھوں بھوں کیا اور اچانک ہی بالکل بند ہو گیا۔ ہر چیز اب خاموش سی ہو گئی۔

"اُف" سیما چیخی۔ اس نے اپنی کہنی کو سہلایا جس کو دیوار سے ٹکرا کر چوٹ لگی تھی۔ "یہ زمین پر کیا ہو رہا ہے؟"

منو نے اسے فرش سے اُٹھایا اور سنجیدگی سے کہا "ہم شاید اُتھلے پانی پر تیر رہے تھے؟

"اُتھلے پانی میں تیرنا؟" سبھی نے پوچھا۔

ہاں یہ بوٹ غالباً کنارے یا پھر جھیل کے اُتھلے پانی کے حصّے میں چل رہی ہے" منو نے وضاحت کی۔ وہ بوٹ نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن لگتا نہیں ہے کہ وہ کامیاب ہو پا رہے ہیں۔

" کیا مادھو نے شروع کیا لیکن جملہ پورا نہیں کر پایا۔ بلب کی پیلی روشنی دھیمی ہوتی جا رہی تھی اور اچانک بھک سے ہو کر بجھ گئی۔

یہ چھوٹا کمرہ اب بالکل اندھیرے میں تھا۔ راگھو دیوار کے ساتھ ساتھ ٹٹولتے ہوئے سوئچ تک پہنچا۔ وہ اسے آن اور آف کرتا رہا لیکن کچھ نہیں ہوا۔

"انھوں نے شاید جنریٹر بند کر رکھا ہے" اسی نے کہا اب کیا ہو گا؟

آسمان کا حصّہ جو کھلے روشن دان سے دیکھتے تھے وہ اب بھی اب اندھیرے میں تھے۔ راگھو نے اپنی گھڑی کے چمکدار نمبر کو دیکھ کر بتایا کہ صبح کے ساڑھے تین بجے ہوئے ہیں تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد سورج طلوع ہو گا۔

چوں کہ انجن کی آواز بالکل بند ہو چکی تھی، دوسری آوازیں باہر سے تھوڑی بہت سُنائی دینے لگیں۔ یہ آوازان کے کیبن کے باہر عرشے سے آ رہی تھیں۔ انھوں نے اپنے کان لگائے اور تھوڑے سے سننے لگے۔ بہر حال آوازیں صاف اور واضح نہیں تھیں یہ جاننا ممکن نہیں تھا کہ وہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں کیوں کہ آواز پہنچنے میں دیوار رکاوٹ بن رہی تھی۔

راگھو نے دھیمے سے کہا، "لگتا ہے وہ کسی چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں"

"اگلا قدم کیا ہو، اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں" مادھو نے کہا۔

آوازیں کچھ وقت تک جاری رہیں پھر ایسا لگا کہ بات کرنے والے یہاں سے ہٹ گئے ہیں اور دوسرے کنارے چلے گئے ہیں۔ اب آوازیں آنا بند ہو گئی تھیں۔

ان کی آوازوں کی گونج کے علاوہ سب کچھ خاموش تھا۔ آسمان تھوڑا بھورے جیسے رنگ کی وجہ سے تھوڑا سا روشن لگ رہا تھا۔ یہ جلد ہی اور روشن ہو جائے گا۔

انھوں نے فیصلہ کیا کہ ایک بار پھر مدد کے لیے چلّایا جائے۔ یہ کوشش پھر بے کار گئی۔ اس کا مطلب یہ کہ بلاشبہ وہ انسانی آبادی سے میلوں دور تھے۔ مایوسی سے وہ پھر انتظار کرنے بیٹھ گئے۔

ایک بار پھر اچانک 'جھیل کی روشنی' ایسا لگ رہا تھا کہ اسے ساکن کر رہے ہوں۔

پانچوں قیدیوں کو پھر کوئی جان کاری نہیں ہو سکی کہ کیا ہو رہا ہے۔

"اُف، یہ تو بالکل بور کر دینے کا معاملہ ہے" مادھو نے اپنی ناک سہلاتے ہوئے کہا جس میں چوٹ لگی تھی۔

"اف، اس میں تکلیف ہے" راگھو نے اپنے پیروں کو ملتے ہوئے کہا۔ "میں ایسا نہیں سوچتا۔۔۔۔ ہے!ایک منٹ انتظار کرو!اس نے بیچ میں ہی جملہ ادھورا چھوڑا۔

سبھی گھوم کر راگھو کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ دروازے کی طرف حیرت سے دیکھنے لگا۔ ان سب نے بھی ادھر دیکھنا شروع کیا۔ دروازہ اِدھر اُدھر جھول سار ہا تھا،اپنے قبضے پر۔ وہ دروازے کی طرف بھاگے۔

"انھوں نے اسے کب کھولا؟ ہم نے تو بالکل آواز نہیں سُنی!" مادھو نے کہااور وہ ایک جھنڈ میں وہاں اکٹھا ہو گئے۔

"ہم نے اسے اس وقت جانچا جب بوٹ پہلی بار اُتھلے پانی میں چل رہی تھی یہ آخری جھٹکے کی وجہ سے کھُل گیااور جھولنے لگا۔

وہ دروازے سے اسٹوڈیو کا اگلا دروازہ دیکھ رہے تھے۔ یہ خالی تھا کرسیاں کمرے کے پاس اُلٹی پلٹی ہوئی تھیں۔ ایک جگ کا پانی فرش پر پھیلا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اسٹوڈیو میں اس واقعے سے اور کوئی نقصان نہیں لگ رہا تھا۔ صرف فرش تھوڑا عجیب سے زاویہ پر جھکا ہوا تھا۔ مشینری مضبوطی کے ساتھ اسکرو کی ہوئی تھی۔

"آجاؤ،اب کس لیے انتظار کر رہے ہیں ہم لوگ؟" راگھو نے کہا وہ کمرے کو پار کرتے ہوئے، دیوار کے سہارے اپنا توازن قائم رکھتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ کمرہ اب صبح کی براؤن روشنی میں اُجاڑ، سنسان اور لاچار سا لگ رہا تھا۔

وہ اگلی کیبن میں پہنچے،اس میں دیوار میں لگے ہوئے بستر تھے۔ کمرہ دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ ایک خطرناک طوفان آکر گذرا ہو۔ بستر کی چادریں پورے چھت پر پھیلی ہوئی تھیں اور اسی طرح گدے بھی اور تکیہ بھی۔ اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ یہ سب اسی وقت ہوا تھا جب جھیل کی روشنی ہچکولے لے رہی تھی،اسی اُتھلے پانی میں۔ ایک تکیہ بالکل پھٹ گیا تھا۔ پورا کمرہ روئی کے ٹکڑوں اور گرد سے اٹا ہوا تھا۔ بچّے کمرے میں جیسے جیسے بڑھتے رہے اسی طرح کے نظارے تھے۔ تہ دار روئی کے گولے ایسا لگ رہے تھے

جیسے کہ وہ چھوٹے موٹے بھوت ہوں جوان کو گھیرے میں لے رہے ہیں، کچھ گرد وغبار ان کی ناکوں میں پہنچے جس کی وجہ سے ان کو چھینکیں آنے لگیں۔

آچھ چھیں، مادھو زور سے چھینکا۔

اس سے اور روئی کے گرد اڑے اور سبھی کے ناکوں میں گھس گئے جس سے چھینکوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

"یہاں سے باہر چل کر چھینکیں" منو نے دھیمی آواز میں کہا۔ اس نے تیزی سے دروازے کی طرف قدم بڑھایا اور سبھی نے اس کی تقلید کی۔

"یہاں کیا ہوا تھا؟" سیما نے دھیرے سے پوچھا۔ اب یہ لوگ وہاں کھڑے تھے جو بیٹھک اور کھانے کا کمرہ تھا۔

"یہ خراب ملاحی کا نتیجہ ہے۔ راگھو نے کہا۔

داس یہاں سے بھاگنے کی اتنی جلدی میں تھا کہ اس پر دھیان نہیں دے سکا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ نتیجتاً بوٹ کیچڑ میں پھنس گئی۔ "آؤ باہر چلیں اور دیکھیں کہ باہر کیا ہو رہا ہے؟

بیٹھک میں بھی وہی حال تھا۔ یہاں بھی جیسے خون کی ندیاں بہی ہوں کرسیاں اور اسٹول اُلٹے پلٹے پڑے ہوئے تھے۔ کچھ فرنیچر ٹوٹے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ کرد کری بھی بڑی تعداد میں ٹوٹی بکھری پڑی تھیں ریڈیو بھی کچھ ٹوٹ سا گیا تھا۔ میز اُلٹی پڑی تھی۔ پلیٹیں، ڈونگے اور گلاس سبھی ٹکڑوں میں پڑے ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنا راستہ بنایا اور تیزی سے چلنے لگے۔

"منو ذرا محتاط رہو"، راگھو نے اسے خبر دار کیا کیوں کہ وہ کیبن کے اس پھسلن بھرے فرش پر ننگے پاؤں چل رہا تھا۔ "ٹوٹے ہوئے ٹکڑے بہت تیز ہیں"۔

منو عرشے پر بغیر کسی حادثے کے پہنچ گیا۔ جب انھوں نے ریلنگ کے راستے پر قدم رکھا عجیب منظر ان کی آنکھوں کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔

یہ بالکل علی الصبح کا وقت تھا 'کولا بیل' تھوڑی تھوڑی دکھائی دے رہی تھی۔ آسمان میں رنگ دار دھاریاں تھیں جو کہ روشنی میں گلابی گلابی سی لگ رہی تھیں۔ سورج ابھی نہیں دکھائی دے رہا تھا۔

"ایسا لگ رہا ہے کہ جھیل یہاں سکڑی ہوئی ہے!" رینا چیخی جب اس نے چاروں

طرف دیکھا۔ ”دیکھو“ اس نے ساحل کی طرف اشارہ کیا۔
یہ سچ تھا۔ پچھلی صبح جھیل کا پانی جنگل کے پیڑوں کو چھو رہا تھا۔ اب بہت زیادہ رقبے میں کیچڑ کنارے اور جھیل کے درمیان پھیلا ہوا تھا۔ یہ چوڑی اور کیچڑ والی پٹیوں کی لائن جہاں تک نظر دوڑا سکتے تھے، انھوں نے دیکھی۔ یہ ہلکی اور مدھم روشنی میں اُجاڑ سی لگ رہی تھی۔
”بدلتی ہوئی جھیل“ رینا پرجوش آواز میں بولی۔ ”یاد کرو اس مندر والی بوڑھی عورت نے کیا بتایا تھا۔ جھیل بے چین ہے اور سمٹ رہی ہے“۔
وہ عرشے کے چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ ’جھیل کی روشنی‘ سیدھی ڈھلواں زاویہ میں پانی میں کھڑی ہو گئی تھی۔ ایک حصّہ زمینی سطح پر اٹھا ہوا تھا جب کہ دوسرا تقریباً پانی کو چھو رہا تھا اس میں کوئی حیرت نہیں کہ اس وجہ سے وہ کمرے میں اُچھل رہے تھے۔ ٹب اور گملے جو کہ کیبن کی چھتوں پر تھے عرشے پر گرے پڑے تھے، ٹوٹے پھوٹے ہوئے۔ لمبا مستول کی طرح کا کھمبا زمینی سطح پر جھکا ہوا تھا۔
اس بات کی کوئی علامت نہیں تھی کہ آس پاس کوئی ہے۔ انھوں نے لائف بوٹ لی اور چلے گئے۔ راگھو نے کہا۔ ”بلاشبہ وہ ڈیکا اور بیشیا کو قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اس نے جھیل کو اپنی دوربین سے دیکھا۔ آخرکار وہ جوش بھری آواز میں بولا ”وہ وہاں ہیں دو بوٹوں میں“
سبھی باری باری دوربین سے دیکھنے لگے۔ مغرب کی طرف کافی دور، انھوں نے دیکھا کہ دو کشتیوں میں بھاگ رہے ہیں۔ منو نے انھیں گنا۔ ایک، دو، تین چار۔۔۔۔ اس میں ہر بوٹ میں چار آدمی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ دونوں پولیس والوں کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں“۔
وہ شاید ڈیکا اور بیشیا کو یرغمال بنانا چاہتے ہوں، راگھو نے غور کیا۔ ”وہ داس اور چودھری کی حفاظت کے لیے ٹکٹ کے طور پر ہیں“۔
مادھو ریلنگ پر جھکا ہوا، چاروں طرف جھیل کے گہرے پانی کو دیکھ رہا تھا ”یہاں گہرا اور اُتھلا پانی لیکن دلکش لگ رہا ہے۔ اس نے غور کیا۔ ”کوئی تعجب نہیں کہ وہ اس طرف سے بھاگے ہوں گے۔ داس نے سوچا ہو گا کہ وہ جھیل کے درمیانی حصّے میں

گہرے پانی میں ہے۔ اس نے کبھی یہ محسوس ہی نہیں کیا ہوگا کہ پانی کی سطح اتنی تیزی سے کم ہو سکتی ہے۔

اب ہمیں کیا کرنا ہے؟ ریتا نے پوچھا۔ "وہ ہمیں اپنے ساتھ کیوں نہیں لے گئے؟ مجھے حیرت ہے"۔

"کیوں کہ لائف بوٹ میں جگہ نہیں ہوگی، راگھو نے یقینی طور پر کہا۔ "کم از کم یہاں جانے سے پہلے انھوں نے دروازہ کھول دیا۔ ورنہ کسی بھی صورت میں ہم بہت مصیبت میں پھنس جاتے"۔

"کیا یہاں کوئی اور بھی لائف بوٹ ہے؟" منو کو حیرت ہوئی "اسے ڈھونڈنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ مجھے شبہ ہے وہ اب یہاں ہوگی۔

کچھ مشکلوں کے بعد راگھو اور منو عرشے کو پار کرتے ہوئے انجن روم میں پیچھے سے داخل ہوئے۔ یہاں ساری چیزیں درہم برہم تھیں۔ ڈرم، کریٹ اور ٹین سبھی فرش پر گڈمڈ آپس میں خلط ملط ہو گئے تھے۔ ڈیزل کی تیز بو کی وجہ سے انھوں نے اپنے منھ پر کپڑے رکھ لیے۔ ایک دو ڈرم ٹوٹے ہوئے تھے اور ان کی چیزیں فرش پر بکھر گئی تھیں۔ اس بات کی کوئی علامت نہیں تھی کہ کہیں کشتی یا لائف بوٹ ہوگی۔ راگھو اور منو عرشے پر واپس آگئے جہاں دوسرے ان کا انتظار کر رہے تھے۔

وہ ان دونوں لائف بوٹوں کو آگے جاتے ہوئے دیکھتے رہے۔ وہ مشکل سے اسے دیکھ پا رہے تھے یہاں تک کہ دوربین کی بھی مدد سے نہیں۔

"کیا وقت ہوا ہے؟" اچانک سیما نے پوچھا۔ "میری گھڑی لگتا ہے کہ بند ہو گئی ہے"۔

"4 بج کر 51 منٹ مادھو نے کہا۔ "ہم جلد ہی سورج کی روشنی دیکھیں گے۔

مشرقی اُفق صاف اور چمکیلا ہو رہا تھا۔ جیسے ہی انھوں نے غور کیا نارنگی آسمان اب چمکیلا پیلا ہو رہا تھا۔

سورج کی کرنیں اب پہاڑ کی چوٹیوں پر پڑنے لگی تھیں۔ یہ اب تیزی سے بڑھتی جا رہی تھیں۔ اس وقت جب تک کہ ایک بہت بڑی گیند روزانہ کی طرح، اپنے معمول کے مطابق طویل ہوتی ہوئی اپنے عروج تک نہ پہنچ گئی ہو۔

کچھ چڑیوں نے کیڑے مکوڑوں اور مچھلیوں کی تلاش میں اپنی اُڑان بھری۔ ان کی

چہچہاہٹ نے اس سویرے کی خاموشیوں کو چیر دیا۔ کچھ دوری پر بطخوں کا جھنڈ اپنی پروقار چال میں تیر رہا تھا۔

یہ سبھی منظر بہت ہی دلکش اور خوبصورت سے تھے لیکن کوئی اس موڈ میں نہیں تھا کہ قدرت کے ان حسین نظاروں کو سراہے۔ پانچوں بچوں کو صرف اس گھیرے سے، اس حصار سے نکلنے میں ہی دلچسپی تھی۔

جب وہ دن کی روشنی میں نہا گئے تو ان کو صاف طور سے یہ سمجھتے ہیں کوئی دشواری نہیں ہوئی کہ وہ اس ناگوار صورتحال میں کتنے گھرے ہوئے ہیں۔

'جھیل کی روشنی' جہاں پانی میں رُکی ہوئی تھی، کیچڑوں کی ایک لمبی سی پٹی تھی۔ کچھ دوری پر ایک گھنا جنگل تھا، پچھلی رات کو اس بات کے آثار نہیں تھے کہ دیو جیسے پتھر بوٹ کے پاس جھیل میں پائے گئے ہوں صاف طور سے ظاہر ہے کہ یہ جگہ پیچھے ہی چھوٹ گئی تھی۔

سورج کے طلوع ہونے کی سمت کی طرف غور کرتے ہوئے منو نے اندازہ لگایا کہ وہ لوگ جھیل میں بیرت پور کی طرف سے دکھنی کنارے پر ہیں۔ یہاں کوئی ایسی علامت نہیں تھی کہ اس کنارے آس پاس میں کوئی آبادی ہے۔

"ان کے ہمارے کمرے کے دروازے کھولنے پر کوئی حیرت نہیں" مادھو نے سنجیدگی سے کہا "ہم سب حقیقتاً اب بوٹ پر قیدی ہیں کمرے کے بجائے"۔

"ہم مغرب کی طرف ساری رات چلتے رہے ہیں" منو نے کہا "داس ندی تک پہنچنا چاہتا تھا جو کہ 'کولا بیل' کے جوڑ پر بہتی ہے۔ بے شک وہ پانی کے گھٹاؤ کے بارے میں نہیں جانتے تھے یہ کم گہری سطح انجان ملاحوں کے لیے بہت خطرناک ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بوٹ کا طاقتور انجن بھی اسے ہلا نہیں سکا جب ایک بار یہ پھنس گئی۔ اگر ان کے پاس وقت اور آدمی ہوتے وہ اسے باہر نکال سکتے تھے جب بوٹ کیچڑ میں پہلی بار دھنسی تھی۔ وہ جلدی میں تھے۔ اس بوٹ کا فریم حالاں کہ ٹھیک ٹھاک ہے لیکن یہ اُتھلے پانی میں واقعی بہت بُری طرح پھنس چکی ہے"۔

انھیں اس کو کھینچنے کے لیے طاقتور انجن والے بوٹ کی ضرورت تھی۔ راگھو نے غور کیا۔ "یہ اتنا آسان نہیں تھا!"

"داس اور چودھری شاید 'جھیل کی روشنی' کے لیے جلد واپس نہ آئیں"۔

اگرچہ جھیل کی روشنی کے لیے پانی اُتھلا تھا لیکن یہ اب بھی اتنا گہرا تھا کہ بچّے اس سے ہو کر نہیں گذر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ساحل ان کی پہنچ سے باہر تھا۔ یہاں تک کی سیما بھی جو اپنے اسکول کی ایک بہترین تیراک تھی مشکوک تھی کہ وہ کنارے تک تیر کر جاسکے گی۔ منو انجن روم میں گیا اور ایک لمبی رسّی لے کر آیا۔ ایک سرا اس کے ٹوٹے ہوئے برتن کے ایک بڑے سے ٹکڑے میں باندھ دیا۔ اس نے پھر بڑی احتیاط سے بوٹ کے کنارے سے نیچے کیا۔ یہ ان کے ہاتھ سے پھسل گیا اور ایک خاصی دوری پر گر گیا ہوتا اگر منو نے دوسرے سرے کو سختی سے نہ پکڑ رکھا ہوتا۔ رسّی کا وزنی سرا پانی میں غائب ہو گیا تھا ایک خاص لمبائی کے ساتھ۔

منو نے اس کو اوپر عرشے پر کھینچ لیا جو کہ کیچڑ میں سنی ہوئی تھی۔

"جیسا کہ میں نے سوچا تھا، ویسے ہی ہے" اس نے کہا۔ "پانی یہاں پر سات آٹھ فٹ گہرا ہے۔ بہت ہی اُتھلا پانی ہے خاص طور سے اس بوٹ کے سائز کے حساب سے لیکن ہمارے لیے یہ بہت گہرا ہے اس کی سطح راگھو کے سر سے بھی اونچی تھی، وہ سب سے لمبے قد کا تھا۔

لائف بوٹ یہاں بالکل نہیں ہے۔ کچھ اور چڑیاں بوٹ کے پاس اُڑ رہی تھیں اور کچھ اس پر آرام فرمانے کی نیت سے بیٹھی تھیں۔

"ایسا لگتا ہے کہ ہمیں اس وقت تک انتظار کرنا پڑے گا جب تک ہمیں کوئی یہاں سے نکالنے نہ آئے"۔ سیما نے کسی قدر رونی صورت میں کہا۔ "سب سے بڑھ کر یہ کہ اس مہم جوئی میں ایسا لگتا ہے کہ بہت بے کیف، بے مزہ وقت گذر رہا ہے۔ اب ہمیں اس وقت تک بیٹھے رہنا ہے جب تک کہ کوئی ہمارے لیے نہ آجائے۔

"لیکن ہم یہاں اتنے لمبے عرصے انتظار نہیں کر سکتے؟ رینا نے فوراً کہا۔ "ہم اس لیے بھی انتظار نہیں کر سکتے کہ داس اور چودھری ان دو پولیس والوں کو بھی اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ یہ غالباً ہماری پہلی غلطی تھی جس کی وجہ سے وہ پکڑ لیے گئے۔ ہمیں ان کو نہیں لے جانے دینا چاہیے تھا۔ کون جانتا ہے کہ داس ان کے ساتھ کیا سلوک کرے؟"

مادھو نے اس میں اضافہ کیا، "پولیس یہ نہیں جانتی کہ کیوں اور کیسے وہ دھر لیے

گئے اور وہ کہاں لے جائے گئے ہیں؟"

"یہ بالکل صحیح ہے،" راگھو نے کہا۔ اس نے داس اور چودھری کے درمیان جو پچھلی رات کو ہوئی تھی، اس کو یاد دلایا۔ وہ سلطان پور جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں جہاں ان کے بوس انتظار کر رہے ہیں۔ لگتا ہے کہ یہ بات یقینی ہے کہ پولیس والے ان کو وہاں پر نہیں تلاش کریں گے"۔

"کوئی شبہہ نہیں کہ وہ ڈیکا اور ریشیا کو مار دیں گے، ایک بار جب وہ وہاں پہنچ گئے۔ وہ یہ نہیں چاہیں گے کہ یہ لوگ اپنے بوس اور دوسرے ذمے داران کو ان کی تفصیلات بتائیں"۔

رینا تھرتھرا گئی "تب یہ ہمارے اوپر ہے کہ ہم ان کے لیے کچھ کریں، ایسا ہی ہے نا!" اس نے کہا۔ "ہم انکل سائیکیا اور ان کے آدمیوں کو کس طرح بتائیں کہ داس اور چودھری سلطان پور کی طرف روانہ ہوئے ہیں۔"

"سب سے آسان راستے یہ ہے کہ اگر ہم ٹرانسمیٹر سے اپنا پیغام دیں اور اگر ہمیں اس کے بارے میں معلومات ہو تب" راگھو نے اندر کیبن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ کیا ہم کچھ کر سکتے ہیں؟" رینا نے پوچھا، اس کی آنکھیں اچانک امید سے چمکنے لگیں۔

راگھو نے اپنا سر دھیرے سے ہلایا، "میں نہیں سمجھتا کہ یہ ممکن ہے پہلے تو بند جنریٹر حاصل کرنا ہوگا پھر مشینری میں پھیلے ہوئے تاروں کو معلوم کرنا ہوگا۔۔۔ نہیں، یہ بس اتفاق پر ہے اور بیکار ہے" اس نے رینا کی طرف افسوس کے ساتھ دیکھا۔ "میں ریڈیو کا جان کار ہوں یہ صحیح ہے۔ لیکن مجھے ڈر ہے، پیغام نشر کرنے کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ کیسے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں کچھ جانتا ہوں!"

""ہمیں اس بوٹ سے فرار حاصل کرنا ہے اور بیرت پور واپس جانا ہے" منو نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ "یہی ایک راستہ ہے!"

"کیا تم جانتے ہو کہ اصل میں ہم کہاں پر ہیں؟" سیما نے پوچھا! "جہاں تک میرا تعلق ہے، میں تو بالکل کھو گئی ہوں"۔

منو نے سامنے کی طرف ساحل کو دیکھا۔ پھر اس نے جنوب مشرق کے اُفق کی

طرف دیکھا، جہاں شروع شروع میں نیلے رنگ لیے ہوئے دُھندلے دُھندلے سے پیڑ دکھائی دیے۔ میں سوچتا ہوں بلکہ مجھے تقریباً یقین ہے کہ مجھے پتا ہے کہ ہم کہاں ہیں۔ میں یہاں اتنی دور مغرب میں کبھی نہیں آیا تھا لیکن یہاں سے بیرت پور پیدل ایک دن کی مسافت سے زیادہ نہیں ہے مشرق کی طرف"۔

"ایک دن" رینا نے خوف اور حوصلہ ہارنے کے انداز میں کہا، "تب تک تو بہت دیر ہو جائے گی ڈیکا اور بیشیا کے لیے۔۔۔۔۔"

ہمیں یقین ہے کہ ہم اس راستے میں کچھ گاؤں بھی پار کر لیں گے، شاید کوئی بڑا گاؤں ہو، جہاں پولس چوکی ہو"۔ منو نے کہا۔ بہر صورت، فی الحال تو لگتا ہے کہ یہی راستہ بچتا ہے"۔

"مسئلہ یہ ہے کہ ہم ساحل پر کیسے پہنچیں گے؟ مادھو نے عملی بات پوچھی۔ وہ نیچے پانی کو دیکھ بھی رہا تھا۔ "کنارہ کم سے کم ایک کلو میٹر دور ہے، ہم میں سے کوئی اتنی دور تیر نہیں سکتا، سیما بھی نہیں"۔

سبھی نیچے دیکھنے لگے۔ چمکدار روشنی میں وہ صاف طور سے دیکھ سکتے تھے کہ جھیل کے کالے کیچڑ بھرے پانی کو۔ چوں کہ یہ یہاں سکڑی ہوئی ہے۔ انھوں نے نیچے پانی کی سطح بھی دیکھی کچھ پیڑوں کی ٹہنیاں جھیل میں گری پڑی تھیں۔ منو بوٹ کے پچھلے حصّے کی طرف بڑھا جو کہ اچھے خاصے پانی کے اندر ڈوبا ہوا تھا۔ اچانک وہ چیخا کہ "ہم تیر کر نہیں جائیں گے۔

"کیا؟" سبھی نے حیرت سے پوچھا۔

"کیا کوئی دوسری لائف بوٹ ہے؟" راگھو نے پوچھا۔

"نہیں ایسا نہیں ہے۔ یہاں کوئی لائف بوٹ نہیں ہے" منو نیچے پانی کی طرف نظریں گڑائے ہوئے تھا۔

کوئی اور راستے ہے کنارے تک پہنچنے کے لیے! اس نے کہا اور گھوما اور بچّوں کے پاس پہنچا۔ بہت آسان تم بھی دیکھو۔ اس نے ڈرامائی طور پر پانی کے نیچے اشارہ کیا۔

فرار

سبھی نے دیکھا کہ سورج کی روشنی میں بہت چمک تھی۔ اگرچہ دور کنارہ اودے رنگ کا ڈھندلا سا اب بھی تھا لیکن وہ آسانی سے صاف طور پر آس پاس دیکھ سکتے تھے۔ ایک عجیب سا منظر ان کی متعجب آنکھوں کو خیر مقدم کر رہا تھا۔

جہاں پر 'جھیل کی روشنی' کھڑی ہوئی تھی، اس کے تھوڑا پیچھے دائیں طرف کنارے پر لکڑی کی نوکدار بلی اب دکھائی دے رہی تھی۔ یہ بلیاں الگ الگ تقریباً 3 فٹ کی تھیں۔ انھوں نے اسے کھینچا جو ادھر اُدھر چکر کھا رہی تھیں، ایک نہ ٹوٹنے والی قطار بنائے ہوئے۔ دور جنگل کے سامنے والا کنارہ کیچڑ کی پٹیاں تھیں۔

"یہ کیا ہے؟" رینا نے پوچھا۔ یہ کیا چیز ہے جو جھیل کے درمیان میں ہے"۔ "یہ شاید ایک لمبی اور سخت باڑ تھی کسی زمانے میں" راگھو نے کہا "یہ شاید کسی خاندان کی جائداد کی چار دیواری میں لگی ہوئی ہوگی۔ شاید یہ عظیم زلزلے کے درمیان ڈوب گئی ہوں گی"۔

"یا شاید یہ "کولا بیل' کے اندر بعد میں آئی ہوں"۔ مادھو نے جوڑا۔ "یہ پانی ہر وقت نئے رقبے کو کبھی ڈھانپ لیتا ہے کبھی اسے کھول دیتا ہے"۔

"یہ بلیاں اب ہمارے آس پاس ہیں" سیما نے کہا۔

یہ صحیح تھا، جب وہ بات کر رہے تھے اور سورج طلوع ہونے کا نظارہ کر رہے تھے، 'کولا بیل' کا پانی تیزی سے ایک خاص جگہ پر سٹ رہا تھا۔ اب چوں کہ روشنی تیز تھی، انھوں نے اپنے اور کنارے کے بیچ اسے دیکھا کچھ مُردار پیڑوں کے تنے، ان کی سوکھی ٹہنیاں یہ سب پانی میں اُبھر آئی تھیں ایسا لگ رہا تھا کہ یہ خاموش دُعاؤں کا نتیجہ تھیں جو کہ اوپر والے سے کی جا رہی تھیں۔ بوٹ کے پیچھے بھی کچھ لمبے پیڑ بتدریج ظاہر ہو رہے تھے۔ جب بچے حیرت انگیز نظروں سے آس پاس دیکھ رہے تھے، انھوں نے محسوس کیا کہ لکڑی کے تختوں کی بہت سی قطاریں دکھائی دے رہی تھیں مختلف مُردار پیڑوں کے جھنڈ کے پیچھے ان کی بھوری سوکھی ٹہنیاں بھی چاروں طرف دکھائی دے رہی تھیں۔

"یہ بہت ہی پراسرار لگتا ہے" رینا نے کسی قدر کانپتی آواز میں کہا۔ یہ محض قسمت کی بات ہے کہ ہمارے لیے 'جھیل کی روشنی' اس اُتھلے پانی میں پھنس گئی۔ باڑوں کی یہ قطار سیدھے کنارے کی طرف ہی جارہی ہے"۔

"ہم انھیں سہارے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں اور کنارہ بہت آسانی سے پا سکتے ہیں۔ یہ اس طرح آسان ہے جیسا کہ کسی کا ٹہلنا۔" مادھو نے کہا۔

"ہاں، شاید ہم وقت پر سائیکیا انکل کو بتا سکتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ ڈیکا اور بیشیا کو کہاں لے گئے ہیں یہ بھی بتادیں گے۔ سیما نے کہا۔

"ہمیں اپنا وقت پر مزید ضائع نہیں کرنا چاہیے جب تک کہ ہم وہاں پہنچ نہ جائیں۔ آجاؤ، ہم کس لیے انتظار کر رہے ہیں؟ آؤ چلیں، اس نے سفر کو اپنا مقصد بتایا جب کہ وہ پانی پر نظریں گڑائے ہوئے تھا۔ "جھیل کی روشنی، اس باڑ میں اٹکی ہوئی ہے" منو نے غور کیا ہے۔ وہ چاروں طرف گھوم رہا تھا اور یہ کوشش کر رہا تھا کہ اس عجیب و غریب واقعے کو سمجھ سکے۔ "شاید ان مُردار پیڑوں کے جھنڈ سے جو کہ پانی کے اندر تھے بوٹ کو چلانے والی توانائی کو جکڑ لیا اس لیے داس اور بیشیا بوٹ کو نہیں نکال سکے۔

"ہمارے لیے یہ قسمت کی بات ہے، ہے نا! راگھو نے دہرایا۔ "ایسا لگتا ہے کہ 'کولا نبل' ہماری مدد کر رہی ہے، اب چلنا چاہیے۔

چاروں بچّوں نے جوتے اُتار لیے، فیتے کو ایک ساتھ باندھ لیا اور اسے گردن پر لٹکا لیا۔ انھوں نے اپنی جینز کو موڑا اس طرح کہ وہ پانی سے کچھ فٹ اوپر رہے۔ منو نے بھی اپنے پائجامے کو اونچا کیا۔ اب وہ تیار تھے، جانے کے لیے بالکل تیار۔

راگھو آگے تھا۔ بوٹ کا ایک سرا اس زاویہ سے ڈوبا ہوا تھا کہ وہ پانی کے کچھ اوپر تھا۔ بوٹ کے کنارے ایک باڑ پر اس نے آسانی سے جگہ بنائی۔

راگھو بوٹ پر ریلنگ پر بیٹھ گیا اور اپنی ٹانگوں کو جھلایا، اس نے ایک ہاتھ سے ہچکولے کھاتے ہوئے باڑ کو پکڑا اور احتیاط سے پہلے پاؤں رکھتے ہوئے، اس نے اپنے آپ کو پانی میں اتارا، وہ کولھے کے سہارے پانی میں آدھا تیرتے ہوئے، آدھا اپنے آپ کو اگلی جگہ سے کھینچے ہوئے وہ ایک طرف مُڑا اور بولا، "آجاؤ، یہ بہت آسان ہے اس میں سے کچھ بھی نہیں ہے"۔

سیما جس کو پانی میں ہونا پیارا لگتا تھا، اگلی بار وہ گئی۔ پانی گرم اور ملائم تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اسے خوش آمدید کہہ رہا ہو۔ اس پر وہ ایک چھپاکا مارتے ہوئے مچھلی طرح پھسلی اور اگلے مقام کے لیے وہ بھی آگے بڑھ گئے اور اپنے آپ کو باڑ پر لٹکا لیا اور تھوڑی دیر تک راگھو کے ساتھ رہی اور انتظار کرتی رہی کہ اور لوگ بھی شامل ہو جائیں۔

اگلی باری رینا کی تھی۔ اس نے بیرت پور شہر کے جھیل میں ڈوب جانے کے خیالوں کو ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کی اور پانی میں سرک گئی۔ بُرے خیالات اسے ہمیشہ پریشان کر دیتے تھے اگر وہ اس وقت چوکنی نہ رہے تو کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ جھیل تو خود ہی پیشکش کر رہی تھی یہی تو موقع ہے فرار ہونے کا۔ سیما کی طرح وہ ماہر تیراک نہیں تھی لیکن پانی میں باڑ کی پوزیشن اتنی آسان تھی کہ اس کو آگے بڑھنے میں اور اپنی کزن کے ساتھ شامل ہونے میں کوئی پریشانی محسوس نہیں ہوئی۔ سیما نے مسکرا کر اس کی حوصلہ افزائی کی جب وہ اس کے پاس پہنچی۔ رینا نے بھی مسکرا کر شکریہ ادا کیا۔

"میرے بارے میں فکر نہ کرو" مادھو نے کہا۔ "یہ مشکل نہیں لگ رہا ہے یہاں تک کہ میرے جیسے کمزور تیراکوں کے لیے بھی"۔

مادھو بھی پھسلا۔ اس نے کسی قدر زور سے چھپاکا مارا۔ وہ اگلے مقام کے لیے تیزی سے بڑھا۔ اب وہ اصل میں جب وہ 'جھیل کی روشنی' پر آیا تھا اس کے مقابلے میں کافی خوش تھا۔ یہ اس کے ناٹے قد کی بات تھی جو پریشان کیے رہتی تھی نہ کہ پانی!

اب 'جھیل کی روشنی' کے عرشے پر ایک آخری نظر ڈالتے ہوئے منو پانی میں داخل ہوا۔ مضبوط اور ماہر تیراک ہونے کی وجہ سے وہ نہ تو پانی ہی سے ڈرتا تھا اور نہ ہی جھیل سے۔

انھوں نے باڑوں کی قطاروں کو کھینچ کر اپنا راستہ بنایا۔ وہ جیسے جیسے آگے بڑھے دائیں جانب چلے۔ گیت گاتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ کبھی کبھی ایک دو باڑ قطار سے ہٹ جاتا لیکن یہ آسان تھا کہ وہ اگلا باڑ پکڑ کر تیرنا جاری رکھتے۔

جب تک راگھو اپنے پیر کو نیچا کر لیتا، جھیل کی سطح کو محسوس کرنے کے لیے کہ کیا وہ محسوس کر سکتا ہے۔ اکثر وہ مردار پیڑوں کی ٹہنیوں سے بھی بھڑ جاتا۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد اس نے جھیل کی تہہ میں جمی ہوئی کیچڑ کو محسوس کیا۔

"اب اور بھی آسان ہوتا جارہا ہے" اس نے ان لوگوں کو پکارا جو ان کے پیچھے چل رہے تھے۔ "باڑ کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور چلتے رہو"۔

"ہم اتنے لمبے نہیں ہیں جتنے تم ہو" مادھو نے شکایت کی اس کا پیر اب بھی سطح تک نہیں پہنچ سکا تھا۔

کچھ میٹر اور چلنے کے بعد یہ جھیل اور چھچھلی ہونے لگی۔ جلد ہی وہ سینے تک پانی والی اونچائی پر آگئے۔ کیچڑ والے پانی سے گذرتے ہوئے وہ بہت محتاط رہے کیوں کہ سطح پر کیچڑ پھسلن والا تھا۔ اس کے علاوہ بعض دفعہ انھیں یہ بھی محسوس ہوتا کہ کوئی گول مول پتھر یا چھپا ہوا پیڑ ان کے راستے میں ہے۔

وہ اس طرح چلتے ہوئے تقریباً تین چوتھائی راستہ پار کر چکے تھے تبھی ایک حادثہ ہو گیا۔ راگھو جو کہ آگے تھا، اچانک اس کا پاؤں پھسل گیا۔ کیچڑ بھرے اور بکھرے پتھروں کی سطح پر۔ اس نے اپنے پاس کی باڑ کا سہارا لیا۔ بدقسمتی سے یہ باڑ کمزور تھا اور راگھو کا وزن برداشت نہیں کر سکا۔ باڑ جھیل میں ہی ٹوٹ گیا۔ ایک زوردار چھپاکے کے ساتھ راگھو گر پڑا۔ سیما جو کہ کچھ میٹر پیچھے تھی اس نے بھی زوردار چھپاکا لگایا جیسے ہی راگھو گرا۔

گھبراہٹ میں بڑبڑاتے ہوئے اور ہانپتے ہوئے راگھو اسی سطح کھڑا ہو گیا سر سے لے کر ٹخنے تک پوری طرح کیچڑ میں رنگ گیا۔

"اف! یہ اچھا نہیں ہوا!" اس نے ہچکی لی۔

"کیا تم زخمی ہو؟" سبھی متوجہ ہوئے اور پوچھا۔

"نہیں صرف، کیچڑ سے شرابور" راگھو نے جواب دیا۔ اس نے چلو میں پانی لیا اور اپنے چہرے کو دھویا اور ہاتھوں کو جتنا دھو سکتا تھا، دھویا۔ "محتاط رہو، سطح، لگ رہی ہے ہر قدم پر چکنی ہوتی جارہی ہے"۔

پانی گھٹنے تک تھا، تھوڑے ہی وقت میں تقریباً ٹخنے تک رہ گیا۔

کچھ منٹ اور، وہ جھیل کے کنارے پہنچ گئے۔ یہاں سے جنگل کے کنارے تک کتھئی رنگ کی تہ میں جمی ہوئی کیچڑ دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ زیادہ تر نرم سطح پر پھسلن تھی اور کہیں چھوٹے موٹے پتھر، پیڑوں کی ٹہنیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ ایک دو

مُردار پیڑ کیچڑ میں ایک کنارے پڑے ہوئے تھے۔ یہاں وہاں چھوٹے جانوروں اور چڑیوں کے قدموں کے نشانات بھی موجود تھے۔ جنگل کے نظام حیات کا یہ مجموعہ رات یا بھور میں پانی پینے کے لیے جنگل سے جھیل کے دوران آیا تھا۔ چڑیاں بلاشبہ کیچڑ کے کیڑے مکوڑوں کو کھانے آئی تھیں۔

بچّوں نے اپنے ہاتھ پاؤں دھوئے اور جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے پاؤں نرم کیچڑ میں ہر قدم پر دھنستے رہے اور ان کو پیر کھینچ کر نکالنا بہت مشکل پڑ رہا تھا۔ کچھ منٹ کے سفر میں وہ بالکل تھک گئے باڑ (بلّیاں) 60-50 میٹر دور پڑے ہوئے تھے۔

ان کے آگے بڑھنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ اسی درمیان سورج کافی اونچائی پر آ گیا تھا۔ ان کے چہرے اور جسم پسینے سے شرابور تھے۔ چھوٹے پر والے کیڑے ان کے متحرک جسم کی گرمی کی وجہ سے کھنچے ہوئے بھن بھن کر رہے تھے اور کبھی کبھی کاٹ بھی لیتے تھے۔ ''اُف، یہ تو جھیل پار کرنے سے زیادہ تکلیف دہ ہے'' مادھو اوروں کی طرح ہانپتے ڈھانپتے جدو جہد کر رہا تھا۔

رینا نے مختصراً دیکھا کہ آگے جنگل کے پیڑوں کے سائے انہیں خوش آمدید کرنا چاہ رہے تھے۔ ''اب زیادہ دور نہیں جانا ہے'' اس نے اپنے کزن کا حوصلہ بڑھایا۔ ''آؤ تیز تیز چلیں!'' اس نے اپنے ماتھے کا پسینہ پھر پونچھا۔ اور استقلال اور ہمّت کے ساتھ چلتی رہی۔

''کاش! میرے پاس ایک دُم ہوتی'' مادھو نے کسی قدر حسرت بھرے انداز میں کہا۔ میں اپنی دُم سے ان کمبخت کیڑوں کو اپنا ہاتھ استعمال نہ کرتے ہوئے ہنکا تا رہتا''۔

سبھی ہنسنے لگے۔ اپنی تھکاوٹ کے درمیان اس طرح کی بات سے انھوں نے کچھ بہتر محسوس کیا۔

آخر کار وہ جنگل کے کنارے پہنچ ہی گئے۔ وہ دھم سے نیچے بغیر کچھ کہے بیٹھ گئے۔ پیڑ کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں۔ اب جان میں جان آئی۔ اب وہ چڑیوں کی چہچہاہٹ اور اپنی تھکی ہوئی سانسوں کی آواز سُن سکتے تھے۔

''ہم نے ایک لمبا سفر طے کیا ہے''۔ سیما نے 'جھیل کی روشنی' کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اب یہ چھوٹی لگ رہی ہے، اتنی دور سے اب بھی جھیل کے سکڑتے ہوئے جھیل کے پانی میں۔

راگھو چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ جنگل ٹھنڈا اور چھائے دار تھا لیکن اس کے نیچے کے جھاڑ جھنکار گھنے تھے۔ اس میں سے چلنا بہت مشکل تھا، انھوں نے فیصلہ کیا کہ یہ عقلمندی ہے کہ جنگل کے کنارے کنارے چلا جائے۔ جہاں جھاڑیاں کم گھنی ہیں۔ اس کے علاوہ زیادہ کھلا پن اور دھوپ بھی ہے۔

کچھ ہی دوری پر پیڑ کے نیچے منو کو ایک جھلملاہٹ سی دکھی۔ یہ بڑا سا بارش کے اکٹھا ہوئے پانی کا ایک گڈھا تھا۔

''آؤ ہم اس کیچڑ کو تیزی سے صاف کر لیں''اس نے کہا۔ نہیں تو ان کیچڑوں کی پپڑیاں بن جائیں گی، جب یہ سوکھ جائیں گے۔

وہ وہاں گئے اور اپنی ٹانگوں اور پیروں کو دھویا۔ اس کے بعد انھوں نے گردن پر لٹکے ہوئے جوتوں کو اُتارا اور اسے پہن لیا۔

''یہ اب بہتر رہا''سیما نے کہا جب اس نے اپنے پاؤں اس بھاری بھرکم جوتوں میں ڈالے۔''میں اب آرام محسوس کر رہی ہوں''۔

''منو، کیا تم میرے جوتے تھوڑی دیر کے لیے پہننا چاہو گے؟ راگھو نے پوچھا۔

''ہمارے پیر لگتا ہے ایک ہی سائز کے ہیں، ہم اسے باری باری پہن لیں گے، تم جانتے ہی ہو کہ کہیں تمہارے پیر بھی آخر کار زخمی نہ ہو جائیں''۔

''جوتے؟''منو ہنسا۔''نہیں شکریہ راگھو، میں جوتا نہیں پہنتا وہ مجھے سست کر دیتے ہیں اور چھالے پڑتے ہیں بالکل کوئی وقت نہیں لگتا، میں بالکل ٹھیک ہوں اپنے ننگے پیروں کے ساتھ۔

اگرچہ وہ سبھی بہت پیاسے تھے لیکن پھر بھی انھیں اس گڈھے کے پانی پینے کی ہمت نہیں ہوئی۔ جیسا کہ انھوں نے جھیل کے پانی کے بارے میں سوچا تھا کہ وہ محفوظ نہیں ہے اسی طرح یہ گڈھے کا پانی بھی ہوگا۔ انھیں یہ امید تھی کہ وہ راستے میں کہیں جھرنے سے یا ناریل کے پیڑ سے جلد ہی پانی حاصل کر لیں گے۔

''آؤ چلنا شروع کریں''راگھو نے کہا۔

منو نے آسمان میں سورج کی طرف دیکھا۔ اس نے پر اعتماد لہجے میں کہا،''میرے پیچھے آؤ، بیرت پور اسی راستے پر ہے''وہ جنگل کے کنارے کنارے مشرق کی طرف بڑھنے لگا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم رات کے درمیان بیرت پور پہنچیں گے۔ رینا نے عذر کیا، کیا انکل و آنٹی جان سکیں گے کہ ہم کہاں ہیں۔۔۔۔

انھوں نے آخری بار 'جھیل کی روشنی' کو دیکھا جس نے انھیں بہت نقصان پہنچایا تھا اس جھیل پر۔ پھر وہ منو کے پیچھے چل پڑے۔

آسمان میں سورج اور اونچائی پر آ گیا تھا۔ اب صبح کے آٹھ بج چکے تھے۔ گرمی میں بتدریج اور شدت پیدا ہوتی جا رہی تھی بچے اور منو شعوری طور پر جانتے تھے کہ وقت تیزی سے گذر رہا ہے ڈیکا اور پیشیا کے لیے۔ وہ پولیس سے رابطہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ خاص طور سے انکل سائمکیا سے۔ جتنی جلد ممکن ہو سکے۔

جیوں جیوں گرمی بڑھتی گئی، بچّوں کی پیاس بھی بڑھتی گئی۔ انھوں نے صرف پچھلی رات کو کھانے کے وقت پانی پیا تھا۔ اب گرمی اور ساتھ ہی ساتھ تھکاوٹ نے ان پانچوں کو بہت پیاسا بنا دیا تھا۔ سیما نے کہا "اب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ پیاس کی کیا تکلیف ہوتی ہے، ہمارا گلا سوکھ کر کانٹا ہو رہا ہے"۔

کاش! مجھے کوئی برف جیسی ٹھنڈی بالکل یخ، جھاگ والی کوئی مشروب ایک ٹھنڈی ٹھنڈی بوتل میں پینے کے لیے دے دے۔۔۔ مادھو نے تصوّر کرتے ہوئے اور سب کے ساتھ بدقت چلتے ہوئے کہا۔

"کچے ناریل سے تازہ پانی پینا ہی میرے لیے زیادہ بہتر ہوگا" منو نے غور کیا۔

"اوہ، ہمیں ناریل کی بات نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی کولڈ ڈرنک کی!" رینا نے کسی قدر رونی صورت میں کہا۔ مجھے یہ سُن کر اور ہی زیادہ شدّت سے پیاس لگ جاتی ہے۔

وہاں پینے کے لیے پانی نہیں تھا، اس پیاس کی شدّت میں بچے اور منو تو 'کولا بیل' کے ہی پانی پر راضی تھے لیکن اس کو حاصل کرنے کے لیے پھر کیچڑ بھرے راستے سے گذرنا ہوگا۔ وہ لوگ پھر جنگل میں بدقت چلتے ہوئے، پانی کی تلاش شروع کر دی۔ راگھو نے کہا، کہ اب ہمارے بیمار اور تھکا ہوا جیسا رہنے کا وقت ختم ہو گیا بلکہ اب ہمارے گڈھا کھودنے جیسے کام کا وقت آ گیا ہے۔

سیما نے ہچکچاہٹ کے ساتھ کہا، "اگر راج ہنس، کہیں قریب ہوتا تو ہمیں گھر پہنچنے میں کوئی وقت نہیں لگتا"۔

منو فکر مند لگ رہا تھا لیکن اس نے کچھ کہا نہیں۔ اصل میں وہ پوری رات اپنی پیاری بوٹ کے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا۔ اب بھی وہ پریشان تھا کہ کیا اب بھی، اس صبح بھی اس کا بوٹ محفوظ ہے؟ اس نے اپنے سر کر جھٹکا دیا اور کوشش کی اس طرح کے خیالات اس کے دماغ سے نکل جائیں۔ اس نے آس پاس دیکھا اور کہا، "کم از کم ایک مسئلہ تو حل ہوا یعنی کہ تازہ اور صاف ستھرا پانی پینے کا۔ کون تازہ اور صاف پانی پینا چاہتا ہے؟"

باقی سبھی چاروں طرف دیکھنے لگے لیکن کوئی ندی نالہ یا گڈھا نہ دیکھ سکے۔

منو نے جنگل کی طرف چلتے ہوئے کہا، "یہاں میرے پیچھے آؤ"۔

منو کی تیز نظروں نے کچھ ڈھونڈ لیا تھا جب کہ دوسرے اسے دیکھنے میں ناکام ہو گئے۔ ایک بڑا پیڑ جنگل کے اندر جانے والے راستے کے کنارے گرا پڑا تھا۔ اس عظیم پیڑ میں ایک بڑا سا کھوکھلا سوراخ بن گیا تھا۔ اس کھوکھلے سوراخ کی سطح پر پانی تھا۔ صاف وشفاف پانی۔

"یہ پانی پینے کے لیے مناسب ہے" منو نے کہا۔ "یہ کچھ نہیں صرف بارش کا پانی ہے جو کہ اس کھوکھلے حصّے میں اکٹھا ہو گیا۔ یہ صاف اور تازہ ہے"۔

ہر شخص پیاس کی شدّت و خواہش کے تحت اس پیڑ کے کھوکھلے سوراخ کی طرف دوڑ پڑا۔ اور پھر چلّو بنا کر ان لوگوں نے ٹھنڈا، میٹھا اور تازہ پانی چھک کر پیا۔ جب وہ جی بھر کر پانی پی چکے تو اس کا چھینٹا اپنے منہ اور بازوؤں پر مارا۔ انھوں نے کمزوری محسوس کی اور وہ مختصراً آرام کے لیے اس تنے کے کھوکھلے سوراخ کے برابر بیٹھ گئے۔

نرم ہوا کا جھونکا جو کہ جھیل کی طرف سے آرہا تھا، پیڑ کی پتّیوں کو ہلا رہا تھا جس سے خوشگوار اور آرام پہنچانے والی آواز نکل رہی تھی۔ کہیں پڑوس ہی چڑیاں خوشی مناتے ہوئے چہک رہی تھیں۔

"آؤ اب ہم پھر چلنے کی تیاری کریں" راگھو نے کہا اور اپنے پیروں پر فیصلہ کن انداز میں کھڑا ہو گیا۔ باقی سبھی نے تقلید کی اور آگے بڑھنے کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو گئے۔ وہ سبھی بہت تھکے ہوئے تھے لیکن ڈیکا اور بیشیا کا خیال کرتے ہوئے کہ داس اور ان کے بوس انھیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ جنگل کے اندھیرے پن کو محسوس کرتے ہوئے وہ کنارے کی طرف ہو لیے اور چل پڑے۔

وہ میلوں، گھنٹوں چلتے رہے، انھیں کوئی بھی انسانی شکل دکھائی نہیں پڑی۔ جھیل ان کے بائیں طرف ساتھ چھوڑ چکی تھی سوائے اس کے کہ بطخوں کا جھنڈ اور کچھ چڑیاں جھیل میں اُن کو دکھائی پڑ جاتیں۔ سب کچھ 'کولا بیل' میں پرسکون لگ رہا تھا۔ ان کے دائیں طرف جنگل میں بھی لگتا تھا کہ کوئی مخلوق نہیں ہے۔ اب دوپہر کی گرمی شروع ہو چکی تھی۔ صرف چڑیوں کے چہچہانے کی آواز اور ان کے اپنے قدموں کی آواز سکوت کو توڑ دیتی تھیں۔

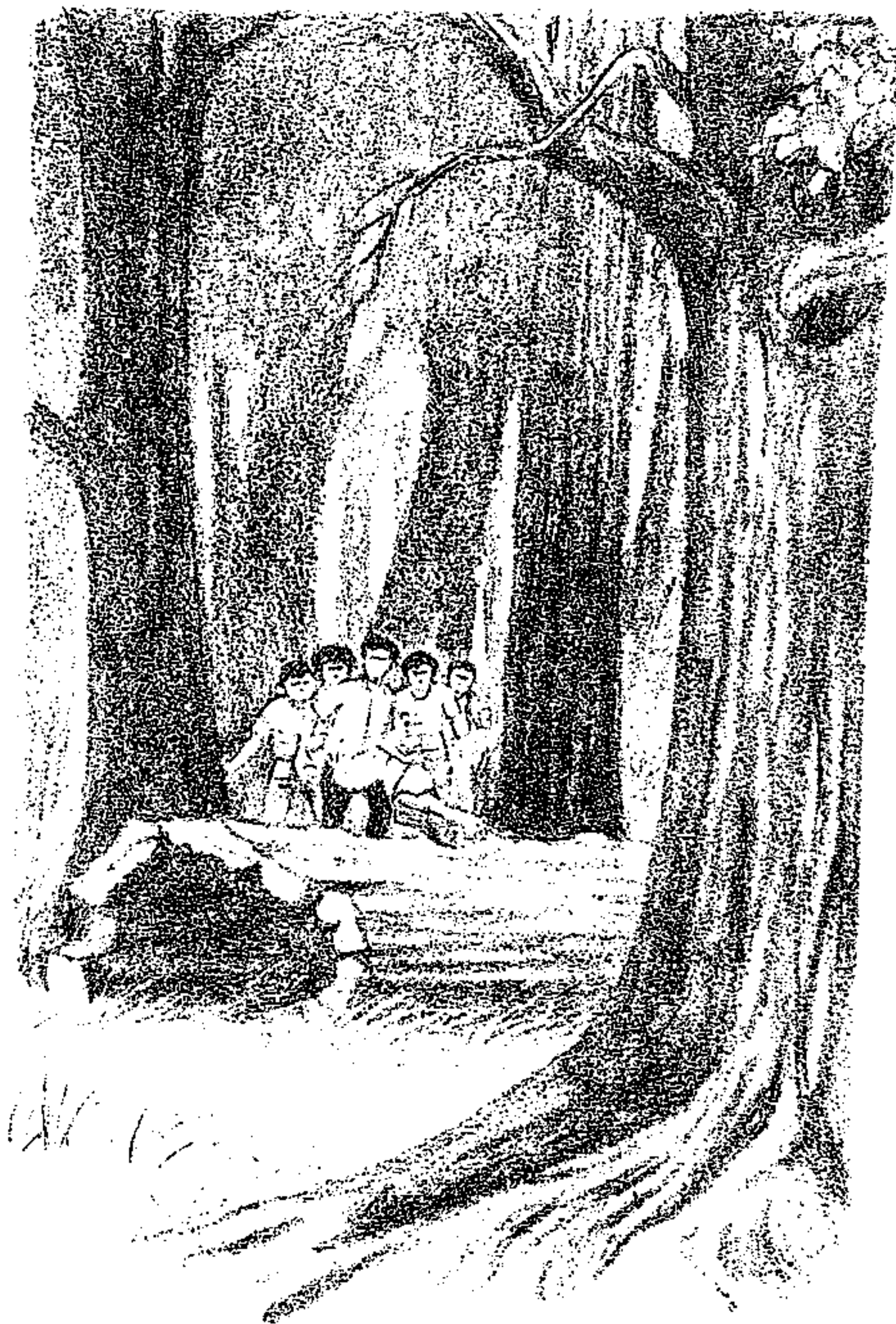
ایک دفعہ قریب کی جھاڑیوں میں کچھ سرسراہٹ کی آواز ہوئی جسے وہ مُڑ کر دیکھنے لگے۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک لمبا اور کتھئی رنگ کا سانپ رینگتا ہوا جنگل کی گہرائیوں میں جا رہا ہے۔

رینا ہمیشہ سانپوں سے ڈرتی تھی لیکن اس بار اسے ڈر کے بجائے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوا۔ اسے خیال ہوا کہ یہ رینگنے والی مخلوق اپنی حفاظت چاہ رہی ہے جیسے کہ ہم سب کو حفاظت کی ضرورت پڑتی ہے۔ انھوں نے چلنا جاری رکھا۔ ایک بار پھر ان کا گلا پیاس کی شدت کی وجہ سوکھ کر کانٹا ہو رہا تھا اور اب تقریباً بھوک بھی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ اس سے ٹیس ہونے لگی تھی کیوں کہ پچھلی رات کے کھانے کے بعد انھوں نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔

"اگر کوئی چھوٹا گاؤں ہی مل جائے تو ہم کچھ اُبلے چاول اور نمک ہی کھا سکتے ہیں"۔ منو نے کہا۔

جب تک راگھو اپنی دور بین سے دیکھ لیا کرتا تھا۔ اسے کہیں بھی اس طرح کے آثار نہیں ملے کہ کہیں انسانوں کی آبادی بھی ہے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ صرف یہی پانچ انسان ہیں جو کہ کسی اور سیارے میں بھٹک گئے ہیں۔

اب دوپہر کے بعد کا وقت ہو گیا تھا۔ سورج عروج پر تھا۔ گرمی زیادہ ہو گئی تھی گرمی کے ساتھ ساتھ ہوا میں رطوبت بھی بڑھ گئی تھی۔ پانچوں بھوک سے بے دم ہو رہے تھے۔ تھکے ہوئے اور پیاسے بھی لیکن وہ ہمّت و استقلال کے ساتھ بدقت چلتے ہی جا رہے تھے اور آخر کار یہ خواہش شدید ہو گئی کہ تھوڑی دیر کے لیے سُستا لیا جائے لیکن دو پولیس والوں کا خیال ان کو پھر چلنے کے لیے مجبور کر دیتا۔



راگھو نے اپنی دوربین پھر اُٹھالی اور اس سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اسے اُمّید تھی کہ کوئی گاؤں یا کوئی چھوٹا ہی سا گاؤں مل جائے گا تو ان کو کچھ کھانے کو اور کچھ ٹھنڈا پانی پینے کو مل جائے گا شاید وہ خوش قسمت ہوتے کہ یہاں ایک پولیس چوکی ہوتی اور وہ جہاں سے انکل سائیکیا اور ان کے آدمیوں سے رابطہ قائم کر سکتے۔

انھوں نے غور سے جھیل کی طرف دیکھا۔ ابتدائی طور پر دُھندلی لگنے والی چیز جھیل کا حصہ لگ رہی تھی۔ اب دھیرے دھیرے اس کی شکل اُبھرنے لگی۔ یہ ایک بوٹ تھی!

"کچھ لوگ جھیل میں ہیں!" راگھو نرمی سے لیکن پُرجوش آواز میں بولا۔ "میں ابھی تک یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ کون لوگ ہیں"

سبھی نے دوربین سے دیکھنا شروع کیا۔ کوئی کچھ زیادہ نہیں دیکھ سکا جس پر راگھو نے غور کیا تھا۔

"یہ زیادہ بہتر ہے کہ ہم جنگل کی آڑ میں واپس چلیں" راگھو نے کہا اور جھاڑیوں سے راستے بناتا ہوا آگے بڑھا۔ "ہم ان کے بارے میں ابھی تک نہیں جان سکے۔ کم از کم ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا وہ دوست ہیں یا دشمن"۔

سبھی نے اتفاق کیا۔ اتنا سب ہونے کے بعد وہ دوبارہ داس اور اس کے ساتھیوں کے چنگل میں نہیں جانا چاہتے تھے۔ انھوں نے احتیاط سے ایک بڑے اور گھنے پتّوں والے پیڑ کی پناہ میں اُدھر دیکھتے رہے۔

بوٹ قریب آرہی تھی۔ لگ رہا تھا کہ بہت تیز سفر کر رہی ہے۔ اب یہ دیکھنا ممکن تھا کہ اس میں کچھ لوگ ہیں۔

ایک نئی صورتِ حال

"مجھے اب بھی پتا نہیں چل پا رہا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں" مادھو نے راگھو کی دوربین سے گھورتے ہوئے کہا۔

سورج کی روشنی کی چمک دوربین کے گلاس کی سطح پر پڑی "یہ لوگ بھی بوٹ پر دوربین کے ذریعے کسی کو تلاش کر رہے ہیں" راگھو نے غور کیا۔

پانچوں اس گھنے پیڑ کی پناہ میں اور زیادہ سمٹ گئے۔ وہ بڑی فکر مندی سے اس جہاز کو دیکھ رہے تھے جو تیزی سے آ رہا تھا۔

بتدریج بوٹ پر لوگوں کی شکلیں پہچاننے میں آسانی ہونے لگی اس پر کچھ آدمی موجود تھے۔

اچانک راگھو نے خوشی کا ایک نعرہ لگایا۔ "یہ انکل سائیکیا خود ہی ہیں" وہ خوشی اور جوش میں چیخا۔ اپنی دوربین تقریباً تقریباً گراتے ہوئے۔ "اب اور چھپنے کی کوئی ضرورت نہیں"۔

ہنستے ہوئے اور گپ شپ کرتے ہوئے وہ کھلے آسمان میں آ گئے۔

"انکل سائیکیا" جتنی طاقت سے وہ چلا سکتا تھا چلایا۔

اب بھی بوٹ بہت دور تھی۔ مادھو کی آواز وہاں تک نہیں پہنچ سکی۔

"لگ رہا ہے کہ بوٹ دوسری طرف مڑ رہی ہے" سیما چیخی۔

یہ سچ تھا۔ پہنچنے والی بوٹ کے ملاح کو غالباً یہ بتایا گیا تھا کہ وہ مغرب کی طرف موڑے۔ اب ان کے پاس پہنچنے کے بجائے بوٹ بائیں طرف مڑنا شروع ہو گئی۔

بدحواسی میں، سبھی نے اپنے بازوؤں کو لہرایا۔ بالکل اس وقت مادھو اور منو پوری جان لگا کر اوپر نیچے کودتے اور اچھلتے رہے۔ جتنا تیز چلا سکتے تھے اتنا تیز اس وقت چلا رہے تھے۔

راگھو نے اپنی کیچڑ سے سنی ہوئی ٹی شرٹ اُتار لی اور پورے زور سے اپنے سر پر لہراتا رہا۔

رینا نے بھی اپنی باریک اور تیز آواز میں کہا، "انکل سائیکیا! ہم یہاں ہیں"۔

سیما بھی جتنا تیز چلّا سکتی تھی، چلائی...... "مدد، مدد!

"میرا خیال ہے کہ انھوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے، یا پھر ہمیں سُن لیا ہے، وہ اسی راستے آرہے ہیں"۔

یہ سچ تھا بوٹ تھوڑی ہچکچاہٹ کے بعد واپس آرہی تھی۔ مسٹر سائیکیا نے اپنی دوربین سے ان کی شناخت کرلی تھی اور اب وہ اسی سمت آرہے تھے۔

بچّوں نے چلّانا بند کردیا اور اب راحت محسوس کرتے ہوئے خوش ہورہے تھے، ہنس رہے تھے۔ صرف منو فکر مندی سے کچھ سوچ رہا تھا۔ "مجھے اُمّید ہے کہ پانی کیچڑ کے اوپر بہت ہی اتھلا اور سکڑا ہوا ہے کہیں وہ بھی اُتھلے پانی میں پھنس نہ جائیں"۔ اسے فکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی، بہر حال مسٹر سائیکیا ان خطروں سے واقف تھے جو پانی کے سکڑنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ انھوں نے اپنی بوٹ کیچڑ بھرے کنارے سے تھوڑی دور پر لنگر انداز کی۔ جب وہ غور سے دیکھ رہے تھے تو انھوں نے دیکھا کہ ایک لمبی ہوا بھری ربڑ کی کشتی (Dinghy) نیچے اتاری جارہی تھی۔

ایک آواز لنگر انداز بوٹ سے ابھری، "کشتی پر آجاؤ!"

انھوں نے پہچان لیا کہ یہ مسٹر سائیکیا کی بلند آواز تھی جو کہ ان تک ان کے سفری لاؤڈ اسپیکر سے پہنچی تھی۔

انھوں پھر کیچڑ کی طرف اپنا رُخ کیا۔ قسمت سے پچھلے کئی گھنٹوں کی سورج کی گرمی کی وجہ سے کیچڑ مقابلتاً کچھ سخت ہوگئی تھی۔ یہ سوکھی کیچڑ جنگل اور جھیل کے کنارے کے درمیان تھی ان کو سوکھی کیچڑ کی وجہ سے پار کرنا زیادہ آسان ہوگیا۔

جلد ہی وہ جھیل کے کنارے پہنچ گئے۔ کشتی وہاں ان کا انتظار کررہی تھی۔ دو آدمی خاکی پولیس وردی میں تھے اور چپّو چلا رہے تھے انھوں نے بچّوں کا مسکراتے ہوئے خیر مقدم کیا اور ان کو اوپر چڑھانے میں مدد کی۔

"تم کسی قدر کیچڑ سے لت پت ہوگئے ہو ہے نا! اس میں سے ایک نے دوستانہ انداز میں پوچھا، "کیا تم انسپکشن بنگلے سے صرف اس لیے غائب ہوگئے تھے کہ کیچڑ میں نہاؤ یہ کام تو تم بیرت پور میں آسانی سے کرسکتے تھے۔

بچے ہنسنے لگے۔ وہ بہت زیادہ تھک گئے تھے لیکن کافی راحت محسوس کر رہے تھے کہ وہ اب گھر کی طرف جا رہے ہیں۔ بہرحال وہ اپنے آپ کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہے تھے۔

"آپ لوگ اب ہمارے کارنامے سننے کے لیے تیار ہو جایئے" مادھو نے کہا۔

"بس تھوڑا انتظار"۔

دونوں پولس والے مضبوط چپو چلانے والے لوگ تھے۔ کشتی پولیس بوٹ کے پاس پہنچی اور اس میں بالکل ہی وقت نہیں لگا۔ ایک رسّی کی سیڑھی بوٹ کے کنارے کی طرف گرائی گئی۔ وہ رسّی کے کچھ چھلوں پر چڑھ گئے اور وہاں سے مضبوط ہاتھوں نے انھیں عرشے پر اُٹھالیا۔

مسٹر سائیکیا ان کا انتظار کر رہے تھے۔ انھوں نے انھیں بے حد تعلق سے دیکھا اور کہا، "کیا تم لوگ بالکل ٹھیک ہو؟" انھوں نے پوچھا۔

بچّوں نے انھیں یقین دلایا کہ وہ بہت ٹھیک ہیں۔ صرف تھکے ہوئے ہیں اور کیچڑ سے لت پت۔ "بہت پیاس بھی لگی ہے" سیما نے کہا۔ انھیں فوراً پانی کی بوتلیں دی گئیں انھوں نے چھک کر پیا۔

"مجھے افسوس ہے کہ ہمارے پاس، اس لانچ میں کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے" مسٹر سائیکیا نے کہا "تم لوگوں کو انتظار کرنا پڑے گا جب تک کہ ہم لوگ انسپکشن بنگلہ نہ واپس پہنچ جائیں۔ تمہارے والدین تو فکر میں بیمار سے پڑ گئے ہیں۔ انھوں نے بات جاری رکھی، "کیا ہوا؟ کیا تمہاری بوٹ پکڑی گئی تھی؟ یا پھر تم کھو گئے تھے؟

راگھو نے کہا، "نہیں اس طرح کی کوئی بات نہیں تھی، اصل میں ہم نے وہ جگہ ڈھونڈی ہے جہاں خفیہ ریڈیو راسٹیشن واقع تھا"۔ مسٹر سائیکیا نے حیرت سے دیکھا، "تمہارا کہنے کا کیا مطلب ہے؟ کیا 'ریڈیو انقلاب'؟" وہ تعجب سے بولے۔

"ہاں 'ریڈیو انقلاب!" راگھو نے یقین دلایا۔ لیکن اس کی تفصیل کے بارے میں انتظار کیا جا سکتا ہے۔ یہ زیادہ اہم ہے کہ آپ لوگ جتنی جلد ممکن ہو سکے سلطان پور جائیں۔ آپ کے آدمی مسٹر ڈیکا اور بیشیا قید کر لیے گئے ہیں ان آدمیوں کے ذریعے جو 'ریڈیو انقلاب' نشر کرتے تھے۔ وہ سلطان پور گئے ہوئے ہیں، وہاں سے ان کا ارادہ ملک سے باہر جانے کا ہے۔

"کیا!" مسٹر سائیکیا ایک بار پھر حیرت سے بولے۔ وہ بہت زیادہ فکر مندی سے یہ سب سُن رہے تھے جیسا کہ ان کا چہرہ بتا رہا تھا۔ "ہم یہ جانتے ہیں کہ بیشیا اور ڈیکا غائب ہیں اور اصل میں ان کو ڈھونڈنے ایک سرچ پارٹی بھی باہر گئی ہوئی ہے لیکن ہم نے کبھی یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ ان دونوں کے غائب ہونے کا تعلق ان باتوں سے ہو سکتا ہے۔ مجھے شروع سے ساری باتیں بتاؤ"۔

لانچ میں زندگی کے آثار شروع ہوئے اس نے چھک چھک کرتے ہوئے رفتار پکڑلی۔ پانچوں نے مسٹر سائیکیا کو اپنے اپنے کارنامے بتائے۔

"آپ فوراً سلطان پور جائیں" راگھو نے اس کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا، "ہم نے داس اور چودھری کو اس طرح کا پلان بناتے ہوئے سُن لیا تھا۔ انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ پولیس اس بارے میں سوچ ہی نہیں سکتی کہ وہ لوگ سلطان پور میں ہوں گے"۔

"بالکل، وہ صحیح کہہ رہے تھے"۔ مسٹر سائیکیا نے سنجیدگی سے غور کیا۔

"ہمارے سارے آدمی بالکل مختلف سمتوں میں ڈھونڈ رہے ہیں"۔

دوسرا پولس والا جو کہ بچّوں اور منو کی کہانی بڑے غور سے سُن رہا تھا، اس نے آپس میں دھیمی آواز میں بات کی۔ وہ بہت فکر مند اور پریشان لگ رہا تھا۔

مسٹر سائیکیا انجن روم میں گئے اور کچھ سکنڈ بعد واپس ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں واکی۔ ٹاکی تھا۔ انھوں نے بہت ضروری بات کی اور پھر اس کو اسٹینڈ پر واپس رکھ دیا۔

"مختلف سرچ پارٹیاں اس جھیل میں ہیں" انھوں نے منتظر بچّوں کو ساری تفصیل بتائی، "میں نے انھیں بتایا کہ تم لوگ مل گئے ہو۔ میں نے یہ بھی بتایا کہ وہ تیزی کے ساتھ سلطان پور کی طرف جائیں۔ وہ قریبی پولس اسٹیشن پر رابطہ قائم کر سکتے ہیں اور پھر یہ کہ وہ ان لوگوں کی مدد سے ڈیکا اور بیشیا کو قید کرنے والوں کو دبوچ سکتے ہیں"۔

"کیا یہ لانچ بھی سلطان پور جا رہی ہے؟" راگھو نے امید سے کہا۔

وہ بُری طرح تھک گیا تھا اور بھوکا بھی تھا لیکن اس کی شدید خواہش یہی تھی کہ داس اور چودھری اور ان کے ساتھیوں کی گرفتاری اپنے سامنے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے۔

"نہیں" مسٹر سائیکیا نے مضبوطی سے کہا۔ "یہ لانچ قطعی اور کہیں نہیں جا رہی ہے اور نہ ابھی سلطان پور "ہمیں بیرت پور انسپکشن بنگلہ یہاں سے سیدھے واپس ہونا ہے"۔

ایسا لگتا تھا کہ سارا بیرت پور جھیل کے کنارے اکٹھا ہو گیا ہے۔ اس دن کوئی کسان کھیت پر نہیں گیا، کوئی چرواہا ریوڑ چرانے نہیں گیا، یہاں تک کہ گھریلو عورتیں بھی باہر آ گئیں۔ بچے اور بوڑھے سبھی موجود تھے۔ چھوٹے بچے ماؤں کے کولہوں سے چپکے ہوئے تھے۔ سبھی پریشانی سے جھیل کے اُتار چڑھاؤ کو دیکھ رہے تھے اور دکھ سے آپس میں بات کر رہے تھے۔

"اگر صرف منو نے میری بات سُنی ہوتی" ایک بوڑھے آدمی نے کہا۔ وہ دُبلا پتلا اور ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا، دھندلی اور ٹمٹمائی آنکھوں والا، "میں نے اس سے کتنی بار بتایا تھا کہ 'کولا بیل' لعنتی جھیل ہے۔ کتنی بار میں نے کہا کہ جھیل میں مچھلی پکڑنا کتنا خطرناک ہے! اگر وہ میری بات سُن لیتا! مجھے اس سے بہت زیادہ محبت ہے، ہائے، وہ کتنا جلد باز نوجوان تھا۔"

"اور وہ غریب بے چارے بچے!" ایک گول مٹول گھریلو عورت سب سے کہہ رہی تھی"۔ کون سنتا ہے، ہائے ایسی معصوم شکلیں ان بچوں کی نندیشور نے ان کے ماں باپ کو بتایا تھا کہ جھیل ابھاگن ہے، منحوس ہے۔ انھوں نے بھی اس کی نہیں سُنی۔ وہ شہر والے تھے نا! اور کچھ نہیں اور دیکھو نا، کیا ہوا؟"

پولس لانچ جب وہاں پہنچی تو اس سے کچھ ہلچل ہوئی۔ یہ حقیقت ہے کہ منو اور بچوں کا کبھی بھی پانی میں مہم جوئی کا کبھی سابقہ نہیں پڑا تھا جس کی وجہ سے گاؤں والے گھبرائے ہوئے تھے اور دل کی گہرائیوں سے دعا کر رہے تھے اور خدا کا شکر ادا کر رہے تھے۔ سبھی لوگ بچوں اور منو کے پاس جمع ہو گئے جب وہ لانچ سے اترنے کی کوشش کر رہے تھے۔ بہت سے لوگوں نے منو کو گلے لگایا اور اس کا خیر مقدم کیا اور ساتھ ہی ساتھ تنبیہہ بھی کی کہ کبھی 'راج ہنس' کو اب پھر نہ استعمال کرے۔ گاؤں والے بچوں کو بھی اپنے بیچ دیکھ کر بہت خوش تھے۔

ایک بوڑھی عورت بھیڑ سے راستے بناتے ہوئے آئی، وہ منو کے پاس گئی اور اس کو بہت گرم جوشی سے گلے لگالیا۔ "میں بہت خوش ہوئی تم لوگ واپس آ گئے،" اس نے کپکپاتی آواز میں کہا۔ "میرا خیال ہے کہ 'کولا بیل' نے تمھیں واپس حاصل کر لیا ہے"۔

"لیکن چاچی 'کولا بیل' نے تو ان ملک دشمن آدمیوں سے ہمیں بچانے میں مدد کی

ہے" منو نے کہا اور جواباً اس کو گلے لگاتے ہوئے بولا، "تھوڑا انتظار کرو تمھیں پوری کہانی سناؤں گا"۔

یہ مندر کی بوڑھی عورت تھی۔ وہ اور بچّوں کی طرف مڑی اور ان کے چہروں کو محبّت سے چوما۔ "مجھے بہت فکر تھی کہ خدا نخواستہ تم لوگوں کو کچھ ہو نہ گیا ہو" اس نے کہا۔

مسٹر سانیکیا کے دو آدمی آگے بڑھے۔ انھوں نے بھیڑ سے راستے بنایا کہ بچّے آسانی سے جا سکیں۔ پھر بھی گاؤں والوں نے آنا و ملنا جاری رکھا وہ لوگ اس کا گرم جوشی سے خیر مقدم کرتے رہے اور ان لوگوں کے بیرت پور واپس آنے پر خوشی مناتے رہے۔

ایک آدمی نے اپنے آپ کو بھیڑ سے الگ کیا اور مادھو کے پاس پہنچا اور دوستی کے انداز میں مسکراتے ہوئے بولا، "مجھے بہت خوشی ہے کہ بھیئے (چھوٹے بھائی) تمھارے ساتھ کچھ نہیں ہوا۔"

مادھو نے سوچا کہ یہ آدمی تو کچھ جانا پہچانا ہے، وہ فوراً اسے پہچان نہیں سکا۔

اس آدمی نے اپنی بات جاری رکھی، "مجھے معلوم ہے کہ تم اس دن میری مٹھائی چکھنا چاہتے تھے لیکن تم مجھے جس طرح حقارت سے دیکھ رہے تھے۔ اس کا مجھے بہت دُکھ ہوا، یہ سوچتے ہوئے کہ تم اس دنیا کو بغیر جانے، بغیر کسی تجربے کے اپنی رائے کیسے قائم کر لیتے ہو۔ پریشان نہ ہو، میں تم لوگوں کے لیے مٹھائی کا نمونہ مفت انسپکشن بنگلے پر کل صبح لے کر آؤں گا۔ تم میری مٹھائی کھائے بغیر بیرت پور سے واپس نہیں جاؤ گے"۔

یہ وہ مٹھائی بیچنے والا تھا جس کو مادھو دہشت گرد سمجھا تھا! مادھو نے کچھ ناز یبا بے وقوفی کے جملے بھی کہے تھے (جب وہ بھیڑ سے گذر رہا تھا) اسی جذبے کے تحت۔ مسٹر اور مسز بروا بچوں کی خیریت اور ان کی خبر کے لیے بے چین تھے۔ نندیشور بھی بہت زیادہ پریشان ہو رہا تھا۔ اس کے برابر میں منو کی ماں اور اس کی بہن کھڑی ہوئی فکر مندی سے آنسو بہا رہی تھی۔

یہ چھوٹا سا جلوس جیسے ہی وہاں پہنچا، وہ چاروں دوڑ پڑے اور بہت خوش ہو کر ان بچّوں کا خیر مقدم کیا۔ وہ آپس میں بات چیت کے درمیان ہنستے رہے اور راحت

محسوس کرتے رہے۔ بڑے اپنی سخت گیری اور ناراضگی کو بھول گئے جیسا کہ ان کے اتنی دور جھیل میں مہم پر نکلنے کی وجہ سے تھی۔

"ان پانچوں نے جو کارنامے انجام دیے ہیں اس کے سننے کے لیے آپ لوگ تھوڑا انتظار کریں"۔ مسٹر سائکیا نے اس میل ملاپ کے بعد کہا۔ یہ لوگ انسپکشن بنگلہ کی طرف چل پڑے۔

پانچوں آپس میں بات کرتے ہوئے بڑوں کو بھی ساتھ ساتھ، خفیہ ریڈیو اسٹیشن کے بارے میں بتا رہے تھے۔

ڈیڈی بہت فکر مند تھے 'ریڈیو انقلاب' ابھی تک ایک بوٹ سے نشر کیا جا رہا تھا۔ انھیں حیرت ہوئی انھوں نے کہا، "اس میں کوئی تعجب نہیں پولیس والوں کے لیے اس کا پتا لگانا بہت مشکل تھا کیوں کہ وہ ہر نشریات کے بعد بوٹ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بدل لیتے۔ ٹرانسمیشن کی جگہ ہر وقت بدل دی جاتی اور چوں کہ ریڈیائی لہریں پانی پر اچھی طرح چلتی ہیں اس لیے ان کے لیے یہ بات بھی بہت فائدے مند تھی"۔

ممّی نے بھی بات جوڑی، "جیسا کہ تم کہتے ہو، یہ اچھی طرح چھپائی گئی تھی اور پولس کا ہیلی کاپٹر بھی اس جگہ کو ڈھونڈنے میں ناکام رہتا"۔

رینا نے فکر مندی سے کہا، "مجھے اُمید ہے کہ مسٹر ڈیکا اور بیشیا کو داس اور چودھری کے چنگل سے ان کے ذریعے کسی طرح کا کوئی نقصان پہنچانے سے پہلے ہی چھڑا لیا جائے گا"۔ ان دونوں پولیس والوں کی قابلِ رحم حالت کو محسوس کر کے سبھی کے چہروں سے مسکراہٹیں غائب ہو گئیں۔ اور سبھی نے فکر سے اپنی گردنیں دھیرے سے ہلائیں۔

"مجھے حیرت ہے کہ پولیس والے ان کو چھڑانے کے لیے کیسے اور کیا کریں گے؟ راگھو نے کہا۔

وہ تھکے ہوئے سے انسپکشن بنگلہ کی سیڑھیوں پر چڑھ گئے کیوں کہ وہ سوائے انتظار اور حیرت کے اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ وہ برآمدے میں پہنچ کر، وہاں رکھی ہوئی آرام دہ کرسیوں پر بے دم سے، دھم سے گر پڑے جب کہ وہ گندے بھی تھے اور کیچڑ کی پیڑیاں جم گئی تھیں۔

کچن میں، نند یشور جس کی مدد منو کی ماں کر رہی تھی، ان کے لیے لنچ بنا چکا تھا۔ چاول، دال اور مصالحے دار آلو کو سبزی، جب بجون نے اسے میز پر لگایا تو نند یشور کچن سے آیا اور کسی قدر معافی کے انداز میں کہا، "مجھے افسوس ہے...... بہت سادہ کھانا...... مجھے اصل میں کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا جب تم لوگ یہاں سے دور تھے اور اس لیے بے دلی سے یہ سب تیار کیا۔

بچوں نے اسے یقین دلایا کہ اس کا سادہ کھانا بھی بہت بڑھیا ہے۔

"رات کا کھانا بہت خاص ہو گا" نند یشور نے وعدہ کیا۔ ممّی کے زور دینے پر منو بھی سب کے ساتھ وہیں میز پر کھانے میں شامل ہو گیا۔ منو کی ماں جو کہ جوان دکھ رہی تھی مسٹر بروا کے برابر میں کھڑی اپنے بچے کو پیار بھری نظروں سے دیکھتی رہی اور ان کی کھانا کھانے کے درمیان ہونے والی بات چیت کو غور سے سنتی رہی۔

جب بچے کھانا کھا ہی رہے تھے تو مسٹر سائیکیا نے تفصیل اور باریکی سے سوالات کیے۔ وہ جاننا چاہتے تھے ساری تفصیلات کہ 'جھیل کی روشنی' کہاں اُتھلے پانی میں پھنسی تھی اور ساتھ ہی ساتھ بوٹ پر موجود لوگوں کے بارے میں مکمل معلومات۔

منھ میں لقمہ لیے ہوئے، لنچ کے دوران ہی وہ جہاں تک بہتر جواب دے سکتے تھے، دے رہے تھے۔

اس درمیان گرم گرم کھانے کا ڈونگا خالی ہو چکا تھا۔ مسٹر سائیکیا نے پانی کے علاوہ کچھ نہیں کھایا، پیا۔ انھوں نے اپنی کرسی کو پیچھے کیا اور اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"تم لوگ بہت بہت آرام کے حقدار ہو" انھوں نے کہا، "میں اب سلطان پور کے لیے جا رہا ہوں"۔

راگھو نے کہا، "اپنا خیال رکھیے گا"۔

"ہاں داس لگتا ہے، بہت ظالم ہے" منو نے کہا۔

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کے پاس اور خطرناک ہیں" مادھو نے جوڑا۔

"فکر نہ کرو، میرے آدمی میرے ساتھ ہوں گے" مسٹر سائیکیا نے انھیں یقین دلایا۔

"مجھے اُمید ہے ڈیکا اور بیشیا دونوں محفوظ ہوں گے" رینا نے کہا۔

"ہم لوگ ان کو داس اور ان کے ان مجرموں کے گروہ کے چنگل میں پھنسانے کے ذمے دار ہیں"۔ سیما نے فکر مندی سے کہا۔

'میں نہیں سوچتا کہ تم لوگ ان کے بارے میں پریشان ہو" مسٹر سائیکیا نے سچائی بیان کی۔ "وہ سب ڈھونڈ لیے جائیں گے دیر یا سویر حالاں کہ وہ شیر کے پنجے میں ہیں!" انھوں نے مسٹر اور مسز بروا کو خدا حافظ کہا اور جلدی میں چلے گئے۔

"میں اتنا تھک گئی ہوں کہ میں بمشکل تمام اپنی آنکھیں کھلی رکھ رہی ہوں" سیما نے کہا۔ اس نے بہت زور سے جماہی لی اور پھر جماہیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ممّی نے کہا کہ تم لوگ جلد ہی نہالو اور پھر بستر پر جاؤ۔ "منو تم بھی، مسٹر سائیکیا تم سے دوبارہ بات کرنا چاہتے ہیں، جب وہ یہاں واپس آجائیں گے۔ فی الحال تم یہاں بہتر طور پر ٹھہر سکتے ہو۔ جاؤ لڑکوں کے کمرے میں سو جاؤ"۔

منو کے لیے ایک چارپائی کا انتظام کیا گیا۔ انھیں حیرت ہوئی کہ اتنی تعداد میں ان کے جسم سے کیچڑ بہا۔ وہ نہانے سے فارغ ہو گئے، ان کی ٹانگوں اور بازوں پر کیڑوں کے کاٹنے کے نشان بھی تھے۔ ممّی نے سبھی کے اینٹی سیپٹک لوشن لگایا اور انھیں ان کے بستروں کے لیے بھیج دیا۔

جب وہ بستر پر لیٹے تو ہر ایک کو یہی خیال تھا کہ چوں کہ ہم بیشیا اور ڈیکا کے بارے میں اتنے پریشان ہیں تو شاید ہی جھپکی آئے اور ہم بھی نیند کے قابل ہو سکیں۔ اور اگر نیند آئی تو بھی شاید ایک دو گھنٹے لگیں۔

لیکن وہ سب جلد ہی گہری، بے خواب، تھکی تھکی نیند کے آغوش میں گھنٹوں رہے۔ وہ اس وقت جاگے جب انھوں نے برآمدے کے لکڑی کے فرش پر جو کہ ان کے کمرے کے برابر ہی تھا۔ جوتوں کی کھٹ پٹ کی زوردار آواز سُنی، جس سے یہ پتا چلا کہ مسٹر سائیکیا اور ان کے آدمی واپس آگئے ہیں۔ مسٹر سائیکیا کے بھاری جوتوں کی آواز کو بچے پہچانتے تھے۔

اب خاص اندھیرا تھا، کسی نے ان کے کمرے میں دو لالٹین مدھم روشنی کر کے رکھ دی تھیں۔

"کیا وقت ہوا ہے؟" راگھو نے پوچھا، اپنے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اور انگڑائی لیتے ہوئے، اس نے اپنے آپ کو بالکل تازہ دم محسوس کیا۔

مادھو نے اپنی گھڑی کے چمکنے والے ہندسے کو دیکھا، "کیوں تقریباً نو بجے ہیں" وہ چیخا، "ہم گھنٹوں سوتے رہے، اب تو یہ رات کے کھانے کا وقت ہے!"

ڈیڈی ان کے کمرے میں داخل ہوئے اور کہا، آخر تم جاگ گئے! اب تم کیسا محسوس کرتے ہو؟"

راگھو، مادھو اور منو نے انھیں یقین دلایا کہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں، "انکل سائیکیا واپس آگئے ہیں، ڈیڈی نے کہا۔ ان کے پاس بہت اہم خبر ہے، اور وہ چاہتے ہیں کہ تم پانچوں سنو۔ تم لوگ باہر آؤ۔

وہ برآمدے کی طرف بھاگے جہاں مسٹر سائیکیا انتظار کر رہے تھے۔ اور ان کے چہرے پر خوشی کے تاثرات تھے۔ رینا اور سیما بھی جلد آگئیں۔

"اب تم لوگ بہت بہتر لگ رہے ہو" مسٹر سائیکیا نے اپنی ہتھیلیوں کو اپنی ران کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "کیچڑ والے، گندے، بدبودار اور شریر لڑکوں کی طرح تو اب بالکل نہیں لگ رہے ہو جو کہ ہمیں دوپہر کے بعد ملے تھے۔"

"کیا آپ نے داس اور اس کے ساتھیوں تک رسائی حاصل کر لی تھی؟"

راگھو نے پوچھا۔

"اور کیا بیشیا اور ڈیکا بر آمد کر لیے گئے؟" منو نے پوچھا۔

مسٹر سائیکیا نے ہنستے ہوئے جواب دیا، "ایک سوال ایک ہی وقت میں۔ میں یہاں ساری خبریں اور اطلاعات دینے آیا ہوں"۔

اب سنجیدہ دکھتے ہوئے، مسٹر سائیکیا نے شروع کیا، "سب سے پہلے تو جو تم لوگوں نے داس اور چودھری کے بارے میں اطلاع دی تھی کہ یہ لوگ ڈیکا اور بیشیا کو سلطان پور لے جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ اس اطلاعات کے لیے شکریہ ادا کروں گا۔ ہم نے ان کے باس کو پکڑنے کا انتظام کیا جو کہ 'ریڈیو انقلاب' کا جال پھیلائے ہوئے تھے۔

"بہت سی کشتی بوٹ سلطان پور پہنچیں جہاں انھوں نے مقامی پولیس سے رابطہ قائم کیا۔ داس اور چودھری اور ساتھ ہی ساتھ ان کے حاکم صوبے سے باہر جانے کی تیاری کر رہے تھے اگر ہم ایک دو گھنٹہ اور دیر میں پہنچے تو اس کا مطلب تھا کہ وہ آرام سے بھاگ گئے ہوتے!"

"اب وہ کہاں ہیں؟" راگھو نے پوچھا۔

"پولیس حراست میں"، مسٹر سائیکیا نے کہا، "اب وہ چڑیوں کی طرح گانا گا رہے ہیں ہمارے پاس ان کی دہشت گردی اور منشیات کی اسمگلنگ کی سرگرمیوں کے بارے میں ڈھیروں اطلاعات ہیں۔ یہ ابھی راز ہے۔ کچھ دنوں میں تم دیکھو گے کہ کچھ چونکا دینے والی گرفتاریاں ہوئی ہیں"۔

"ہم نے بیشیا اور ڈیکا کو عین وقت پر چھڑا لیا"! مسٹر سائیکیا نے اپنا بیان جاری رکھا۔ "داس کے باس ہمارے دو پولس والوں کو اپنے وہاں سے بھاگنے سے پہلے مارنا چاہتے تھے۔ انھیں ڈر تھا کہ وہ ان کی پہچان، ان کے طریقہ کار اور ان کے بارے میں بہت کچھ جان گئے ہیں۔ وہ ان کو مار کر، ان کی لاش کو جنگل میں پھینک دینا چاہتے تھے۔ اگر ان کا یہ منصوبہ کامیاب ہو جاتا تو ہم ان کی لاش بھی گھنے جنگلوں میں ڈھونڈ نہ پاتے۔

"کتنا عجیب" رینا جذبات میں بولی۔

"وہ اب خیریت سے ہیں اور اپنے گذرے ہوئے خراب دور اور تجربے سے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں"۔ مسٹر سائیکیا نے تیزی سے کہا۔ "در اصل میں وہ تم لوگوں کی یہاں سے روانگی سے پہلے ہی تم لوگوں سے ملاقات کا پروگرام بھی بنا رہے ہیں۔"

"ہوں! ہم بھی ان سے بات کرنا چاہتے ہیں" راگھو نے کہا۔ اچانک اس کی آنکھیں چمکنے لگیں، اس نے اپنی انگلیاں منہ پر رکھیں۔ جہاں ڈیکا نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کو زور سے دبا رکھا تھا، پچھلی رات کی ہی بات ہے، وہ اب بھی تھوڑا زخمی تھا۔

"جہاں تک میرا تعلق ہے، میں ان سے معافی مانگنا چاہتا ہوں کہ میں نے انھیں ان کے پیٹھ پیچھے داغ کے چہرے والا کہا تھا"، مادھو نے دُکھ سے کہا۔

مسٹر سائیکیا نے قہقہہ لگایا، "داغ والا چہرہ، یہ کیا؟" انھوں نے پوچھا، "خیر تم ان سے ضرور پوچھنا کہ یہ دھبہ کیسے ہو گیا۔ ان کو 'بلیک بیلٹ' کراٹے میں مل چکی ہے...... مجھے یقین ہے کہ وہ داغ اس وقت ہوا ہوگا، جب وہ کچھ سال پہلے 'قومی خطاب' پانے کے مقابلے میں حصہ لے رہے تھے۔ انھیں اسی درمیان یہ چوٹ لگی ہوگی اور بعد میں داغ پڑ گیا ہوگا۔

مسٹر سائیکیا کے سامعین اس سے بہت متاثر ہوئے۔

"اگر وہ ہم سے ناراض نہ ہوں کہ ہم نے ان کو ایک تکلیف دہ حالت میں مبتلا کر دیا، ہم ان کے طالب علم ہونا ضرور چاہیں گے"۔ سیما نے کہا۔

"اوہ، وہ تو بالکل ناراض نہیں ہیں، تم میں سے کسی سے بھی نہیں" مسٹر سائیکیا نے ان لوگوں کو یقین دلایا، "دونوں کو تم لوگوں کے بارے میں بڑی فکر تھی۔ ہم نے انھیں بتایا تھا کہ تم لوگ وہاں سے بھاگ گئے تھے اور اب تم لوگ بغیر ان کی اطلاع کے چھڑائے نہیں جا سکتے تھے۔

"کیا وہ لوگ بالکل ٹھیک ہیں؟" سیما نے بہت تعلق سے پوچھا۔

"میرا مطلب ہے کیا ان پر تشدد کیا گیا تھا۔

"شکر ہے کہ نہیں"، مسٹر سائیکیا نے کہا، سختی اور تلخی ان کے چہرے پر پھیل گئی۔ "ان کے اغوا کار، بھاگنے کی تیاری میں اتنا مگن تھے کہ ان کے پاس تشدد کرنے کا وقت ہی نہیں تھا۔ ورنہ.........." انھوں نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

انھوں نے راگھو کو دیکھتے ہوئے کہا، "مجھے یقین ہے کہ ڈیکا تم سے معافی مانگنا چاہتے ہیں کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کچھ زیادہ سختی کر دی تھی اصل میں انھیں یہ ڈر تھا کہ تم انھیں دیکھ کر حیرت میں چلا پڑو گے۔ بیشیا بھی تمھیں بتانا چاہتے تھے کہ ان کا کوئی ایسا ارادہ نہیں تھا کہ وہ چاقو دکھائیں بس اس وجہ سے کہ تم لوگوں کو چیخنے چلانے سے دور رکھ سکیں تاکہ آواز سن کر دائر در چودھری نہ آجائیں"۔

انھوں نے منو کی طرف مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا، "جہاں تک تمھاری بات ہے نوجوان لڑکے! میرے پاس تمھارے لیے اچھی خبر ہے"

"وہ کیا ہے؟" منو نے پوچھا۔

"میرے آدمیوں نے تمھاری بوٹ حاصل کر لی ہے 'راج ہنس' ہے نا؟ یہ کیچڑ کے ایک بڑے حصّے میں پھنسی ہوئی تھی۔ انھوں نے اس کو کھینچ کر نکالنے کا انتظام کر لیا تھا۔ گاؤں کے پیچھے 'کولا بیل' میں اچھی حالت میں محفوظ ہے۔"

"اوہ یہ تو حیرت انگیز ہے، منو نے کہا۔ اس کی آنکھیں خوشی اور راحت سے چمکنے لگیں۔ کیوں کہ وہ اپنی چہیتی بوٹ کے بارے میں سارے دن فکر مند ہوتا رہا۔

"ایک شاندار بوٹ" مسٹر سائیکیا نے کہا۔ "میں کسی قدر اس کی آنکھوں کو پسند کرتا ہوں جو تم نے اس کے سامنے والے حصے میں پینٹ کی ہے"

منو کا سر فخر سے تن گیا۔

"جہاں تک جھیل کی روشنی کا تعلق ہے" مسٹر سائیکیا نے بیان جاری رکھا۔ ہم نے انھیں اسی جگہ حاصل کر لیا ہے جہاں تم لوگوں نے بتایا تھا۔ اس وقت ہم وہاں پہنچے بوٹ پوری طرح کیچڑ میں دھنسی ہوئی تھی۔ اس وقت وہ کیچڑ کے سمندر میں ایک عجیب سے زاویے میں مُردار سوکھے پیڑوں اور باڑوں کے جنگل میں پھنسی ہوئی"۔

"کیا آپ اندر گئے تھے؟" راگھو نے پوچھا۔

"ہاں" مسٹر سائیکیا نے کہا، "ہم نے وہ خفیہ ٹرانسمیٹر دیکھا۔ یہ بہت ہی ذہنی آئیڈیا تھا کہ ٹرانسمیٹر بوٹ پر ہو۔ اس میں تعجب نہیں کہ ہمارے آدمی کبھی اس کا پتا لگا پاتے اور ہمارے لوگوں نے اس پہلو سے غور نہیں کیا۔ ویسے ہم فریکونسی کو ٹھپ کر سکتے تھے لیکن ہم یہ چاہتے تھے کہ اس کے پیچھے جن لوگوں کی بھی سازش ہو انھیں براہ راست پکڑا جائے۔ بہر حال یہ ایک بہت بڑا مسئلہ تھا، جو اب حل ہو گیا۔ بچّو اس کے لیے تم لوگوں کا بہت بہت شکریہ"۔

راگھو نے کہا، "مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اس مہم کا انجام خوشی خوشی ختم ہوا۔

مسٹر سائیکیا منو کی طرف گھومے اور کہا، "میرے پاس سبھی بچّوں کے پتے اور دیگر تفصیلات ہیں۔ مجھے تمہارے نام اور پورے پتے کی بھی ضرورت ہے"۔

"آپ کیوں ہم لوگوں کے پتے چاہ رہے ہیں؟" مادھو کو تعجب ہوا۔

"جب معاملہ کورٹ میں جائے گا تو کیا آپ ہمیں گواہوں کے طور پر بلائیں گے۔

"نہیں" مسٹر سائیکیا نے کہا، "مجھے تم لوگوں کے پتے کی ضرورت اس لیے ہے کہ ہم تم لوگوں کے نام کی سفارش بہادری ایوارڈ، کے لیے صوبائی حکومت کو بھیجنا چاہتے ہیں۔ تم سب اس کے پورے پورے حقدار ہو کیوں کہ سب سے بڑھ کر یہ کہ تم لوگوں نے اس خفیہ نشریات کا پتا لگایا اور ڈیکا اور ریشیا کے بارے میں اہم اطلاع دی جس کی وجہ سے فوراً ہی پہنچ کر ان کی جان بچائی جا سکی ورنہ تم لوگوں کی مدد اگر نہ ہوتی تو وہ دونوں اب تک مارے جا چکے ہوتے۔

پانچوں مہم جو جذبات میں کچھ بول نہیں پا رہے تھے۔ سب سے پہلے انھوں نے مسٹر سائیکیا کو دیکھا اور پھر آپس میں ایک دوسرے کو۔

"بہادری ایوارڈ" مادھو جذباتی ہو کر چیخ پڑا۔ "ان باتوں کے لیے جس میں ہم آخر تک لطف اندوز ہوتے رہے"۔

"تقریباً" رینا نے ترمیم کیا "جو باتیں واقعتاً ہوئی ہیں اس میں کچھ تو بہت تکلیف دہ تھیں نا کہ لطف اندوز"۔

ڈیڈی یہ سب اس وقت سنتے رہے اور مسکراتے رہے۔

"جہاں تک منو کے پتے کا سوال ہے" انھوں نے کہا، پہلے انھوں نے اپنی بیگم اور بعد میں ان کے پاس کھڑی ہوئی منو کی ماں کو دیکھا اور کہا، "ہم تینوں اور ساتھ ہی ساتھ نندیشور بھی، اس وقت بات چیت کرتے رہے جب تم لوگ سو رہے تھے اور اس بات چیت میں یہ نتیجہ نکالا کہ منو کو اپنی تعلیم جاری رکھنی چاہیے اور ہمارے لیے یہ بات بہت پسندیدہ اور پیاری ہو گی کہ اگر منو اپنی تعلیم کے لیے ہمارے پاس ٹھہرے۔ وہ شہر کے اسکول میں تعلیم حاصل کر سکتا ہے اور پھر بعد میں کالج۔ اگر منو راضی ہو تبھی......"

سبھی کی نظریں منو کی طرف مرکوز ہو گئیں۔ وہ بہت ہی زیادہ حیرت زدہ اور بہت زیادہ خوش دکھائی دے رہا تھا۔

اس نے آخر میں کہا، "میں راضی ہوں کیوں کہ میں یہی چاہتا تھا!"

سبھی ہنستے ہوئے، خوش ہوتے ہوئے اسے گلے لگا رہے تھے اور اسے شاباشی دے رہے تھے۔

راگھو نے مسٹر سائیکیا کی طرف گھومتے ہوئے کہا، "منو کا پتا وہی ہو گا جو ہمارا ہے"۔

مسٹر سائیکیا مسکرا رہے تھے۔

مادھو نے کسی قدر بے صبری سے کہا "اب تو سارے مسئلے حل ہو گئے اور پھر"۔ وہ اپنے والدین کا دھیان کبھی کبھی اپنی طرف کھینچنا چاہتا تھا۔ "اب ہم رات کے کھانے کے لیے چلیں؟ میرے پیٹ میں چوہے کود رہے ہیں"۔

سبھی قہقہہ لگاتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور ڈنر کے لیے چل پڑے۔



پہلا انگریزی ایڈیشن : 1997
پہلا اُردو ایڈیشن : مارچ 2001
تعداد اشاعت : 3000

قیمت : 35.00 روپے

This Urdu edition is published by the National Council for Promotion of Urdu Language, M/o Human Resource Development, Department of Education, Govt. of India West Block-I, R.K. Puram, New Delhi, by special arrangement with Children's Book Trust and Bachchon Ka Adabi Trust, New Delhi and printed at Indraprastha Press (CBT), New Delhi.